رسالہ حنفیہ اردو

یعنی

رسالہ فیض عام

یہ رسالہ تصنیفات جناب عالم عامل و فاضل کامل جامع اخلاق عظیمہ حاوی
محاسن فخیمہ صاحب خلق حلیم مالک طبع مستقیم جناب مولی الکونین مولوی سید
عنایت حسین صاحب پھپھیری اعلی اللہ مقامہ کی ہے
اس رسالہ میں اُس مناظرہ کا ذکر ہے جو فیما بین حنفیہ و علمائے نامدار سنیہ کے
بعہد مامون رشید عباسی وقوع میں آیا تھا اور حنفیہ نے بدلائل عقلیہ و
نقلیہ علمائے مقابلین کو ساکت کر دیا تھا فقط

اعلان واجب الاذعان

در سنہ ۱۹۰۱ء

یہ کتاب اصحاب مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے لئے چھاپی گئی ہے الجماعت بغرض تقسیم

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

انوارِ معظم

یعنی

حرز المومنین

اس کتاب کا تاریخی نام انوارِ معظم ہے اور دوسرا نام بحیثیتِ معانی و مطالب حرز المو
رکھا گیا ہے اس کتاب مین عجیب و غریب اعمال و عملیات شاذ و نادرہ کو فرا
کیا ہے کہ جنکی تعریف سے میرا قلم عاجز ہے چنانچہ مصنف نے پہلے حصہ مین خو
سُور ہائے قرآنی مع ترتیب خواندگی و ختم عمل کے اور دوسرے حصہ مین ا
دوازدہ ساعت روز مرہ کے متعلق جو منسوب با ئمہ طاہرین و انبیائے ذوا
ہین مع دعائے ہفت قاموس و دعائے ہفت ہیکر و دعائے معنید و سرقدسیہ وغیرا
جہت کشائشِ روزی وغیرہ وغیرہ اور تیسرے حصہ مین نماز ہائے قضائے حاجا
اور حصہ چہارم مین حرز ہائے مجرب ہر اک امر کیلئے اور حصہ پنجم مین ترکیب نیج
بیضا، و ادعیہ خاص بنا بر دافع امراض وغیرہ وغیرہ ہین یہ کتاب ولایتی سفید کا
عمدہ پاکیزہ خط سے تصحیح تام و اہتمام بالاکلام چھاپی گئی ہے قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محص
ڈاک و فیس ویلیو پے ایبل کے ہے۔

العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

الحق یعلو ولا یعلی

بحمد اللہ المنان کہ درین آوان میمنت توامان کتاب مستطاب فی علم کلام یعنی



بتصحیح تمام و باہتمام مالا کلام اذل الکونین سید علی حسین عفی اللہ عنہ

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

دفعہ سوم (تعداد طبع ۱۰۰۰) قیمت ۵ر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی منّ علینا باعطاء العقل و الشعور و الھدایۃ الانبیاء المبرور و الولایۃ ائمۃ الماثور و نجّینا بفضلہ من مضلّات الاھواء الدیجور و المذاھب الباطلۃ و الکفور علی سبیل النجات لحق الشکور و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء صاحب الصحف و الانجیل و التوراۃ و الزبور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلّم و عترتہ المعصومین المغفور سراج الملۃ و الدین للشھور و ائمۃ المومنین اوّلھم علی بن ابیطالب و آخرھم سمی جدہ محمد صاحب الامر و الدھور صلوات اللہ علیھم اجمعین

امّا بعد کہتا ہے فقیر حقیر پر تقصیر اقل الخلیقہ عبدہ **عنایت حسین** حرسہ اللہ عن کل شین ابن السید امام علی مرحوم مغفور حشرہما اللہ مع ائمۃ المعصومین ساکن قصبہ چھپرہ علاقہ ریاست بھرتپور کہ فی زمانہ بوجہ وصولِ رزق معین و مقدر کے ۱۲۷۶ھ ہجری سے ریاست دھولپور چھاؤنی جدید میں مقیم ہے اور بالفعل بشغل تعلیم والی ریاست مامور ہے حسب اتفاق ۱۲۹۵ھ ہجری میں بوساطت ایک عزیز کے رسالہ **حسنیہ** بروز نہم ربیع الاول کہ روز عید سرور و شادمانی اہلبیت اطہار علیہم السلام کا ہے میرے پاس پہنچا مینے اسکو دیکھا نہایت عمدہ مباحثہ پایا کہ عہدِ خلافت پر ضلالت خلیفہ جور ہارون رشید عباسی میں و بر خلیفہ کے مسماۃ **حسنیہ** نے بڑے بڑے علما اہلسنت کو زک فاش دی ہے اور بحوالہ آیات اور احادیث کے حقیت مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو ثابت کیا ہے کہ جسکے پڑھنے سے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور آتا ہے اتفاقاً اسی روز بتقریب عید با باشجاع صحبت خوشی

میں کہ اکثر احباب وہاں مجتمع تھے میں بھی شریک ہوا جو کہ رسالہ مذکورہ میرے ہاتھ
میں تھا چند احباب نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا کتاب ہے بندہ نے نام کتاب کا بیان کیا
پھر دریافت کیا کہ فارسی ہے یا اُردو ہے میں نے عرض کیا کہ فارسی ہے اُسوقت اکثر صاحبانِ حضار
جلسہ نے فرمایا کہ ہم نے حال مباحثہ حسینیہ کا سُنا ہے خوب چیز ہے اگر یہ اُردو ہوتا تو
خوب ہوتا کہ ہم بھی اسکو پڑھکر یا سُنکر خوش اور محظوظ ہوتے اگر یہ اُردو ہو جاوے تو خوب ہے
کہ سب کو فائدہ ہے جو پڑھے یا سُنے وہ خوش ہو اور مترجم کو بدعائے خیر یاد کریں بندہ نے
عرض کیا کہ اول میں یہ رسالہ عربی میں تھا ۹۵۸ہجری میں ولایتِ شام شہر دمشق سے
ملا ابراہیم بن ولی اللہ استرآبادی اسکو مُلکِ عجم میں لائے اور عہد میں شاہ طہماسپ
صفوی الحسینی بادشاہ ولایتِ ایران کے عربی سے فارسی میں بنظرِ فائدۂ عام ترجمہ
ہوا اُسوقت اکثر مومنین حاضرینِ صحبتِ مذکورہ نے بخواہش و اصرار تمام اس عاصیِ
ناکام سے فرمایا کہ اگر تو اسکو فارسی سے اُردو میں ترجمہ کرے تو فائدہ اسکا تام اور
انتفاع عام ہو خصوصاً زبدۃ الحاج عمدۃ الزوار محسن و مکرم برادران و دوستان
اخوت پناہ محبت دستگاہ جناب الحاج السید عابد علی صاحب زاد اللہ مدارجہ و
حصل اللہ ما یتمناہ نے باصرار و تاکیدِ تمام ارشاد فرمایا کہ ہم نے پہلے بھی چند بار تجھ سے
اس بارہ میں کہا ہے کہ کوئی رسالہ وغیرہ کسی مطلب خیر میں لکھنا چاہئے کہ وہ یادگار
اور باقیات الصالحات میں سے رہے اسواسطے اب ہم اس رسالہ حسینیہ کیواسطے
بھی کہتے ہیں کہ اسکو اُردو کرو اگرچہ اس ناتوان کو یہ لیاقت اور طاقت تو کہاں ہے
کہ کچھ لکھے اپنی لیاقت اور بضاعت کو انسان خود ہی خوب جانتا ہے من آنم کہ
من دانم مگر بنظرِ تعمیل ارشاد جناب موصوف کے کہ الامر فوق الادب بجا آوری ارشادِ
جنابِ ممدوح میں مجبور ہوا اور اُسی روز مبارک و سعید عید بابا شجاع کو ایک ورق کا
ترجمہ اُردو میں لکھا تاکہ ہر مرد و عورت کو فائدہ پہنچے الحمد للہ کہ چند روز کی محنت

ہین بافضال خدا سب رسالہ کو اُردو کیا اور وقت لکھنے ترجمہ کے اول سے آخر تک لفظ بلفظ ہو بہو بے کم و کاست ترجمہ کیا اور اپنی طرف سے کسیطرح کی افراط و تفریط اور دخل و تصرف عبارتِ اُردو میں ازراہ تکلف کے نہیں کیا اور ہر مقام پر خیال مبتدا و خبر ترجمہ اُردو میں عبارت عربی اور فارسی کا مقدم سمجھا تاکہ وقتِ سیر اور ملاحظہ رسالہ ہذا کے قاری اور سامع کو دِقت نہو اور نام تاریخی اِس رسالہ کا **فیضِ عام** کیا اب اُمید ناظرین ترجمہ رسالہ ہذا سے یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر سہو یا غلطی ازراہ بشریت کے اِس مترجم کی طرف سے پائیں تو عفو فرمائیں اور اِس عاصی کو عوض میں دعائے خیر کے مورد طعن و ملامت کا نہ کریں وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ ملا ابراہیم بن ولی اللہ استرآبادی مترجم فارسی لکھتے ہیں کہ جب میں ۹۵۸ھ میں بعد حصول شرف حج بیت اللہ الحرام اور زیارت سید الانام و ائمہ معصومین علیہم السلام کے مقام دار الخلافت دمشق میں کہ جسکو اب عرصہ تین سو اٹھالیس برس کا ہوا پہنچا تو وہاں پر اکثر محبان اہلبیت اطہار اور شیعان حیدر کرار سے میّنے ملاقات کی بارہا صحبت میں شیعیان اور موالیان اہلبیت کے مستفید ہوتا تھا چند مومنین سے مجھکو زیادہ تر محبت پیدا ہو گئی اکثر ذکر و اذکار مباحثہ مذہبی کے باہم رہتے تھے ایک روز ایک بزرگ نے ذکر کیا کہ رسالہ حسنیہ کہ جسمیں ذکر مباحثہ حسنیہ کا ہے کہ زمانہ ہارون رشید عباسی میں علما اور فضلا مخالفین سے بحث کر کے حقیقتِ مذہب اہل بیت کی دلائل اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کی ہے وہ نہایت عمدہ مباحثہ ہے یہاں ایک سید بزرگ کے پاس ہے چنانچہ میں اُن سید بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا فی الواقع وہ سید والا قدر بڑے شیعہ اور صاحب ورع تھے اُنکی خدمت میں التماس کیا میّنے کہ اگر رسالہ حسنیہ براہ مسافر نوازی واسطے نقل کے مجھ کو عنایت ہو تو موجب منت ہے الغرض بہزار منت اور خوشامد وہ رسالہ اُنسے میّنے لیکر اول سے آخر تک پڑھا اور اُسکو لکھا اور جب شہر دمشق سے روانہ ہو کر ملکِ ایران میں آیا تو میں اُس رسالہ کو بطور ہدیہ احباب کی خدمت میں بھیجا تھا اور جلسہ ہائے

متعددہ میں رسالہ مذکورہ کو محبانِ حیدرِ کرار اور شیعیانِ اہلبیتِ اطہار کو سناتا تھا وہ
نہایت خوش اور محظوظ ہوتے تھے مگر چونکہ رسالہ عربی تھا سوائے اہلِ علم کے عوام کو
فائدہ نہ تھا اسواسطے بہ پاسِ خاطر ایک دوست کے کہ وہ بھی سیدِ عالی نسب تھے حکایتِ
حسنیہ کو عربی سے فارسی میں بلا تکلف اور تصنع کے مینے ترجمہ کیا تا سب کو فائدہ پہنچے
پس تھوڑے ہی عرصہ میں اس رسالہ کی بڑی شہرت ہوئی یہانتک کہ ذکر اس رسالہ کا زبانی کسی معتمدِ
سلطنت کے شاہ طہماسپ صفوی الحسینی نے سنا تو شاہ کو بھی نہایت اشتیاق اس مباحثہ کے
سننے کا ہوا اور مجھکو اپنے حضور میں طلب فرمایا اُسوقت مینے یہ رسالہ حضورِ شاہ ملائک
سپاہ میں پیش کیا تو بہت خوش ہوئے اور مجھکو بعطاء انعام و اکرام سرفراز فرمایا کیفیت مباحثۂ
حسنیہ کہ فی الواقع حسنیہ اسم بامسمٰی تھی یہ ہے روایاتِ صحیحہ اور اسانیدِ معتبرہ سے قصہ مناظرۂ
حسنیہ کو فاضلِ محقق اور عالمِ مدقق شیخ ابو الفتح نے کہ علماء اعلام اور فضلاء فخام سے
ہیں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ زمانۂ ہارون رشید عباسی میں کہ خلیفہ پنجم خلفاء عباسیہ
میں سے ہے اور یہ بڑا ظالم اور جابر گزرا ہے کہ اُس ملعون کے زمانہ میں بہت سے ساداتِ
بنی فاطمہؑ اور اکثر ساداتِ علویہ قتل ہوتے اور ہزاروں بنی فاطمہ بجائے سنگ و
خشت کے عمارات میں چُنے گئے اور باعثِ شہادتِ جنابِ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما
السلام کا بھی یہی ملعون ہوا ہے المختصر اُسی عہد میں ایک مرد سوداگر تھا صاحب
جاہ و مال ہر دو ساتے اور مشاہیرِ بغداد سے کہ محبتِ اہلبیتِ رسالت میں مشہور و معروف
تھا اور ہمیشہ خدمتِ باسعادت جنابِ امام جعفرِ صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام
میں حاضر رہتا تھا اور شرائطِ بندگی اور خدمت گزاری کی بجالاتا تھا بعدِ شہادتِ جنابِ
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بسببِ ظلمِ اعداءِ دین و مخالفانِ خلفاء عباسیہ کے مال اسباب
اُس سیدار کا یہانتک تباہ و برباد ہوا کہ فقیر و محتاج ہوگیا اور کچھ اثاثہ باقی نہ رہا سوائے
ایک لونڈی کے کہ پانچ برس کی عمر میں اُسکو خریدا تھا اور واسطے تعلیم و تربیت کے مکتب میں

بٹھایا تھا اور جب عمر اسکی ۹ برس کی ہوئی تو حرم محترم جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
میں آمد و رفت اُس نے پیدا کی اور بیس برس تک علوم دینیہ کو تحصیل کیا اور حسن و ملاحت
میں بھی بے نظیر تھی اور نام اُسکا حسنیہ تھا جبکہ خواجہ بازرگان پر ہجوم فقر و فاقہ ہوا اور
نان شبینہ تک کو محتاج ہوگیا تو مجبور ہو کر ایک روز خواجہ نے حسنیہ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور کہا
کہ اے حسنیہ تو میرے نزدیک بجائے فرزند کے ہے اور بجز تیرے میرا کوئی نہیں ہے اور تیرے سبب میں نے
بہت سی زحمت اُٹھائی کہ تجھکو اس مرتبہ پر پہنچایا اب آج کے روز تجھکو یہ فضل و کمال حاصل ہے
میں چاہتا ہوں کہ تو اپنی جودت طبیعت و فطرت عقل سے ایسی تدبیر کر کہ یہ عسرت اور ہجوم فقر و محتاجی
مجھ سے دور ہو حسنیہ نے فرمانا خواجہ کا قبول کیا اور کہا بچشم جو ارشاد ہوگا بجا لاؤنگی لیکن میری
ایک عرض ہے خواجہ نے کہا کہ بیان کر حسنیہ نے کہا کہ اے خواجہ صلاح وقت یہ ہے کہ مجھکو ہارون
رشید خلیفہ کے سامنے لیچل اور میرے بیچنے کا اظہار کر اگر خلیفہ میری قیمت پوچھے تو کہنا کہ ایک لاکھ
دینار طلا قیمت اسکی ہے اگر پوچھے کہ اسمیں کیا وصف ہے جو یہ قیمت رکھتی ہے تو اُسوقت یہ جواب
دینا کہ اگر تمام علماء عصر اور فضلاء دہر جمع ہوں اور علوم دینیہ میں اس سے بحث و مناظرہ کریں تو
یہ مغلوب اور عاجز نہوگی بلکہ سب پر غالب آویگی خواجہ نے جسوقت یہ تقریر حسنیہ سے سُنی کہا
بخدا ہرگز ایسا نہ کرونگا مبادا وہ ظالم کیفیت فضیلت اور حسن صورت اور سیرت تیری سے
آگاہ ہوجاوے اور تجھ کو مجھ سے چھین لے تو میں تیری فراق میں صبر نکرسکونگا حسنیہ نے
عرض کیا کہ اے خواجہ ہرگز خوف نہ کھا جبتک میں زندہ ہوں بتصدق اہلبیت اطہار مجھ کو تجھسے
کوئی جدا نہیں کرسکتا اُٹھ اور خدا پر توکل کر الغرض بہت تاکید کی کہ خواجہ مجبور ہوگیا اور خدمت
میں یحیٰی بن خالد برمکی وزیر ہارون رشید کے گیا اور کیفیت بیان کی یحیٰی وزیر نے کہا کہ اپنی
کنیز کو لے آ خواجہ بموافق کہنے وزیر کے حسنیہ کو خانہ یحیٰی میں لے گیا جسوقت یحیٰی نے صورت
و سیرت و فصاحت و بلاغت حسنیہ کو دیکھا متحیر ہوا اور دوڑتا ہوا قصر خلیفہ میں گیا اور
اسکی خدمت میں پہنچکر سب قصہ بیان کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ اُس کنیز کو حاضر کر بموافق حکم

خلیفہ کے حسنیہ کو حضوری خلیفہ میں لیگئے حسنیہ جسوقت داخل دربار ہوئی تو چند شعر السیدہ
مدح خلیفہ میں پڑھے کہ وہ بہت خوش ہوا اور اُس نے حکم دیا کہ خواجہ حاضر ہو وقت حاضر ہونے
خواجہ کے قیمت اُسکی خلیفہ نے دریافت کی اور نام پوچھا خواجہ نے کہا نام حسنیہ و قیمت لاکھ دینار یہ
کلام خواجہ کا ہارون رشید کو ناگوار گزرا اور کہا کہ اس قدر قیمت اس کنیز کی کسواسطے بیان کرتا
ہی خواجہ نے کہا کہ وصف یہ ہی کہ اگر تمام علمائے تیری زمانہ کے علوم دینیہ میں اس سے مناظرہ کریں تو ہرگز
فتحیاب ہو نگے ہارون نے کہا کہ اگر یہ ملزم ہو جاوی تو کنیز کو لے لونگا اور تجھ کو گردن مارونگا خواجہ نے
کہا اگر قول میرا صحیح ہو تو کیا کریگا جواب دیا کہ ایک لاکھ دینار مع کنیز تیری کی تجھکو ملینگی خواجہ نے
عرض کیا کہ مجھ کو اسقدر مہلت دیجائے کہ میں کنیز سے پھر پوچھ لوں ہارون نے قبول کیا خواجہ نے حسنیہ
سے سب حال بیان کیا حسنیہ نے کہا کہ ای خواجہ اندیشہ نہ کر کہ بتصدق رسالت احمد مختار و ببرکت
اہلبیت اطہار انشاء اللہ تعالی میں ہرگز مغلوب اور عاجز نہونگی خواجہ یہ بات سنکر ہارون کی خدمت
میں حاضر ہوا اور موافق شرط کے جسطرح اوپر بیان ہوا ہارون سے اقرار کیا اُسوقت ہارون نے
حکم دیا کہ حسنیہ کو حاضر کرو حسنیہ مجلس خلیفہ میں حاضر ہوتی اور شرائط دعا گوئی کے حضوری خلیفہ
میں بجا لائی ہارون نے کہا کہ ای حسنیہ تیرا کیا مذہب ہی اور کس دین و آئین پر ہے حسنیہ نے
عرض کیا کہ دین مبین رسول رب العالمین اور طریقہ اہل بیت طاہرین کا رکھتی ہوں ہارون نے
کہا کہ ای حسنیہ خلیفہ اور وصی بعد رسولخدا صلعم کے کون تھا حسنیہ نے کہا کہ اے خلیفہ سب
علمائے عصر کو حکم کر کہ حاضر ہوں اُسوقت انشاء اللہ تعالی جو کچھ مجھ کو کہنا ہوگا کہونگی اور
جسکسیکو میری دین و مذہب میں کلام ہوگا اُسکا میں جواب بآئین شائستہ دونگی اُسوقت
ہارون کو معلوم ہوا کہ یہ طریقہ اہلبیت پر ہی اپنی وزیر یحیی کو بلایا اور کہا کہ یہ کنیز کہ ہمارے طریقہ اور
مذہب پر نہیں ہی اگر تو کہی تو اسکو قتل کروں یحیی نے کہا کہ ای خلیفہ اس کنیز نے دعوی بہت بڑا
کیا ہی اگر اپنی عہدہ سے بر نہ آوی اور ہماری عالموں سے مغلوب ہو جاوی اور حقیقت اپنے مذہب
کی ثابت نہ کر سکے اور اپنی دعوی میں جھوٹی نکلے تو اُسوقت البتہ قتل کرنا اسکا چاہتے اور اگر علما

اور فضلا ہمارے اُس سے مغلوب اور عاجز ہو جاویں تو رعایت اور حمایت اُسکی خلیفہ پر لازم
اور واجب ہے کسواسطے کہ جو کنیز کہ اس صفت کی ہو کہ سب عالموں پر فائق ہو مارنا اُس کا خلاف
شانِ خلافت ہے کہنا وزیر کا خلیفہ کو پسند آیا اور فرمایا کہ تو حکم جاری کر کہ تمام علما بغداد
حاضر ہوں چنانچہ اُسی زمانہ میں ابو یوسف قاضی بغداد سرگروہ علما شہر تھا اور شافعی
بھی اُسی عہد میں بغداد میں رہتا تھا اور ابو یوسف اور شافعی میں عداوتِ قلبی تھی
القصہ تمام عالم اور فاضل بغداد کے روبرو خلیفہ کے حاضر ہوئے حُسنیہ نے برقع اوڑھا
اور برابر علما کے آکر بیٹھی اُسوقت علما نے مذہب و ملت حسنیہ کا پوچھا اُس نے طریقہ
اور مذہب اپنا موافق طریقۂ اہلبیت علیہم السلام کے ظاہر کیا اور نہایت ہوشیاری اور
بیباکی سے مباحثہ اور مجادلہ شروع کیا اور اس معقولیت سے گفتگو کرتی تھی کہ کسیکو طاقت اور
مجال جواب دینے کی نہوتی تھی اور تفسیر تاویل آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کو اسطرح سے بیان
کرتی تھی کہ ہارون پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا اور حیران تھا جب ہارون نے جانا کہ یہہ
کنیز کہ اپنے علم و کمال میں کامل ہے اور علما بغداد میں کوئی بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا
پس حکم دیا کہ ایک شخص عرب قوم بدوی کو بلاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوا اُسوقت خلیفہ نے
ایک خط حاکم بصرہ کو لکھا اور عرب سے کہا کہ تو اسیوقت بصرہ کو جا اور بہت جلد پہنچ اور ابراہیم
بن خالد عوفی کو کہ وہ اُس زمانہ میں بہت بڑا عالم علما بصرہ سے تھا اور علم کلام اور فقہ
اور تفسیر اور اخبار میں اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور اُس زمانہ میں چار سو عالم دار الامارہ
بصرہ میں تھے اور ابراہیم اُن سب عالموں میں اکمل اور افضل تھا بُلایا جسوقت وہ عرب بذریعہ
خط خلیفہ کے حاکم بصرہ کے پاس پہنچا حاکم نے ابراہیم کو شتر تیز رفتار پر سوار کر کے بغداد کو روانہ
کیا ابراہیم خدمتِ ہارون میں آیا ہارون نے حکم دیا کہ مجلس آراستہ ہو اور منادی کیجاوے
کہ تمام اراکینِ خلافت اور سردارانِ سلطنت دولتسرائے خلیفہ پر حاضر ہوں کہ آج کے
روز مباحثہ اور مناظرہ ہوگا اور واسطے ابراہیم کے خلیفہ نے حکم دیا کہ کرسی زرّین بچھائی

جاوی اور ابراہیم اُسپر بیٹھے اور بہت تعظیم و تکریم ابراہیم کی خلیفہ نے کی جسوقت ابراہیم
سرغول علمائے بصرہ کرسی زرنگار پر بیٹھا اور گردن ہلا کر کہنے لگا کہ حُسنیہ کو بلاؤ پس حسنیہ کو
بلایا اور اہل خدمت اور نوکروں کی جگہ واسطے حُسنیہ کے قرار دی جسوقت حُسنیہ روبرو
آئی خلیفہ سے اجازت طلب کی بعد حصول اجازت کے شرائط دعا اور سلامتی ہارون
کی بجالائی اور بغیر اس کے کہ اُسکو اُسکی جگہہ پر بٹھائیں خود ابراہیم کے برابر جا بیٹھی
اور وہ نہایت تکبر و غرور سے کرسی زرین پر بیٹھا ہوا تھا ہارون نے طرف حُسنیہ
کے دیکھا اور گوشہ چشم سے واسطے مباحثہ اور مجادلہ کے اشارہ کیا حُسنیہ نے کمال
فراست و دانائی سے اشارہ خلیفہ کو سمجھ کر اُسیوقت متوجہ طرف ابراہیم کے ہوئی اور کہا کہ
اے ابراہیم تو وہی ہے کہ سو جلد کتاب تیری تصنیفات سے مشہور و معروف ہیں اور تو اپنے کو
وارث علم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کا جانتا ہے اور فخر کرتا ہے عداوت
علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر ابراہیم اس کلام کو سُنکر غصہ ہوا اور بولا کہ اے زبان دراز
تو مجھ سے تمسخر کرتی ہے اور طرف اہل مجلس کے مُنھ پھیر کر کہنے لگا کہ اس کنیز سے مباحثہ
و معارضہ کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہے کیونکہ اسمین کچھ فائدہ نہیں بلکہ میرے واسطے موجب
خفت اور سُبکی ہے یحیی برمکی وزیر ہارون روبرو اُس کے کھڑا تھا وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ
اے خداوند کلام بندگان اہل دین کا یہ ہے کہ اُنظر ما قال ولا تنظر الی من قال اے ابراہیم یہ
کلام اہل فضل سے بعید ہے حُسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم انشاء اللہ بتائید اہلبیت رسالت
پناہ اسیوقت تجھ کو کرسی زرین سے نیچے اُتارتی ہوں اور مجادلہ اور مباحثہ شروع کیا
ابراہیم نے کہا اوّل سوال میری طرف سے ہوگا کہ میں دُور سے آیا ہوں اور ابراہیم نے
اُسوقت اپنے دلمیں یہ سوچا تھا کہ حُسنیہ یہ چاہتی ہے کہ حقیقت مذہب اہلبیت کی اور
اپنی ہارون پر ظاہر کرے حُسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تو سوال کر مجھ سے اور پوچھ جو کچھ
تجھکو پوچھنا ہے اُسوقت ابراہیم حُسنیہ سے سوال کرتا تھا اور حُسنیہ با فصاحت و بلاغت

تمام اُسکو جواب دیتی تھی یہانتک کہ حُسنیہ نے ابراہیم کے اسّی سوالوں کا جواب بائیس
جلسہ میں دیا اور اُس کے اعتراضات کو دفع کرکے بند کیا جب یہ فصاحت و بلاغت
اور خوبی بیان و تقریر لسان حُسنیہ کی حاضرین جلسہ نے سُنی تو نہایت خوش ہوتے اور
تخمِ محبت حسنیہ کا سب حاضرین کے کشتِ دل میں جم گیا اور سب علما اور فضلا کیا مخالف
اور کیا موالف اُس کی اس تقریر و بیان کو سُنکر حیران و والہ ہو گئے حسنیہ نے کہا کہ
اے ابراہیم مناظرہ کو بہت دیر گزری اور جلسۂ صحبت کو طول ہوا مجھکو اندیشہ ہے اور
خیال کرتی ہوں کہ باعث ملالِ خاطر خلیفۂ زمانہ کا ہو اگر تو کہے تو میں بھی سوال
کروں ابراہیم نے کہا کہ اے حُسنیہ تین مسئلے اور ہیں وہ بھی پوچھ لوں اگر جواب اُنکا تو نے
دیا تو میں چپ اور خاموش ہو جاؤنگا حُسنیہ نے کہا کہ پوچھ وہ تین مسئلے کیا ہیں ابراہیم نے
کہا میں پوچھتا ہوں کہ بعد حضرت رسالت پناہ صلعم کے خلیفہ اور قائم مقام اُن کا
کون ہے حُسنیہ نے جواب دیا کہ جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ابراہیم نے کہا کہ سابق
الاسلام کون ہوا ہے حُسنیہ نے کہا وہ سابق الاسلام ہے جو داماد اور چچازاد بھائی
پیغمبر کا ہے ہارون اس بات کو سُنکر بگڑا اور غصہ ہوا اُسوقت ابراہیم نے خلیفہ کو اپنا
طرفدار جانکر بحث میں دلیر ہو کر کہنے لگا کہ اے حُسنیہ کس دلیل سے تو کہتی ہے کہ علیؑ سابق
الاسلام ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ابوبکر سابق الاسلام ہے کیونکہ جب پیغمبر خدا نے
دعوتِ اسلام کی تو ابوبکر کی عمر چالیس برس کی تھی اور علیؑ طفل نابالغ تھے ایمان اور
عبادت اور کفر اور معصیت علیؑ کا قابل اعتبار اور اعتماد کے نہ تھا حُسنیہ نے کہا
کہ اے ابراہیم اگر میں اعتبار عبادت اور مستحق ہونا عذاب و ثواب لڑکے نابالغ کا ثابت
کروں تو تو اقرار امامت اور وصایت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر کریگا ابراہیم نے
کہا کہ اگر بحجت و دلیل تو ثابت کردیگی تو البتہ میں قبول کرونگا حُسنیہ نے کہا کہ کہتا ہے
تو نصِ قرآنی میں کہ صریح اور ظاہر ہے مقدمۂ خضر و موسیٰ علیہما السلام میں کہ خضرؑ نے

اُس لڑکے کو قتل کیا اور قرآن مجید اُس پر ناطق ہے فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا
فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا[1] بعد اُس کے جب کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر پر اعتراض کیا کہ تم نے اس لڑکے کو کیوں قتل کیا اُسوقت
خضر نے جواب میں اُس کے کہا کہ وہ صریح اور واقع ہے کہ[2] اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوَاهُ
مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اے ابراہیم اب تو جواب دے کہ
قتل کرنا اُس لڑکے کا حق اور درست تھا یا خضر ظالم تھے اگر تو یہ کہتا ہے کہ خضر ظالم تھے
تو نہ چاہئے کہ خدائے تعالیٰ مدح ظالم کی کرے اور مدح خضر کی قرآن میں صریح ہے اور خضر
پیغمبر بزرگ ہیں ابراہیم نے یہ کلام حسنیہ سے سنکر گردن نیچے کو جھکا لی اور چپ ہو گیا حسنیہ
بولی کہ اے ابراہیم اب جواب کیوں نہیں دیتا اور کیوں نیچے سر جھکایا ہے معلوم ہوا کہ سوائے
عداوت اور عناد کے تجھے کچھ نہیں آتا اور اے ابراہیم جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ خالق عالم
ہے سچ بیان کر کہ یہ نقل جو میں اب تجھ سے بیان کرتی ہوں تو نے کسی کتاب میں بھی دیکھی
ہے اور اصحاب روایات سے یہ حدیث سنی بھی ہے یا نہیں اور یہ جو تمام علما اسوقت اس جلسہ
میں حاضر ہیں میں اُن سے گواہی طلب کرتی ہوں اُسوقت ابراہیم بولا کہ اے حسنیہ بیان کر
وہ روایت کونسی ہے اور کس طرح پر ہے حسنیہ نے کہا کہ سن روایت کی ہے مجاہد نے ابو عمر سے
اور ابو سعید خدری سے کہ کہا اُن دونوں نے کہ ایک دن ہم خدمت رسولخدا صلعم میں بیٹھے
ہوئے تھے کہ سلمان فارسی آئے اور ابو ذر غفاری اور مقداد بن اسود اور عمار بن
یاسر اور حذیفہ بن الیمان اور ابو الہیثم التیہان اور ابو الطفیل اور عامر ابن واثلہ ہمراہ اُنکے
تھے یہ سب خدمت بابرکت جناب رسولخدا صلعم میں آ کر بیٹھ گئے اور آثار ملال اور اندوہ
کے اُنکے چہرہ سے ظاہر تھے ان سبھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ متوجہ ہو کر
سنئے کہ بعضی باتیں اہل البغض و حسد سے ہم بہ نسبت ابن عم اعنی آپ کے بھائی کے ایسی سنتے
ہیں کہ ہمکو نہایت ناگوار گذرتی ہیں اور بہت رنج ہوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے

[1] پارہ ۱۵ - سورۃ کہف رکوع ۹ ۱۲ [2] پارہ ۱۶ - سورۃ کہف رکوع ۹ ۱۲

ہیں حق میں علی بن ابی طالب میرے بھائی کے انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت وہ
لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا بزرگی اور فضیلت ہے تمہارے پیشوا اور مقتدا علیؑ کو بمقابلہ دوسروں کی
سبقت اسلام میں کسواسطے کہ علیؑ اُس زمانہ میں طفل نابالغ تھے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ
میں تمکو خوش کروں اور اِس غم سے دور کروں اور یقین ہے کہ ایسے خوش ہوگے کہ روشن
ہوجائیں گے دل تمہارے قسم ہے مجھکو اُس خدا کی کہ جسنے مجھکو مبعوث برسالت کیا ہے ایک
نقل بیان کرتا ہوں میں تم سے کہ خدائے برتر میرے نے مجھکو خبر دی ہے اُس سے اور
شاید کہ تم نے بھی کتب سابقہ میں دیکھا اور پڑھا ہوا اور وہ یہ ہے کہ جسوقت ابراہیم خلیل اللہ
میرے باپ کو نمرود ملعون نے ملک سے نکالدیا تو منقول ہے کہ جب وہ جناب پیدا ہوئے
تو والدہ انکی نے وقت غروب آفتاب کے ایک پارچہ چھال درخت کا انکو پہنایا
اور کنارہ جوئبار پر انکو لے گئیں اور اُس جگہہ پر انکو رکھا پس اُسوقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ
اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ پر اور سر پر پھیرنے لگے اور کلمۂ توحید ورد زبان کیا اور
جس کپڑے میں آپ تھے اُس سے منہ اور ہاتھ اپنا پاک و صاف کرنے لگے جب یہ حال حضرت
کی ماں نے دیکھا تو بہت ڈریں چنانچہ اِس ماجرے کو اللہ تعالی قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے و
كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ فَلَمَّا جَنَّ
عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ الی آخره الآیہ
معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ ایسے ہی دکھلایا ہم نے فرشتگان آسمان و زمین کو تاکہ ہووے
اہل یقین سے پس جب ہوئی اُسکو رات اور دیکھی اُس نے تارے چمکتے ہوئے کہا ابراہیم نے کہ یہ ہے
پروردگار میرا تا آخر معنی آیت کہ آخر آیہ ہے اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ[1] اور اے گروہ صحابہ
جانو تم کہ موسیٰ بن عمران کی تلاش میں فرعون ملعون تھا اور شکم عورتوں حاملہ کے چاک
کرواتا تھا اور لڑکوں کو مارتا تھا کہ اگر موسیٰ شکم میں ہوں تو مارے جاویں یہاں تک
کہ حضرت موسیٰ متولد ہوئے اور بر وقت پیدا ہونے کے حضرت نے اپنی ماں سے کہا

[1] پارہ ہفتم بعد ثلث ۱۲

کہ اے مادرِ گرامی مجھکو ایک تابوت میں رکھکر دریا میں بہا دے جب یہ کلام کلیم اللہ
سے انکی ماں نے سنا تو وہ ڈریں اور کہا کہ مجھکو اندیشہ ہی کہ تو دریا میں غرق ہوا اور
ہلاک ہو جاوے موسیٰ نے کہا کہ اے مادرِ مہربان کچھ خوف و اندیشہ نہ کر اللہ تعالیٰ مجھکو
بچاویگا اور صحیح و سالم تیرے پاس پہنچاویگا پس اسوقت مادرِ گرامی حضرت موسیٰ نے
انکو ایک تابوت میں رکھکر پانی میں ڈالدیا بقدرتِ خدا پانی نے حضرت موسیٰ کو صحیح و
سالم کنارہ پر پہنچا یا اور پھر وہ حضرت اپنی ماں کے پاس پہنچے اور خدا تعالیٰ نے خبر دی
انکی ماں کو اس حال سے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اِذْ تَمْشِيْ
اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ
آخر الآیہ اور پھر جانو تم کہ خداوند جلیل حضرت عیسیٰ کی باب میں فرماتا ہی کہ فَنَادٰىهَا مِنْ
تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا تا مقام نَسْيًا مَّنْسِيًّا
پس حضرت عیسیٰ اپنی ماں سے باتیں کرنے لگے درآنحالیکہ انکی ماں نے طرف عیسیٰ کے اشارہ کیا کہ فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ
وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا
یعنی خداوند عالم نے عالمِ طفولیت اور بچپنے میں عیسیٰ کو کتاب اور نبوت ارزانی کی اور اُس
حال میں اسکو وصیت کی واسطے قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے اور عیسیٰ تین روز کے
تھے کہ متکلم ہوئے اور یہ بھی تم سنو کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہم
پشت آدم میں تسبیح و ذکر خداوند عالم میں مصروف تھے یہانتک کہ ہمکو نقل کیا اللہ تعالیٰ نے
اصلاب طاہر سے طرف ارحام پاکیزہ کے چنانچہ جو تسبیح اور ذکر ہم رحموں اور پشتوں مین
کرتے تھے ماں باپ بھی ہمارے اسکو سنتے تھے ہر وقت اور ہر عہد میں یہانتک کہ ہم پشت عبد المطلب
میں پہنچے اور نور ہمارا ہمارے باپ دادا کے چہرہ سے روشن و ہویدا تھا اسوقت تک وہ نور

واحد میرا اور علیؑ کا دو حصہ ہوکر آدھا حصہ صلب عبداللہ میں اور آدھا حصہ پشت ابوطالب میں گیا تا یہ کہ ہم ماؤں کے پیٹ میں پہنچے جب وہ زمانہ آیا کہ علیؑ متولد ہوئے تو اُسوقت جبرئیل امین طرف رب العالمین سے میرے پاس آئے اور کہا کہ اے حبیبِ خدا خداوندِ عالم بعد تحفۂ درود کے مبارکباد دیتا ہے تمکو پیدائش علی بن ابی طالبؑ تمہارے بھائی کی اور خدا فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے اب وقت ظاہر ہونے تیری نبوت کا ہے اور نزولِ وحی کا قریب پہنچا ہے اور مؤید کیا مینے تجھکو بحد و قوت تیرے بھائی اور وزیر اور وصی اور خلیفہ اور مانند تیرے کے اور نام تیرا بسبب اُس کے بلند ہوگا اور نسل تیری اُس سے قائم اور باقی رہیگی جب علیؑ پیدا ہوئے تو ماں نے علیؑ کی علیؑ کو میرے ہاتھوں پر رکھا اور مینے اُسکو اپنی گود میں لیا اُسوقت علیؑ نے انگشت شہادت اپنے دہنے ہاتھ کی اپنے کان پر رکھی اور میری رسالت کا اقرار کیا اور کہا علیؑ نے کہ یا رسول اللہ کچھ پڑھوں میں حضرت رسالتؐ فرماتے ہیں کہ قسم اُس خدا کی کہ جس کے قبضۂ اختیار میں میری جان ہے علیؑ نے پڑھنا شروع کیا اُن صحیفوں کا کہ جو خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور شیثؑ کو بھیجے تھے اور اوّل سے آخر تک اُن صحف کو ایسا پڑھا کہ اگر شیثؑ علیہ السلام ہوتے تو اقرار کرتے کہ علیؑ مجھ سے زیادہ تر حافظ ہے بعد اُس کے توریتِ موسیٰؑ اور انجیلِ عیسیٰؑ اور زبورِ داؤد علیہم السلام کو اس خوش الحانی سے پڑھا کہ اگر یہ صاحب کتب ہوتے تو انصاف کرتے اور داد دیتے اور بعدہٗ فرقان کو پڑھا کہ جسکو خداوند عالم نے مجھکو بھیجا ہے جیسا کہ میں حافظ فرقان ہوں علیؑ بھی حافظ اُسی کا ہے بعد ازاں علیؑ سے اور مجھ سے وہ گفتگو ہوئی کہ جو انبیا اور اوصیا میں ہوتی ہے بعد اس کے علیؑ نے طرف طفولیت کے رجوع کی اُسوقت میں نے علیؑ کو گود میں فاطمہ بنت اسد مادر علیؑ کے دیا اے دوستو میرے تم دشمنوں کے کہنے پر کیوں رنجیدہ ہوتے ہو کیونکہ گفتار اہل شک اور شرک کا کچھ اعتبار نہیں تم اس بات پر رہو کہ میں سب نبیوں سے افضل اور اکمل ہوں اور علیؑ وصی میرا اجلہ وصیوں سے

افضل و اعلیٰ ہی اُسوقت سلمان فارسی اور سب اصحاب کبار خوش ہوئی اور ہنستے ہوتے
اٹھی اور صلوات اور سلام محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھیجنے لگے اور کہتی تھی کہ
نحن الفائزون یعنی ہم خلاصی پائی ہوئی ہیں آتش دوزخ سے اُسوقت رسولخدا نے فرمایا
کہ واللہ تم رستگار ہو اور بہشت خاص واسطے تمہارے پیدا کیا گیا ہی اور دوزخ واسطے
دشمنوں تمہارے کے اور واسطے دشمنوں آقا اور صاحب تمہارے کے ہی جب کلام حسینیہ کا اس
مقام پر پہنچا تو ہارون اور اکثر علما اُسوقت رونے لگے اور ابراہیم اُسوقت قالب بیجان
کی طرح خاموش تھا اور طاقت کلام کی اُسکو مطلق نہ تھی حسینیہ نے کہا کہ اے علما واسطے
شافعی و ای فلاں و فلاں اور چند عالموں کے نام لیکر کہا کہ تمکو قسم ہے خدا اور رسول کی
سچ کہنا اور بات نہ بنانا یہ روایت جو مینے بیان کی ہی آیا صحیح ہی اور تمہاری نظر و نسے بھی
گذری ہی یا نہیں اکثر علما جو حاضر تھی بولے کہ ای حسینیہ یہ حدیث ایسی نہیں ہی کہ اسکا کوئی انکار
کر سکی حسینیہ نے کہا کہ ای ابراہیم تو مقر ہی فضیلت پیغمبر کا سب نبیوں سے وہ بولا ہاں حسینیہ نے کہا
ای ابراہیم تو قائل ہی کہ خداوند جلشانہ نے علیؑ کو نفس رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کہا قرآن مجید
میں اس جگہہ پر کہ فرماتا ہی فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و
انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین اگر اس آیت میں تجھکو کچھ کلام ہو تو بیان کر
کہ روبرو تمام مفسرین اور محدثین کی اسیوقت تجھ پر ثابت کر دوں ابراہیم بولا حاشا میں کب انکار
کر سکتا ہوں قرآن کا حسینیہ نے کہا کہ ای دشمن دین فنائی عدو خاندان طیبین الطاہرین جبکہ
تو قائل قرآن و حدیث ہی تو باوجودیکہ علیؑ نفس رسول اور بھائی اُسیکا ہی اور رسول افضل
انبیا ہی پس تو کس وجہ سی اعتبار نہیں کرتا ہی کہ علی علیہ السلام سابق الاسلام ہی اور افضل
اوصیا ہی مانند ابراہیم خلیل اللہ کے کہ جد بزرگوار اُنکے تھی اور موسیٰ اور عیسیٰ نے تو وقت
ولادت اپنی کے کلام کیتی اور خدا پر ایمان لائی پس کسواسطے تو نہیں مانتا ہی کہ علی علیہ السلام
برادر رسول اور ابن عم رسول اور دین رسول نے علیؑ سے قوت پائی اور خدا نے علیؑ کو

نفسِ رسول کہا اور کتنی ہی آیات قرآنی اُن کے حق میں نازل ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے
علیؑ کو بنام ولی پکارا اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک ضرب علیؑ کو دن جنگِ خندق
کے برابر عبادت جن و انس کے فرمایا اور یہ حدیث تمہارے عالموں سے ہے اور یہ حدیث تمہارے
ہی طریق میں وارد ہے اور تمہاری ہی کتب میں مذکور ہے کہ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ
عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ تَقْوٰہُ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ هَیْبَتِہٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ عِبَادَتِہٖ
فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ اور جب پیغمبر خدا نے علیؑ کو کتنے ہی پیغمبر اولو العزم کے برابر جانا اور
تمہارا گمان بھی یہ ہے کہ طریقۂ اہلبیت میں علیؑ افضل ہے ہر ایک انبیاء و رسل سے اور بعد رسولخدا
صلعم کے وہ افضل ہے تمام عالم سے پس کس واسطے تو مضائقہ کرتا ہے کہ ایمان طفل کا معتبر نہیں
ہے اور اقرار نہیں کرتا ہے سابق الاسلام ہونے علیؑ پر حالانکہ علی علیہ السلام نے ایام طفولیت
میں مرتبہ امامت کا پایا ہے اور وصی رسول تھے اور حافظ تھے کتابوں آسمانی یعنی توریت و
انجیل و فرقان کے اور تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اس کلام پر کہ عَلِیٌّ لَمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ طَرْفَةَ
عَیْنٍ اور ابی بکر نے چالیس برس کی عمر میں عبادت لات و عزیٰ چھوڑ کر زبانی اسلام ظاہر کیا
اور حسنِ اعتقاد سے ہرگز موافقت رسول اللہ کی نہ کی اور ہر حال میں مخالفت خدا و رسول کی
کرتا رہا اور گوشت و پوست و خون اُسکا ملا ہوا شراب اور گوشت خوک سے تھا باوجود ان
تمام قباحتوں کے اُسکو مومن جانتا ہے اور اُس کے ایمان پر اعتبار کرتا ہے اور نہیں اعتبار کرتا
ہے خاندان رسالت پر کہ خدا تعالیٰ نے اُنکی عصمت و طہارت پر گواہی دی عجب بغض و
عداوت ہے تمکو خاندان طیبین الطاہرین سے بعد سُننے اس تقریر بے نظیر کے ابراہیم بن خالد گویا
مرض قولنج میں مبتلا ہوا اور سر جھکا کر کہنے لگا کہ ای حسنیہ اس مسئلہ سے میں درگزرا لیکن میرا اب یہ سوال
ہے کہ تو حق میں علیؑ و عباسؓ کے کیا کہتی ہے کہ جب ان دونو نے باہم دعویٰ کیا تھا بابت میراث پیغمبر
خدا کی ہر ایک کہتا تھا کہ حق میرا ہے اور واسطے انصاف اور فیصلہ انکے پاس ابی بکر کے گئے اور
جب دو متخاصمین باہم نزاع کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ ایک اُنمیں سے حق پر ہو اور دوسرا باطل پر لہٰذا

غرض ابراہیم کی اس سوال سے یہ تھی کہ اگر حسنیہ یہ کہتی ہے کہ دعوی عباس کا ناحق تھا تو ماری جاویگی کیونکہ ہارون عباسی ہے اور اگر یہ کہتی ہے کہ علی علیہ السلام باطل پر تھے تو اسکے مذہب کا بطلان ہوگا اور اپنے دعوے میں جھوٹی ٹھہرے گی حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اس تیرے سوال کا جواب خود قرآن مجید سے حاصل ہے ابراہیم نے کہا وہ کونسا ہے حسنیہ نے کہا کہ جس مقام پر حقتعالی نے اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا ہے کہ هَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ

سورۂ ص پ ۲۳

اکثر تفسیروں میں وارد ہے کہ وہ دو جھگڑنے والے جو روبرو حضرت داؤد کے آئے تھے ایک جبرئیل تھے اور دوسرے میکائیل اور حاکم وقت داؤد تھے پس اے ابراہیم تجھ سے پوچھتی ہوں کہ ان میں کون حق پر تھا جبرئیل یا میکائیل یا دونوں اپنے دعوے میں جھوٹے تھے ابراہیم نے کہا کہ جبرئیل و میکائیل دونوں حق پر تھے اور سہو داؤد کا تھا واسطے تنبیہ اور آگاہی داؤد کے آئے تھے حسنیہ نے کہا اللہ اکبر پس علی و عباس دونوں حق پر تھے لیکن سہو ابی بکر کا تھا تنبیہاً ابوبکر کے پاس آئے تھے اور دعوی کرنا میراث کا ایک بہانہ تھا علی کہتے تھے کہ میراث نبی حق میرا ہے اور میں ابن عم ہوں اور بھائی و داماد و وصی پیغمبر ہوں اور بضعۃ الرسول یعنی دختر پیغمبر میرے گھر میں ہے اور حسن و حسین کہ سردار ہیں جوانان بہشت کے فرزند میرے ہیں اور نفس رسول بموجب آیت أَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ کے میں ہوں اور عباس نے دعوی کیا کہ مالک میراث رسول کا میں ہوں کہ میں چچا ہوں اسکا جب یہ گفتگو ابی بکر نے ان دونوں حضرات سے سنی تو کہا کہ واللہ خود میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ علی وصی اور وارث ہے میرا اور قاضی ہے دین میں میرے کا جب یہ کلام ابی بکر کی زبانی عباس نے سنا تو بیتاب ہوگئے اور کہا کہ اے ابی بکر جب یہ کلام خود تو نے پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے تو کس واسطے تخت خلافت پر ہو بیٹھا اور حق علی کو ضائع کیا اور کیوں مخالفت قول رسول خدا کی تو نے کی جب ابوبکر نے جانا کہ یہ تو مجھی کو الزام دینے آئے ہیں اور دعوی میراث کا محض بہانہ ہے

کہنے لگا کہ تم تو مجھ سے بہی جھگڑنیکو آئی ہو غرض اسیطرح کی دو چار باتیں سنا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا ابراہیم نے جو یہ گفتگو سُنی کہنی لگا کہ ای حسنیہ اس مسئلہ سے بھی میں درگزرا اب پوچھتا ہوں کہ عباس افضل تھے یا علی حسنیہ نے کہا کہ تو ہی بیان کر کہ حمزہ افضل تھی یا محمد صلعم کیا بحث کرتا ہی تو عباس اور علی میں اگر عباس افضل تھی تو فخر علی کو تھا کہ جسکا ایسا چچا ہوا اور اگر علی افضل تھی تو فخر عباس کو تھا کہ جسکا ایسا بھتیجا ہو ہارون رشید فصاحت و بلاغت حسنیہ کی سُنکر حیران و متحیر ہو گیا اور ابراہیم کیطرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگا کہ حیف ہی تیری اس علم و فضل سے کہ جو آج تجھکو حاصل ہی پس حسنیہ نے عرض کیا کہ ای خلیفہ مینے تراسّی سوالوں کا جواب دیا اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں اگر جواب ملیگا قائل ہو جاؤنگی ہارون نے کہا سوال کر اور پوچھ جو کچھ تجھکو پوچھنا ہی حسنیہ نے پوچھا کہ ای ابراہیم پیغمبر خدا نے وقت انتقال کے وصی اپنی طرف سے مقرر کیا یا نہیں ابراہیم نے جواب دیا کہ وصی مقرر نہیں کیا حسنیہ نے کہا کہ خطا کی یا صواب اور جو کچھ خلفا نے سقیفہ بنی ساعدہ میں کیا ہی وہ اچھا کیا یا برا پس خطا کی پیغمبر نے یا اصحاب نے ابراہیم خاموش مثل خر لنگ پا در گِل اُفتادہ کی چپ رہ گیا کسواسطے کہ اگر کہتا ہی کہ خطا کی پیغمبر نے تو نقصان شریعت و دین کا لازم آتا ہی اور جو کہتا ہی کہ صحابہ نے خطا کی تو مطلب حسنیہ کا ثابت ہوتا ہی اور بطلان مذہب ابراہیم کا اور اسمیں دہشت ماری جانے اُسکے کی تھی اس سوال کو سُنکر دریائی فکر و اندیشہ میں ڈوب گیا اُس وقت جماعت حاضرین جلسہ کو معلوم اور ثابت ہوا کہ ابراہیم عاجز ہو گیا اور اب حالت اضطرار میں ہی تمام خلائق ایکبارگی قہقہہ مار کر ابراہیم کو طعن اور تشنیع کرنے لگے اور ایک بارگی آواز غُل بلند ہوئی کہ ایسا ایک عالم زبردست اور فاضل جید ایک کنیز سے قائل ہو گیا اور عہدہ برآنہ ہو سکا ہارون رشید نے ابراہیم کو پریشان ہواس پاکر اپنی وزیر یحیی برمکی سے کہا کہ ہم نے سُنا ہی کہ بہت روز تک مسئلہ قضا و قدر اور افعال بندگان میں بابت خیر و شر کے علما بغداد اور بعض علما بنی ہاشم اور فقہا اجلہ میں بحث و مباحثہ رہا تھا ابراہیم سے پوچھ کر دیکھیں یہ کیا کہتا ہی اور ہارون ہمیشہ اس مسئلہ میں متردد رہتا تھا ہر چند علما نے

اہلسنت دلائل اپنی خدمتِ ہارون میں عرض کرتے تھے ولیکن اطمینان اُس کا نہ ہوتا تھا اور
اصل غرض ہارون کی یہ تھی کہ دیکھیں حُسنیہ اس مسئلہ میں کیا کہتی ہی یحییٰ نے موافق اشارہ ہارون
کے ابراہیم سے سوال کیا کہ تو کیا کہتا ہی اے ابراہیم مقدمۂ خیر و شر اور نفع و ضرر میں کہ جو بندوں
سے واقع ہوتا ہی اور گناہ اور کفر اور ظلم کہ جو انہوں سے ظاہر ہوتا ہی پس یہ معاصی اور خطا
بندوں کی طرف خدا کی نسبت دیتا ہی یا قضا و قدر اُسکی سے ہے یا بندہ کو اپنے فعل کا اختیار
ہے چنانچہ اعتقاد بنی ہاشم اور اُنکی تابعین کا ہی کہ مطیع مستحق ثواب کا ہی اور عاصی مستحق عذاب و
عقاب کا ہی یا نہیں ہی تیرے نزدیک کیونکر ہی ابراہیم نے جواب دیا کہ اعتقاد میرا اس مسئلہ میں ہی کہ
نفع اور ضرر اور خیر و شر موافق قضا و قدر خداوند عالم کی ہی کہ پیدا کرنیوالا آدم اور ہابیل اور قابیل کا
ہی اور پیدا کرنیوالا ابلیس کا بھی وہی ہی اور پیدا کرنیوالا آب اور آتش اور بہشت اور دوزخ اور موت
اور زندگی اور صحت اور مرض اور کفر اور طاعت اور گناہ کا بھی وہی ہی اور پیدا کرنیوالا
محبت اور عداوت ابراہیم اور نمرود کا اور موسیٰ اور فرعون کا اور ہارون اور ہامان کا
اور محمد اور ابوجہل کا اور کافر اور مسلمان کا خدا تعالیٰ ہی اور سب خیر و شر قضا و قدر اُسکی
سے ہی لیکن شرور یعنی بدیاں اور بُرائیاں بے رضامندی حکم قضا و قدر اُس کی کے ہیں حُسینیہ
نے جو اس قسم کے مہملات اُس کی سُنی تو تاب و طاقت صبر کی نہ لا سکی اور کہا کہ ای ابراہیم خدا سے
شرم کر اور یہ کفر اور زندقہ نسبت اپنی اور سب مسلمانوں کے روا نہ رکھ اور خدا سے ڈر کہ واسطے
ابلیس کے حجت اور دلیل قائم کرتا ہی ذرا ہوش میں آ اور عقل کو اپنا رفیق کر تجھکو اور جو تجھ سے پہلے
اس عقیدہ پر تھے اُنکو قائل کرنا کچھ بڑی بات نہیں ہی بلکہ نہایت آسان ہی چونکہ پہلے تو نے کہا کہ
شر و عصیان اور کفر اور فسق قضا و قدر خدا سے ہی ولیکن بے رضامندی اُسکی کے نہیں ہی اور
یہ کلام تیرا خالی از دہریت اور محالات کے نہیں ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی خود حکم دے اور
اُس اپنے حکم پر راضی نہو بسبب عجز اور خوف کے یا بسبب ریاکاری اور مکاری کے اور ذات
مقدس باری تعالیٰ کی ایسی صفات سے پاک و صاف ہی اے ابراہیم یہ باتیں اس قسم کی سے اعلیٰ

بنائی ہیں اُن لوگوں نے جو تجھ سے قبل اس عقیدہ پر تھے کہ شائد کفر اور زندقہ ہمارا اور ہماری پیشواؤں اور مقتداؤں کا ان باتوں سے رفع ہو جاوے اور کسی پر ظاہر نہو اور تعجب ہے تمہاری اعتقاد پر کہ شر اور گناہ اور فسق اور کفر سب قضا و قدر اور رضائے خدا سے ہے اور پھر خود ہی اس عقیدہ سے شرمندہ ہوا ابراہیم نے کہا کہ اے حسینہ تو کلامِ خدا کو صحیح نہیں جانتی ہے حسینہ نے جواب دیا کہ واللہ میں کلامِ خدا کو صحیح جانتی ہوں اور تفسیر اور تاویل مشکلات قرآن مجید کے معنے پڑھے ہیں اُن بزرگوں سے کہ قرآن شریف جن کے حق میں اور اُنکے جد بزرگوار کے حق میں نازل ہوا ہے ابراہیم بولا کہ اے حسینہ تو کیا کہتی ہے اس قولِ خدا میں کہ فرماتا ہے قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور اسی طرح دوسری آیت میں فرماتا ہے يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ اور پھر اسیطرح فرماتا ہے لَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا معنی آیت اوّل کے یہ ہیں کہ تمام چیزیں طرف خدا تعالیٰ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ پیدا کرنیوالا ہر شے کا ہے اور صاحبِ قدرت ہے اور معنی آیت دوسری کے یہ ہیں کہ گمراہ کرتا ہے جس کسیکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جس کسیکو چاہتا ہے اور معنی آیت تیسری کے یہ ہیں کہ اگر چاہیں ہم ہر نفس کو ہدایت کریں اور اسیطرح فرماتا ہے خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ یعنی مُہر کر دی ہے خدا تعالیٰ نے دلوں پر اُنکے اور کانوں پر اُنکے اور آنکھوں پر اُنکی کہ ایک پردہ پڑا ہوا ہے کہ بسبب اُسکے ایمان نہیں لا سکتا ہے حسینہ کیا اعتقاد ہے تیرا ان آیات پر احکامات قرآنی کے بارہ میں اور ان آیات اور احکامات کو حق جانتی ہے یا نہیں حسینہ نے کہا کہ اے ابراہیم آیہ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ جسکو تو اپنی حجت اور دلیل پر گواہ لایا ہے اب تو سن کہ اکثر آیات قرآنی محمول اور ماوّل ہیں اُن وجوہات پر کہ جو مطابق اور موافق تقاضائے عقل کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ اگر تو ظاہر معنی اس آیت پر حکم کرے تو لازم آتا

ہے کہ خالق سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ ہی ہووے اور یہ مذہب ابلیس کا ہے جاننا چاہیے
کہ قرآن شریف میں کُلّ بمعنی بعض کے آتے ہیں جیسا کہ قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
میں مذکور ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا اور یہ سب اہل عقل پر ثابت ہے کہ کوہ
الوند اور کوہ دماوند اور کوہ قاف اُس جگہ نہ تھا اور اسی طرح سے قصہ بلقیس میں خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ اور تمام عقلا جانتے ہیں کہ بادنجان اور
شلغم اور زردک نہ تھے پس معنی کُل کے یہ ہیں کہ جو چیز کہ ناقص ہے وہ ثبوت معقول الہیت اُسکی کا
نہیں کر سکتی کیونکہ خالق آسمان و زمین اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور جن اور انس
اور ملائک اور اصول و فروع اور تمام نعمتوں کا حق تعالیٰ ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ پاک اور منزہ
ہے پیدا کرنے کفر اور فعل فساد اور ظلم اور گناہ اور مثل اُسکی سے اور یہ جو خدا تعالیٰ فرماتا
ہے کہ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ پس جاننا چاہیے کہ ہدایت کے معنی بہت
آتے ہیں اور رجوعیت سب معنوں کی طرف دو معنی کی ہے ایک بمعنی ارشاد کے ہے اور
دوسرے بمعنی لطف کے ہے اور یہ دونو معنی عموماً ہیں نسبت مومنین اور کافرین کے اور
سب مکلفین کے واسطے اور سُناہے ابراہیم جو کچھ احسان حق تعالیٰ نے واسطے مومنین کے
کیا ہے الطاف وارشاد یعنی بھیجنا رسولوں اور قدرت اور قوت اور عقل کا اور وہی ہے
منصب حق کفار میں بھی کیا ہے کس واسطے کہ اگر کافروں کے حق میں نہ کرتا تو اُنکی طرف سے
خدا تعالیٰ پر حجت قائم ہو جاتی اور وہ یہ کہتے کہ اے خدا تو نے ہمارے دلوں اور آنکھوں
اور کانوں پر مُہر لگادی ہے اور خود ہی تو نے طاقت جاننے اور سُننے اور دیکھنے راہ راست
کی ہمکو نہیں دی ہمارا کیا گناہ ہے پس خدا تعالیٰ پر جانب کفار سے الزام عائد ہوتا ہے
اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں تصریح فرماتا ہے کہ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌۢ
بَعْدَ الرُّسُلِ یعنی میں نے یہ سب کچھ اسواسطے کیا ہے کہ تا آدمیوں کو مجھ پر حجت نہ رہے اور
سب پر حجت جانب خدا سے ہووے جیسا کہ خود فرماتا ہے فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

یعنی واسطے خدا کے حجت بزرگ ہی اے ابراہیم خدائے تعالی نے ہر جگہہ ذکر ہدایت کا کیا لیکن وہ ساتھ شرط کے ہی اور ہدایت سی مراد زیادتی الطاف و مہربانی ہی کہ تاواجب نہو جاتے خدائیتعالی پر دکھلانا راہ بہشت کا اُن لوگوں کو کہ جو گنہگار ہیں اور اگر وہ چاہی تو اپنے فضل و کرم سے اُنکی خطا سے درگزرے اور راہ بہشت اُنکو دکھلاتے اور داخل بہشت کرا اور اے ابراہیم اضلال کے بھی بہت معنی ہیں اور معنی اصلی اُسکی ہلاکت کے ہیں اور نزدیک خدائیتعالی کے ضلال یعنی ہلاک و عذاب کے ہی چنانچہ فرماتا ہی یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ یعنی عذاب و عقاب کریگا خدائیتعالی ظالموں پر بسبب گمراہی ظالموں اور کافروں کے اور جو اس جگہہ پر اضلال بمعنی گمراہ کرنے کے ہوتے تو گمراہونکو گمراہ کرنا بیفائدہ تھا اور یہ محال ہی یعنی مشکل ہی اور یہ ہو نہیں سکتا ای ابراہیم یہ معنی جسکی نسبت تو طرف خدا کے کرتا ہی خدائیتعالی نے اس معنی کو حوالہ اپنے نہیں کیا بلکہ اپنے سوائے دوسرے کا حوالہ فرمایا ہی چنانچہ فرماتا ہی وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنی شیطان تم میں سی بہتونکو گمراہ کرے اور سند اسکی طرف فرعون کے بھی کی گئی ہی کہ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی یعنی اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو پس جبکہ خداوند عالم خود بندونکو گمراہ کرتا تو سند اُسکی طرف دوسرے کے نہ کرتا اے ابراہیم یہ معنی جو تو بیان کرتا ہے کہ خدائیتعالی تمام کافروں کو گمراہ کرتا ہے یہ محض دروغ اور افترا اور کفر ہے کہ خدائے تعالی فرماتا ہے کہ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ پس لازم ہی تاویل کرنا اُن آیات کا کہ جس جگہہ اضافت گمراہی کی طرف خدا کے ہی جیسے یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ہی یعنی گمراہ کرتا ہی خدائیتعالی جس کسیکو چاہتا ہی اور جب اثر لطف کا اُسمیں نہو وے اور پھر خدائے تعالی بسبب کفر اور خطا کے اپنے بندہ کو منسوب کرے اپنی طرف مثلاً تو کہو کہ اضلال کیا ہی یعنی گمراہ کیا ہے پس گمراہی اپنی جانب سے ہے نہ طرف خدا کے ہے اور اے ابراہیم آیہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ

وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ سے مطلب یہ ہے کہ اضافت مُہر کی دل اور
گوش پر اور اضافت پوشش کی چشم پر طرف اپنی کے ہے بطور تمثیل کے یعنی جنہوں نے کہ تمام
کیا ہے کفر پر مانند اُن آدمیوں کے ہیں کہ ایمان نہ لاسکیں گویا خدا تعالیٰ نے واسطے
اُنہوں کے یہ بات پیدا کردی ہے اور مُہر اور حجاب مانع ایمان نہیں ہے کس واسطے کہ اگر یہ
مانع ہوتی تو خدا تعالیٰ نہ فرماتا کہ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا
اے ابراہیم تیرے اعتقاد کے موافق لازم آتا ہے کہ دعوتِ انبیاء مذموم اور قبیح نہ تھی اور
خدا پر لازم تھا کہ اپنے رسول کو خبر دیتا کہ فلاں اور فلاں کو دعوت نہ کرنا کہ یہ ہرگز ایمان
نہ لائیں گے کس واسطے کہ میں اُنکا صاحب ایمان ہونا نہیں چاہتا ہوں اور مُہر دلوں اور کانوں پر
اُنہوں کے لگادی ہے تا دعوت رسول کی بیفائدہ اور عبث نہ ہووے اے ابراہیم جسقدر ہدایت
اور رہنمائی کہ حضرت پروردگار نے مومنوں کو کی ہے اُسیقدر واسطے کافروں کے بھی کی ہے
اور قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یعنی ہم نے دونوں کو
راہنمائی کی شاکر کہ مومن ہے اور کفور کہ کافر ہے جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا پس کیونکر
کہا جاوے کہ خدا تعالیٰ عز و جل نے کافروں کو ہدایت نہیں کی ہارون رشید اگرچہ
مخالف مذہب تھا ولیکن جسوقت یہ مسئلہ زبانی حسینیہ کے اُس نے سنا بحث حسینیہ کی
اُسکو بہت پسند آئی اور نہایت خوش ہوا ابراہیم نے حسینیہ سے کہا کہ تو کیا کہتی ہے اس
آیت میں کہ ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین سے کہا اور قرآن شریف میں صریح وارد ہے کہ
اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی پرستش کرو تم اُس چیز کی کہ
جسکو خود بناتے ہو حالانکہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمکو اور عمل تمہارے کو حسینیہ ہنسی اور
بولی کہ واللہ تمکو اعتقاد قرآن پر بھی نہیں ہے اس واسطے کہ تم تاویل آیات قرآنی اور کلام
ربانی کے موافق مطلب اور مراد اپنی کے کرتے ہو ابراہیم نے کہا کہ اکثر مفسرین و تابعین کا
قول ہے کہ ما مصدری ہے اور تقدیر کلام وہ ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَعَمَلَكُمْ یعنی خدا تعالیٰ نے

ـہ پارہ ۲۳ سورہ والصافات رکوع ۳ بعد ربع ۱۲
ـہ پارہ ۲۹ - رکوع ۱۹ - سورۂ دہر ۱۲
ـہ پارہ ۶ - حد اول ربع ۱۲
ـہ پارہ ۱۷ رکوع ۱ ۱۲

خلق کیا تمکو اور عمل تمہارے کو حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم دلیل بطلان کلام تیرے کی قول
حق سبحانہ تعالی کا ہے کہ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ نزول آیت تعریف اور ملامت پر ہے
یعنی پرستش کرتے ہو اُس چیز کی کہ جسکو خود تم نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور خدا نے پیدا کیا ہے تمکو
اور وہ چیز کہ جس سے تم نے بنایا ہے اُس بت کو یعنی چوب غیرہ سے اور اگر مراد وہ ہوتی کہ خدا نے
فعل اور عمل تمہارے کو پیدا کیا ہے یہ آیت عذر میں کافروں کی ہوتی اور خدا تعالی عذر کرتا واسطے
کافروں کے بسبب اُس عمل کے کہ کرتے تھے یہ ایک قضیہ اور جھگڑا ہو جاتا کیونکہ اول
کلام ملامت پر اُنہوں کے ہوتا اور آخر کلام عذر میں اُنہوں کے پس یہ جمع بین النقیضین
ہوتا اور مضمون اس آیت کا یہ ہے کہ یہ بت پرست اور بت تراش تھے اور اسمیں کچھ خلاف
نہیں ہے کسواسطے کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ تمکو اور جسکی تم پرستش کرتے ہو یعنی بتونکی کہ خود تم نے
اُنکو بنایا ہے خدا نے پیدا کیا ہے اور جاننا چاہیے کہ مَا تَنْحِتُوْنَ ممکن ہے کہ ما
موصولہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ نکرہ موصوفہ ہو اور وَمَا تَعْمَلُوْنَ موصولہ ہے بمعنی الذی
کے اور اگر ہم گمان کریں اُس چیز پر کہ جس سے مراد تمہارے ہے تو مناقضہ ہو جاوے اور دوسرے
یہ ہے کہ حضرت باریتعالی نے نسبت اور اضافت عمل کی طرف اُنہوں کے کی کہ اگر فعل خدا کا
ہوتا تو نسبت اضافت اُسکی طرف بندہ کے نہ کرتا جو کہ اضافت طرف بندہ کے فعل
بندہ کا ہوا نہ فعل خدا بوجہ اس کے کہ عقلاً اور شرعاً اضافت فعل اور نسبت اُس کی ہے
فاعل کو کرتے ہیں اے ابراہیم اعتقاد تمہارا یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ کافر معصیت کرے اور نہیں
چاہتا ہے کہ طاعت کرے اور یہ اعتقاد تمہارا مستلزم اشیا شنیعہ کا ہے کسواسطے کہ تم جانتے ہو کہ اللہ
تعالی فاعل قبائح اور کفر اور خطا اور ہر فساد کا ہے کہ جو دنیا میں واقع ہوتا ہے اور یہ بھی کہتے ہو
کہ یہ سب اُس کی قضا و قدر سے ہے اور تمہارے کلام سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالی جملہ ظالموں سے
ظالم زیادہ ہے کسواسطے کہ عذاب کرے کافر کو بسبب اُس کفر کے کہ خود اُسمیں مقدر کیا ہووے
اور جو حق تعالی نے کفر کو کافر میں پیدا کیا ہو اور اُسمیں قدرت پیدا کرنے ایمان کی نہ ہووے

پ ۲۳ سورہ والصافات ... ۱۲

تو بعد اُس سے اُسکو عذاب کرے بسبب اُس کفر کے کہ خود اُسمیں خلق کیا ہو مثلاً بندۂ
حبشی کو عذاب اور عقوبت کرے کہ رنگ تیرا سیاہ کیوں ہے تو لازم آتا ہے کہ رنگ اُسکا سفید ہویا
مثلاً کسی بندۂ طویل القامت کو عذاب کرے کہ تیرا قد لمبا کیوں ہو گیا ہے چاہیے کہ قد اُسکا کوتاہ
ہو جاوے اور اسیطرح ایک لڑکے کو ہاتھ اور پاؤں باندھ کر پانی میں ڈالا جاوے اور جب اُسکی
کپڑے پانی سے تر ہوں تو اُسکو پانی سے باہر نکال کر ماریں کہ تو نے اپنے کپڑے پانی میں کیوں
بھگوئے پس یہ ظلم صریح ہے اے ابراہیم اگر خلق کفر کافر میں اور خلق فسق فاسق میں اور خلق ظلم
ظالم میں کیا ہو وے تو انقطاع حجت نبیوں کا اور الزام رسولوں پر عائد ہوتا ہے کیونکہ
جو نبی کافر سے کہے کہ تو ایمان لا خدا پر کہ خدا نے مجھکو بھیجا ہے کہ تجھکو طرف ایمان کی
دعوت کروں اُسوقت نبی کے جواب میں کافر یہ کہے کہ اگر خدائے تعالی نے تجھکو بھیجا ہے
کہ تو مجھکو طرف ایمان کی دلالت کرے تو چاہیے کہ مجھ میں ایمان پیدا کرے یا مجھکو
قوت مؤثرہ دیوے تو میں ایمان لاؤں ورنہ مجھکو تکلیف ایمان کی کیونکر کروگے
کسواسطے کہ مجھکو قدرت ایمان لانیکی نہیں ہے مجھ میں تو کفر پیدا کیا ہوا ہے پس حجت نبی
منقطع ہو جاوے اور نبی عاجز ہو کر جواب کافر کا نہ دے سکے اے ابراہیم جس حالت میں
کہ خدائے تعالے نے کافر میں کفر خلق کیا ہو اور پھر اُسکو تکلیف ایمان لانیکی دے
تو یہ تکلیف مالایطاق ہوئی اور یہ عقلاً اور شرعاً قبیح اور مذموم ہے اور تکلیف مالایطاق
کی یہ مثال ہے کہ مثلاً کسی آدمی کو یہ کہا جاوے کہ ہوا میں اُڑ اور وہ نہیں اُڑ سکتا ہے چنانچہ
قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور دوسری
جگہ فرماتا ہے کہ يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا اور پھر فرماتا ہے کہ
يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور مثال اس کی بہت ہیں اے ابراہیم
جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالی کفر کو کافر میں خلق کرے اور کہے کہ كَيْفَ تَكْفُرُونَ اور خود
خالق حق و باطل ہو اور کہے کہ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور انہوں کو اپنے سے دور

کرے اور پھر اپنے پاس بلاوے اور کہے کہ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ اے ابراہیم اگر
کفر کو کافر میں حقتعالی نے پیدا کیا ہووے تو لازم آتا ہے کہ کافر مطیع اور فرمانبردار خدا کا
ہو کیونکہ جب خدا نے کفر کو کافر میں خلق کیا تو گویا اُس سے کفر کو چاہتا ہی پس جو مراد
خدا کی تھی کیا کہ وہ مطیع تھا اور معاذ اللہ نبی گنہگار اور عاصی ہوا کیونکہ کافرونکو طرف ایمان
کی حکم کرتا ہی اور کفر سے منع کرتا ہی کسواسطے کہ خدا یتعالی نے تو اُسمیں کفر پیدا کیا ہے
ایمان کو وہ اُس سے نہیں چاہتا پس تمہارے زعم میں نبی تو عاصی ہوا اور کافر
مطیع ہوا اے ابراہیم تمہارے قول کے موافق لازم آتا ہے عدم رضا ساتھ قضا
وقدر خدا کے بوجہ اسکے کہ بموجب مسئلہ اجماع کے رضا بکفر حرام ہے اور رضا بقضا
وقدر خدا پر واجب ہے پس اگر کفر موافق قضا وقدر خدا یتعالی کے ہو تو واجب ہوا اُسپر
راضی ہونا کفر پر اور یہ کفر ہے اور ای ابراہیم اس اعتقاد تمہارے سے لازم آتا ہی بیکار
ہونا حدود اور قصاص اور زواجر شرعیہ کا گناہوں اور معاصی پر کیونکہ اگر زنا اور لواطہ
اور چوری اور شراب خواری اور خون ناحق اور سب گناہ از قسم قمار و سرود و شطرنج وغیرہ
کہ جو واقع ہوتے ہیں یہ سب بہ ارادہ قضا وقدر خدا یتعالی کے ہوتے پس حاکم شرع کو
جائز نہیں ہی کہ منع کرے ان گناہونکے کرنیوالے کو کسواسطے کہ جو کچھ مراد خدا کی ہی اُس سے
منع نہیں کرسکتا اور حکم کرے واسطے اُس چیز کے کہ جو موافق مرضی خدا کے نہوا اور دوسرے
یہ لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی چاہنیوالا نقیضین کا ہو بایں وجہ کہ معصیت مراد اُسکی ہے
اور خود ہی اُس نے مقدر کی ہی اور امر و نہی اور بھی زجر و منع معاصی سے مراد اُسکی ہی
اور وہی حکم کرے واسطے جاری کرنے حدود اور تعزیرات کے پس اجماع بین النقیضین لازم
آتا ہی اے ابراہیم ابوشعشہ روایت کرتا ہی کہ ایک چور کو عبد اللہ بن عباسؓ کی مجلس میں لائی
اور عبد اللہ نے واسطے کاٹنے ہاتھ چور کے حکم دیا اُسوقت حاضرین مجلس میں ایک
شخص نے کہا کہ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ قَضَاءِ السُّوْءِ یعنی پناہ چاہتا ہوں میں حکم بد

پارہ ۲۳ سورہ والصافات ختم رکوع ۳ بعد ربع ۱۲

خدائیتعالی سے عبداللہ بن عباس نے غصہ ہوکر کہا کہ لقولک اعظم من قضاء السوء
یعنی گناہ تیرے کہنے کا زیادہ تر ہے چوری کرنے اُسکے سے اور اُس شخص کو مجلس
سے نکال دیا اور حکم کیا کہ اُسکو ماریں اور توبہ کراویں جو ہارون نے حسنیہ سے یہ کلام
سنا تو بہت خوش اور راضی ہوا کسواسطے کہ عبداللہ بن عباس اجداد ہارون میں سے
تھے حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اگر خالق کفر اور معاصی اللہ تعالی ہی تو چاہتے کہ کچھ
فرق نہو نزدیک ہمارے اور اُس آدمی کے کہ جنے اپنی تمام عمر میں ہماری ساتھ
طرح طرح کی نیکیاں کی ہوں اور درمیان اُس آدمی کے کہ جسنے طرح طرح کی ظلم
اور جور ہمپر کئے ہوں پر اس حساب سے وہ ہمسے اچھا ہنووا اور شکر نیکی کرنیوالے کا
اور مدح اُسکے نیکی کی نہووے بلکہ جائز نہووے مذمت بدی کرنیوالے کی کسواسطے
کہ اگر نیکی کرنیوالا اور بدی کرنیوالا فاعل مختار نہوویں تو بلاشک مدح اور ذم
اُنہوں کی طرف اُنکی راجع نہوویگی جاننا چاہیئے کہ عوض فعل نیک کے عمر کی مدح نہیں کرتے
ہیں پس مدح اور ذم کہ صفت فعل کا ہی ہماری ساتھ راجع ہی لازم ہی کہ نفس فعل ہماری کا بھی طرف
ہمارے راجع ہووے اور بھی پس تقدیر سے بھیجنا رسولوں کا اور نازل کرنا کتابوں کا اور بہشت
اور دوزخ جملہ بیفائدہ اور عبث ہووے اے ابراہیم یہ مذہب ابلیس کا ہی کہ اُس نے کہا رب بما
اغویتنی اور جو کہ تم اہل جبر میں سے ہو واسطے ابلیس کے دلائل قائم کرتے ہو اور ان عقائد کو
بنی امیہ اور تابعین بنی امیہ نے علما اور اصحاب حدیث سے کہ جو تابع اس قوم کے تھے
ابلیس سے حاصل کیا ہی اور دین کو عوض دنیا کے بیچا اور تم لوگ بھی تابعداری اُسی
گروہ کی کرتے ہو جب حسنیہ نے سلسلہ کلام مباحثہ کا اس مقام پر پہنچایا تو اُسوقت ابراہیم
اور دیگر علما بغداد نے جو حاضر جلسہ تھے یکبارگی شور و غل بلند کیا اور پکارنے لگے کہ اے
کنیز کیا تنگ مذہب اسلام پر طعن کرتی اور نزدیک تھا کہ قصد قتل حسنیہ کا کریں ہارون
اس ماجرا کو دیکھ کر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابراہیم تمکو خدا سے شرم نہیں آتی ہی کہ ایک کنیز کیا

دلائل اور براہین سی تمہاری تکفیر کرتی ہی اور تم عاجز ہو رہے ہو اور تم سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے اور باوجود قائل ہونیکی اُس سی سختی کرتے ہو حُسنیہ نے کہا اگر مناظرہ اور مباحثہ میرا موجب ملال خلیفہ زماں کا نہووے تو تا مدت ایک ہفتہ برابر دلیلیں قائم کروں ہارون نے کہا بیان کر جو کچھ تجھکو معلوم ہی حُسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اگر بندہ فاعل اپنی فعل کا نہو تو لازم آتا ہی کہ افعال اختیاری جو ہم سے واقع ہوتے ہیں بسبب ارادہ اور خواہش کے مثل چلنے اور پھرنے اور بیٹھنے اور اُٹھنے اور کھانے اور پینے اور دینے اور لینے کے اور حرکت ہاتھ اور پاؤں کی مانند فعلوں اضطراری کے ہوں جسطرح سی کہ نبض وغیرہ ہی اور کچھ فرق نہو اور حالانکہ ای ابراہیم یہ امر بدیہی ہی کہ فرق ظاہر ہی حرکات اختیاری اور اضطراری میں اور جو عقلمند ہی وہ جانتا ہی کہ ہم قادر ہیں حرکات اختیاری کی اور قادر نہیں ہیں اُڑنے پر اور آسمان کے جانے پر جیسے کہ شیخ بہلول علیہ الرحمہ نے ابوحنیفہ کو مسئلہ قضا و قدر میں بحث کر کے قائل کیا اور الزام صریح دیا اور کہا بہلول نے کہ ای ابوحنیفہ تو دلیل سے ثابت کرتا ہوں کہ تجھ سی گدھا مراتب عقلمند زیادہ ہی سو جہ سی کہ تو بندہ کو مسلوب الاختیار جانتا ہی یعنی بندہ محض بے اختیار ہی اور اُسکو کچھ اختیار نہیں ہی کیونکہ اگر کوئی آدمی گدھی کو کنارے پر کسی چھوٹی سی نہر کے لیجاوی اور اُسکو ماری کہ اُس نہر سی نکل جاوے البتہ وہ گدھا اُس سے گذر جاویگا اور اگر اُسکو کنارہ پر بڑی نہر کے لیجاوی کہ وہ قادر نہو اُسکی پار اُترنے پر تو اُسکو جان بھی مار ڈالے لیکن وہ اُس نہر سی نہیں نکلیگا پس جائی تعجب ہے کہ خر یعنی گدھا تک تو فرق جانتا ہی اُس چیز میں کہ جسپر قدرت رکھتا ہی اور اُس چیز میں کہ جسمیں قادر نہیں ہی یا ہی اور ای ابوحنیفہ تو فرق نہیں جانتا کہ کس چیز پر قادر ہی اور کس چیز پر قادر نہیں ہی جو حسنیہ نے یہ بیان کیا ہارون اور یحییٰ اور جملہ ارکان دولت یکبارگی خندہ زن ہوئی اور ابراہیم نے خجالت سے سر جھکا لیا پھر حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اگر بندہ فاعل فعل اپنے کا نہو اور فعل اللہ تعالیٰ کا ہو تو صحیح اور درست نہووی کیونکہ یہ کہتا ہی کہ خدا یتعالیٰ غفور اور رحیم ہی اور

کبھی ہوتا ہے کہ بندہ غفور اور رحیم کا گناہ کرے اور بہ سبب گناہ کے مستحق عذاب کا ہو جاوے پس اُسکو عذاب کرے اور بخشدے اور معاف کر دے اور جبکہ گناہ فعل بندہ کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے تو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ خدا کو کہا جاوے کہ بخشنے والا اور عفو کرنیوالا اور رحیم ہے ای ابراہیم حقیقت ایمان کی یہ ہے کہ تکلیف کو وارث بنا میں لیں سے حاصل کرے خاص اپنے فعل سے تا حاصل کرنے اُسکے سے دنیا میں مستحق مدح کا ہووے آخرت میں مستحق ثواب کا پس اگر خدا چاہے کہ بندہ میں اختیار پیدا کرے تو کر سکتا ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ بندہ خاص اپنے کسب اور فعل کا مختار ہو کر اپنی طرف سے مومن اور مطیع ہو کر تارک کفر اور معاصی کا ہو اور اگر بندہ باوجود حصول قدرت اور تمکین کے ایمان اختیار نہ کرے تو خدا کا اسمیں کچھ نقصان نہوگا اور ای ابراہیم اگر دلائل عقلی زیادہ تر تو چاہتا ہے تو بسقدر بیان کروں کہ سامعین کو ملال پیدا ہو اور ناگوار خاطر ہو ولیکن دلائل نقلی سے چند حدیث کہ جنکو فریقین نے نقل کیا ہے اور تمہاری طریقہ میں بھی واقع ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے روایت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اَلْقَدَرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ قِیْلَ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَزْعَمُوْنَ اَنَّھَا مِنَ اللّٰہِ کَتَبَھَا عَلَیْھِمْ یعنی قدریہ مجوس اس اُمت کے ہیں اگر بیمار ہوں واسطے عیادت اُنکی کے نہ جاؤ اور اگر مریں تو نماز اُنکی جنازہ پر نہ پڑھو اور اگر ملاقات کرو تو سلام اُنپر نہ کرو ایک جماعت اصحاب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ قدریہ کیا گروہ ہے اور یہ کون لوگ ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ ہے اہل عصیان سے اور زعم اُنہوں کا وہ ہے کہ عمل جانب خدائے تعالیٰ سے ہے اور خدائے تعالیٰ نے اُسکو ازل سے ایسا لکھدیا ہے کہ یہ معصیت اور گناہ کریں گے اور اسیطرح سے خدا نے مقدم کر دیا ہے اُنپر اور عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اسناد اسکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچی ہے کہ لِلّٰہِ لَمْ یَلْقَ الْعَبْدُ رَبَّہٗ بِاَعْظَمَ مِنَ الْاِثْمِ اِلَّا بِاللّٰہِ وَیَعْمَلُ مَعْصِیَۃً

ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَیْہَا مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی بدرستیکہ ملاقات کری بندہ پروردگار اپنے کو
ساتھ ایسے گناہ کے کہ بزرگتر ہو شرک خدا سوا اور اُس سے کہ کسی گناہ کو عمل میں لاوی پس
گمان کری کہ فعل معاصی طرف خدا تعالیٰ سے ہی اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ
فَکَذِّبُوْھُمْ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَکَذِّبُوْھُمْ اور اسیطرح سے وہ احادیث کہ اہلبیت
علیہم السلام سے منقول ہیں بہت ہیں ای ابراہیم بسبب چند آیات ماوّل کے کہ قرآن مجید
میں ہیں یہہ تمام کفر اور زندقہ تم نے بنالیا ہی اور کتنے ہی آیات قرآنی کہ خدا تعالیٰ
نے قرآن شریف میں صریح فرمائی ہیں اور سند افعال شر کی بندوں پر کی گئی ہی اُس سے
تم غافل ہو از انجملہ خدا تعالیٰ سرزنش کرتا ہی اُن آدمیوں کو کہ کہا اُنہوں نے کہ اگر خدا چاہتا کہ ہم
مشرک نہوں تو ہم مشرک نہوتے اور شرک ہمارا بموجب خواہش خدا کی ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ[1]
سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ
یعنی قریب ہے کہ کہیں گے وہ لوگ کہ مشرک ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ لاتے اور نہ باپ
ہمارے اور کوئی چیز بدون کہنے انکے ہم حرام نہ کرتے ای ابراہیم اگرچہ یہ آیت سرزنش کفار
میں ہی مگر فی الحقیقت تمہاری سرزنش میں ہی اور تم کفار میں شامل ہو اس اعتقاد میں اور
دوسری جگہ فرماتا ہی کہ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ اور دوسری جگہ فرماتا ہی کہ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ
نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ اور دوسری جگہ پر فرماتا ہی کہ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا اور ایسے ہی فرماتا ہے کہ وَمَا
ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ اور دوسرے مقام میں فرماتا ہی کہ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ
اِلَّا مَا سَعٰی اور دوسری جگہ فرمایا ہی کہ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور پھر فرماتا ہے کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا
کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور دوسری جگہہ واقع ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور پھر فرماتا ہی کہ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ
اور دوسری جگہ فرماتا ہی کہ کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ رَھِیْنَۃٌ اور دوسری جگہہ فرمایا ہی کہ وَمَنْ یَّعْمَلْ

۷ پارہ ۲۷ - بعد ربع سورۃ النجم ۱۲ ۸ پارہ ۱۶ - سورۂ مریم رکوع دو بعد ربع آیت ۱۲

صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا اور دوسری جگہہ واقع ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ
ذَرَّۃٍ اور دوسری جگہہ فرمایا کہ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور دوسرے پھر فرماتا
ہے کہ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ اور اسیطرح تصریح فرمائی کہ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ
اور اس سے زیادہ تر تصریح فرمائی کہ مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا
اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ یعنی جو کچھ پہنچتا ہے تمکو حسنہ سی پس اسکو جانب خدا
سے جانو اور جو کچھ پہنچتا ہے تمکو گناہ سے پس جانب نفس تمہارے سے ہی اور اُسکو خدا سے نسبت
نہ دو اور امثال اسکی قرآن مجید میں بہت ہی حق تعالی نے حوالہ اور سند گناہ کفر کی طرف
بندوں کے فرمائی ہی اور شیطان نے کہا کہ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اگر فاعل فعل خدا ہوتا
تو جائز نہ تھا کہ اپنے فعل کی عوض میں ابلیس پر لعنت کرتا اور یہہ کہتا کہ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اے ابراہیم اگر آدم علیہ السلام تھے تو اُنہوں نے کہا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ
تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اور اگر موسیٰ علیہ السلام تھے تو انہوں نے کہا کہ رَبِّ اِنِّیْ
ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اور اگر یونس علیہ السلام تھے تو اُنہوں نے کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ
اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اے ابراہیم جملہ انبیا نے توبہ اور تنزیہ اور تقدیس حقتعالی کی کی
ہی اور اگر گناہ عاصی کا فعل اُسکا ہوتا تو توبہ کسواسطے کرنا چاہتے اُسوقت ابراہیم نے موقع
پاکر کہا کہ اے حنیفہ بطلان مذہب اپنے کا خود اسوقت تو نے کیا کسواسطے کہ تیرا اعتقاد
ہے کہ سب انبیا معصوم ہیں اور جو انہوں سے جرم اور گناہ وقوع میں نہیں آیا تو پھر
کیوں توبہ اور استغفار اُنہوں نے کی تھی بربکی نے سنکر کہا کہ ای ابراہیم مقدمہ اوّل کو
تو خوب ثابت کیا اور تردید حجت اور دلیل اُس کی تو نے خوب کی کہ جواب تو شروع کرتا
ہے مقدمہ عصمت و عدم عصمت انبیا کو اکثر خلائق اس بات کو سنکر ہنسنے لگی حنیفہ نے
کہا کہ ای ابراہیم یہ بحث تیری خلاف ادب ہے اور اسوقت دخل دینا تیرا بیموقع ہے مگر
اس مسئلہ کا جواب بھی دیا جائیگا بعد تمام کرنے بحث مسئلہ قضا و قدر کے اے ابراہیم سابق

میں جملہ مشرکین قریش جبری تھے اور جب اسلام ظاہر ہوا تو یہ طریقہ جبری جاتا رہا
اور گم ہو گیا اور بعد از وفات رسول خدا اور شہادت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور بعد مرنے
معاویہ اور یزید پلید کے باقی بنی امیہ تا زندگی اپنے طریقہ جبریہ پر دین اسلام میں
بسر کرتے رہے اور اس زمانہ میں اکثر اہل جبر تابع اور محکوم انہوں کے ہو گئے تھے اور
اب تک تم لوگ بھی پیرو انہیں کے ہو اور ایک روز عمر بن خطاب نے خطبہ میں پڑھا کہ
لا ھادی لما اضللت ولا مضل لما ھدیت اسوقت ایک گبر یعنی آتش پرست حاضر تھا
اس نے فریاد کی اور کہا کہ اللہ عادل ان یضل احد عمر نے کہا کہ لولا عهدك لضربت عنقك
اور تم مخالفت قرآن اور حدیث کی کر کے متابعت کلام عمر بن خطاب کی کرتے ہو اے ابراہیم
قسم بخدا کہ رسول خدا اور اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار انکی یہ عقیدہ نہ رکھتے تھے جس وقت
کلام حسینیہ کا اس مقام پر پہنچا تو ایک شور واہ واہ کا سب خلائق سے پیدا ہوا اور
سب تحسین حسینیہ کی کرتے تھے ابراہیم شرمندہ ہو گیا اور بولا کہ اے حسینیہ یہ سب کچھ
جو تو نے بیان کیا آیات قرآنی وغیرہ سے میں نے قبول کیا اور مانا لیکن اکثر تابعین کا
یہ اعتقاد ہے کہ بندہ مسلوب الاختیار ہے یعنی بندہ بے اختیار ہے اور اس صورت میں شرک
اسکو لازم آتا ہے اور تجویز نہیں کیا گیا ہے کہ بندہ پر شرک لازم آوے حسینیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تو کیونکر
شرک لازم آوے حالانکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے قہر کرنے اور آگاہ کرنے پر بندہ کے مثلاً اگر کوئی
بادشاہ کسی شخص کو بعض شہروں کا حاکم کرے اور وہ حاکم ظلم کرے اور غارت کرے مسلمانوں کو
اور بادشاہ قادر ہو اس بات پر کہ جو کچھ اس حاکم نے از روئے زبردستی کے اپنی توابع اور
رعیت سے حاصل کیا ہے اسکو چھین لے اور اسے قتل کرے پس کیونکر لازم آسکتی ہے بادشاہ
شرکت اسکی کب کہہ سکتے ہیں کہ وہ شریک بادشاہ کا ہے اے ابراہیم احکام الٰہی اور احادیث
حضرت رسالت پناہی اور تمام دلائل عقلیہ کو تو معطل اور ضائع کرتا ہے اور نادیدہ اور
ناشنیدہ جانتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بعض تابعین کا یہ اعتقاد تھا اور اے ابراہیم جو اعتراض کہ

مقدمۂ عصمت انبیاؑ میں کیا اُسکا جواب تو مجھسے اب سُن کہ اعتقاد میرا عصمت انبیاؑ
اور انکی اوصیاؑ کے باب میں یہہ ہی کہ سب معصوم اور پاک ہیں جمیع خطا اور معاصی سی اور
واجب ہی کہ تمام انبیاؑ اور اوصیاء نبیوں کے ابتدائی طفولیت سی انتہائی زمانہ نبوت اور
وصایت تک معصوم ہوں خطا اور گناہ اور فراموشی سی کسواسطے کہ یہہ امین ہیں اسرار خدا کے
اور کب جائز ہی کہ نبی اور وصی تابع اور زیر حکومت شیطان کے ہوا ور شیطان کو کچھہ
دخل و نصیب نہیں ہی انبیاء اور اوصیاؑ میں اور اگر ہو تو پس فایدہ تبعیت کا کہ
متابعت اور فرمانبردار ہونا رعیت کا مختل اور خراب ہوجاوی اور لازم ہی کہ نبی اور وصی
تمام اُمت سے جملہ تدبیرات اور کمالات میں عالم تر اور کامل تر ہوں اور گناہان ظاہری
اور باطنی سی منزہ اور مبرہ ہوں اور ماں باپ انبیاء اور اوصیاء میں کسیطرح کا عیب اور
نقص نہو کہ وہ سبب قدح اور بدنامی فرزند کا ہوا ور بنا طریق نبوت اور ولایت کا
نسبت اہل اُمت کے مختلف ہی بعضے کو کمال مناسبت اور صفائی پیدائش سی حاجت
معجزہ کی نہیں ہوتی و لیکن جمہور یعنی اکثر آدمی حاجت معجزہ کی رکھتے ہیں یعنی جب کہ وہ
معجزہ دیکھیں تو متابعت نبی یا وصی کی کریں اور معنی معجزہ کے یہہ ہیں کہ وہ ایک امر ہی
باہر قدرت اور قوت جمیع مخلوقات سے اور وہ قریب ہی ثبوت میں دعوی نبوت
کی اور اسیطرح پیدا ہونا انسان کا علم خدا میں ساتھہ مبدا اور معاد کے ہی اسیطرح
سے مقتضائے دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ہی اور علم پر حاصل نہیں ہوتا مگر یہہ نقل اور اکثر
نقلیں احتمال تاویل کا رکھتی ہیں اور فائدہ یقین کا نہیں بخشتی ہیں پس لطف خدا نے
خواہش کی کہ ایک شخص معصوم ہو کہ اُسکے اقوال اور افعال پر اعتماد ہونا مقصود خدا کا
قول شارع سی اور مقصود شارع کا مشہور کرنے وصی اور نائب اُس کے سی ظاہر ہووے
اور اسیطرح جو غیر معصوم ہوگا اُس سی گناہ وقوع میں آویں گے اور جس حالت میں
کہ نبی یا وصی مرتکب گناہ کا ہوا تو جملہ گناہوں میں سی ایک گناہ جھوٹ ہی پس احتمال

ہوسکتا ہے کہ جو کچھ نبی اور وصی کہے جھوٹ ہو اس صورت میں اُمّت کو بھروسہ اور
اعتماد قول نبی اور امام پر نہوگا اور اسیطرح ثابت ہوتی ہی عصمت امام کی نقل سے
یا بطریقِ مجاز کے اور لازم ہی کہ ماں باپ امام کے پاک اور صاف ہوں زنا یت اور
رذالت سی یعنی پیشہ اُنکا رذیل نہو مثل پیشہ موتراشی اور حمامی اور سرگین کشی اور
چاہئی کہ نبی اور امام میں صفاتِ ذمیمہ نہوں مثل خاکروبی اور حسد اور خُبثِ طبع اور
جہالت اور بخیلی اور بزدلی اور جنون اور بُغض کے اور ناقص الاعضا نہوں اور
برص و جذام میں مبتلا نہوں اور گنگ اور احمق اور کور اور کر بھی نہوں بلکہ جمیع
عیوب اور نقصانات سے پاک اور مبرا ہوں اور کذاب اور عاشق پیشہ بھی نہوں اور
جاننا چاہئی کہ کذب قبیح اور بُرا ہے اور خدا ئتعالیٰ فرماتا ہے کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ[۱] اے ابراہیم جان تو کہ واجب ہی کہ نبی اور امام افضل اور عالم اور زاہد
اور پرہیزگار اور متقی اور سخی اور شجاع اور مقدم ترین اہلِ زمانہ کا ہو از روی عقل
اور سماعت کے اس لئی کہ مقدم ہونا مفضول کا فاضل پر قبیح ہی عقلاً اور سمعاً کسواسطی
کہ مفضول محتاج دوسرے امام کا ہوتا ہی اور تسلسل لازم آتا ہی اور امام چاہئی کہ جمیع
خلق سی بے پروا ہووی اور علم میں منصوص علیہ ہووی یعنی من عند اللہ و عند الرسول متعین
ہوا ہو اور جاننا چاہئی کہ جس امام کو کہ رعیت اور اُمّت نصب کری اور پھر اُسکو معزول کری لیس جو
امام کہ ایسا ہو جسکو اُمّت نصب کری اور عزل کری کہ وہ لائق اور قابل امامت کی نہیں ہی لہٰذا
امام کو لازم ہی کہ منصوص من اللہ ہو تا خلائق تابعداری اور اطاعت اُسکی بی کراہت نہ کری اور
معصوم ہونا امام کا واجب ہی کسواسطی کہ جو امام غیر معصوم ہو تو ممکن ہی کہ وہ ظالم ہو اور حضرت
پروردگار فرماتا ہی کہ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ[۲] جسوقت کلام حسنیہ کا اس مقام تک پہنچا تو لرزہ
بدن ہارون رشید میں پڑگیا کسواسطی کہ وہ دعوی خلافت بغیر حق کے کرتا تھا اور ان صفاتوں سے
اسمیں ایک بھی صفت نہ تھی یحییٰ برمکی وزیر ہارون نے اس گفتگو کو سنکر ابراہیم سی کہا کہ ای ابراہیم

۱ پارہ ۱۱ – سورۂ توبہ رکوع ۱۵ – آیت ۱۱۹ – صفحہ ۱۲
۲ پارۂ اول سورۂ بقرہ رکوع ۱۵ آیت ۱۲۴ ۱۲

گویا اِس وقت تو مردہ ہی کرسی زرین سی اُتر بیٹھ اور مذہب حُسنیہ کا اختیار کر کیونکہ تو قابل جواب حُسنیہ کے نہیں ہی جب ابراہیم نے یہ کلام وزیر کا سُنا اور دیکھا کہ مجھ پر چاروں طرف سے تیر ملامت برستے ہیں کہنے لگا کہ ای حُسنیہ کیا کہتی ہی تو اس آیت میں کہ صریحاً خدا ئیتعالیٰ قرآن مجید میں امر کرتا ہی حضرت آدمؑ اور حوّا کو چنانچہ فرماتا ہی کہ یاٰدم اسکُن انتَ وزوجُکَ الجنّۃَ وکُلا منھا رغداً حیثُ شئتما ولا تقربا ھٰذہِ الشجرۃَ فتکونا من الظّٰلمین اے حُسنیہ بلا شک اُنہوں نے اُس سی کہا یا اور ستمگاروں سے ہوئی حُسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم جاننا چاہیئے کہ منع کرنا خدا ئیتعالیٰ کا آدمؑ کو نہی تحریمی نتھی بلکہ نہی تنزیہی تھی کیونکہ نہی تحریمی وہ ہی کہ جسکے مرتکب ہونیسے مستحق ملامت اور عذاب آخرت کا ہووے اور نہی تنزیہی وہ ہی کہ اُس کے ارتکاب سی وہ فائدہ اور مصلحت کہ جو اُس میں ہی اپنے سی فوت کرے لیکن بسبب اُس کے مستحق ملامت دنیا اور عذاب آخرت کا ہرگز نہوگا پس اگر آدم علیہ السلام کھانا اُس درخت کا ترک کرتے تو مستحق زیادتی ثواب اور الطاف کے ہوتے اور جو کھانا ترک نکیا تو مستحق عذاب کے بھی نہوئی ابراہیم نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو ظالموں میں سی نہوتے اور خدا ئیتعالیٰ فرماتا ہی کہ فتکونا من الظّٰلمین حُسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم معنی ظلم کے رکھنا ایک چیز کا ہی غیر جگہ اُسکی پس کرنا ایک چیز کا جگہ نکرنیکے اور نہ کرنا ایک چیز کا جگہ کرنیکے رکھنا ہے کا غیر محل اپنی میں ہووے پس وہ سُنّت کہ جسکو ترک کریں رکھنا ایک چیز کا غیر جگہ اُسکی میں ہوا یا مرتکب ہونا کسی کراہت کا اور اُس سی اجتناب کرنا بھی یہی حکم رکھتا ہی پس ظلم ہوا جیسا کہ مضمون باغ کے بارہ میں کہا ہی ولم تظلم منہ شیئاً یعنی اُس میوہ سے کہ جو ہر سال آتا تھا اُسمیں سی کچھ کم نہو پس معنی من الظالمین کے یہ ہوئی کہ جیسے کسی آدمی نے اپنی حظِ نفس کیواسطے ثواب سی کمی کی ابراہیم نے کہا کہ ای حُسنیہ آدمؑ و حوّا نے یہ کیوں کہا ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکوننّ من الخاسرین کیا کہتی ہی تو کہ اُنہوں نے ترک ایک سُنّت کا کیا وہ گناہ نتھا حُسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اُنہوں نے اقرار کیا

ے پارۂ اوّل سورۂ بقر رکوع ۴ آیت ۳۵ ۔ ے پارۂ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۲ آیت ۲۳

ظلم کا اپنی نفس پر اور بخشش چاہی اور طلب مغفرت کی اُنہوں نے خدا سے اور وہ دلیل نہیں
ہوسکتا اوپر گناہ کے کس واسطے کہ ظلم کے معنی نقصان کے اور نقصان منفعت کا انکو ہوا اور
طلب کرنا رحمت اور مغفرت کا ایک عبادت ہے کہ بسبب اسکی مستحق ثواب خدائیتعالی کے ہوں اور
یہ دلیل نہیں ہوسکتی اسپر کہ اُنہوں سے گناہ کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اَنَا اَستَغفِرُ اللّٰہَ کُلَّ یَومٍ سَبعِینَ مَرَّۃً یعنی میں ہر روز میں ستر بار استغفار کرتا
ہوں اسمیں حضرت رسول خدا کا کچھ گناہ نہیں ہوسکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ طاعت انبیا
اور اوصیا کی یہ ہے کہ طاعت اور عبادت اپنی کو کم جانتے ہیں اور ترک ادب اور سنت کو بڑا گناہ
اور جرم گنتے ہیں اگرچہ اُنہوں سے کوئی گناہ واقع نہوا ہو لیکن بسبب تذلل اور مسکینیت کے
اپنی کو مجرم کہتے ہیں پس اقرار کرنا اوپر ظلم اور گناہ کے اور استغفار کرنا انکا دلیل گنہگاری اُنہوں
کی نہیں ہوسکتی ابراہیم نے کہا کہ اے حسنیہ جب یہ بات ہے تو آدم کو گنہگار اور ظالم نہ کہنا چاہیے اور
خدائیتعالی فرماتا ہے کہ فَعَصیٰ آدَمُ رَبَّہٗ فَغَویٰ حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آیات قرآنی بقول
رسول خدا اور آئمہ ہدی علیہم السلام کے ماؤل ہیں اور معنی آیات ظاہری پر حکم کرنا نہ چاہیے
اور جاننا چاہیے کہ معنی عصیان کے مخالفت ہے جسطرح مخالفت واجبات میں ہوتی ہے اور
مندوبات اور ادب میں بھی ہوتی ہے پس مخالفت مندوبات اور ادب کا مستحق ملامت اور
عذاب نہوگی اور غوایت کے معنی آیتمیں گمراہی کے نہیں ہوتے ہیں بلکہ معنی حیف اور بے
رہنے کے ہیں یہ مخالفت اُس کی ہوئی کہ منع کیا تھا منع واسطے ترک کے حکم دیا تھا یعنی جو کچھ اُسکو ثواب
دیا تھا اُس سے بے بہرہ رہا اور اُسکو ضائع کیا اور لفظ غوایت اشعار عرب میں بہت آیا ہے ابراہیم
نے کہا کہ اے حسنیہ جو آدم اور حوا نے معصیت نہ کی تھی تو کیوں انکو برہنہ کرکے بہشت سے نکالا اور
زمین پر ڈالدیا حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آدم کو واسطے خلافت اور بادشاہت زمین کے پیدا کیا
تھا جیسا کہ فرماتا ہے کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خَلِیفَۃً اور اگر آدم اُس درخت سے بھی نہ کھاتے
تو بھی اُسکو بہشت سے باہر کرتا اور زمین پر بھیجتا واسطے خلافت کے پس باہر نکالنا اسکا بسبب گناہ کے

پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۵ آیت ۱۲۱ — پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۴ آیت ۳۰

اور برہنہ کرنا اُنکا بسبب عقوبت اور گناہ کے نہیں ہی کسواسطے کہ عقاب ایک طرح کا
رنج ہوتا ہی کہ دوسرے کو پہنچاتے ہیں براہ استخفاف اور اہانت کے اور باہر کرنا آدمؑ کا
بہشت سے بسبب مصلحت کے تھا جیسا کہ فقیری اور بیماری ہوافق کسی مصلحت کے دیتا ہے
نہ بسبیل عذاب کے ابراہیم نے کہا کہ ای حسنیہ کیا کہتی ہی تو متعدد ہیں بنوحؑ میں کہ اُنہوں نے
دعا کی واسطے ہلاک ہونے اپنی اُمت کے خدائیتعالیٰ نے قوم نوحؑ کو ہلاک کیا طوفان
بھیجکر اور قوم اُنکی غرق ہوکر ہلاک ہوئی تو حضرت نوحؑ پیغمبر نادم اور پشیمان ہوئے
دعا کرنیسے اور پانسو برس تک بسبب کرنے اُس دعا کے روئی اور جب بہت روئی تو اُنکا
نام نوحؑ رکھا گیا اور سابق میں اُنکا نام عبدالعلی تھا حسنیہ نے جو یہ حکایت سُنی تو ہنسی اور کہا
کہ ای ابراہیم یہ حکایت خلاف قرآن مجید کی ہے کہ خدائیتعالیٰ فرماتا ہی کہ یا نوح قد جادلتنا فاکثرت
جدالنا[1] اور قوم نوح کی بعد اس ہی کہ پانسو سال غرق ہوئی گزری تھی نام اُنکا نوح تھا
تیرا جھوٹ پہلا تو ثابت ہوا لیکن جو کہ تو نے کہا کہ نوحؑ پشیمان ہوئی دعا کرنیسے یہ دو حال
سے خالی نہیں ہی اول یہ کہ قوم نوحؑ کی مسلمان تھی اور نوحؑ نے دعا کی کہ غرق ہووی یہ خود
کفر عظیم ہی کہ شیخ المسلمین دعا کری کہ تا عالم دنیا طوفان میں مبتلا ہو جاوی اور کتنے ہی ہزار مسلمان
ہلاک ہو جاتیں اور اگر قوم کافر تھی تو لازم نہیں آتا کہ نوح ندامت اٹھاویں ہلاکت پر
دشمنانِ خدا و رسول کی اور خدائیتعالیٰ خود فرماتا ہی کہ ان اللہ اصطفٰی آدم و نوحاً و آل
ابراہیم و آل عمران علی العلمین[2] حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم حقیت مذہب کی غیر خرافات سے
ثابت نہیں ہوتی ہی اور میں نے اس قسم کی مہملات تیرے سواتے اور دوسرے بھی بہت
سُنی ہیں کہ بنی اُمیہ اور اتباع اُنہوں کے اور وہ لوگ کہ جو براہ ظلم و جور السی ہل متصدی
امر خلافت اور امامت کے ہوئی تھے باوجودیکہ کسی طرح کا استحقاق اُنکو اس منصب کا نہ تھا
اور اکثر اوقات ظلم اور فسق اُنسی ظہور میں آیا ہی اور مسائل دینی میں بالکل جاہل مطلق تھے
او احکام قرآنی سی عاجز اور غافل تھی بلکہ بعض اوقات حالتِ جنابت میں امامت

[1] پارہ ۱۲ - سورۂ ہود رکوع ۳ - آیت ۳۵ ۱۲
[2] پارہ سوم سورۂ عمران رکوع ۳ - آیت ۳۳ ۱۲

خلائق کی کرتے تھے اور نماز کو توڑ کر کہتے تھے کہ ہم جنب ہیں اور بعض وقت حالت نشہ
میں نماز صبح کی امامت کرتے تھے مثل ایسے افعال کے بہت قباحتیں اور برائیاں اُن
لوگوں سے وقوع میں آئی ہیں اگر انکا شمار کروں تو موجب ملال حاضرین جلسہ کا ہوتا
ہے اور بعض اہلبیت رسالت اور اصحاب کبار علیہم السلام ہمیشہ اُنکو نصیحت اور ملامت کرتے
رہے ہیں اور اس کے سوا اکثر خلائق بھی اُنکو سرزنش کرتی تھی پس ان لوگوں نے واسطے
دفع ملامت اپنی اور اطلاع اپنی کے اس کفر اور زندقہ کو خدا اور رسول سے نسبت دی اور
جملہ انبیا کہ معصوم اور پاک ہیں ہر ایک کو متہم بہ گناہ اور خطا کیا اور ظاہر قرآن پر عمل
کرنے کے واسطے صحت تاویل فاسد کے حدیثیں بنائیں اور تمام آیات کو موافق احادیث
موضوعہ کے تاویل کیا اور چونکہ اکثر آدمی اس زمانہ میں مہارت دفع شبہہ کی نہ رکھتے تھے
اور علم کو نہ پڑھتے تھے اور تقلید اور پیروی پر قناعت کرتے تھے اور محبت بیجا نے اہلبیت
اور ہوا کی اور طاقت دریافت عقل اور رضائے خدا کی اُنکو نہ تھی اور بعضے بسبب
حصول جاہ بے مدار اور حکومت اور اعتبار پنج روزہ دنیا کے ثواب ابدی اور عذاب
سرمدی خدا تعالیٰ سے نہ ڈرے اور سو برس بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یا دو سو برس بعد حضرت کے مذہب پیدا کئے اور مقلدوں نے اُن مذہبوں کو ترقی
دی اور مذہب حق کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اس قول پر قناعت کی کہ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا[1]
عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ دیکھو حق تعالیٰ جواب میں اُنکے اور تمہارے
فرماتا ہے کہ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور بعضوں نے موافق سکھلانے اپنے معلم کے
قناعت کی اور ازراہ بے انصافی راہ حق کے جویا نہ ہوئے کہ دوسرے معلم کا کیا مذہب
ہے اور وہ کیا کہتا ہے اور حق اور باطل کو تحقیق کر کے ہر ایک شخص دعوی اَنَا مَعَ الْحَقِّ کا
کرتا رہا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[2] اور اے ابراہیم ان سب
مذہبوں میں سے ایک مذہب کا حق پر ہونا چاہئے اور دلیل اسپر یہ اشارہ ہے جناب رسالتمآب

۱؎ پارہ ۲۵ - سورۃ الزخرف آیت ۲۲ - رکوع ۲ ۲؎ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۵۳

صاحب شریعت خاتم انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے کہ ستفترق
اُمّتی علیٰ ثلٰثۃٍ وسبعین فرقۃً واحدۃٌ منہا ناجیۃٌ والباقون فی النار یعنی پیغمبر
صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ متفرق ہو اُمّت میری تہتر فرقوں پر ایک فرقہ اُنمیں
ناجی ہوگا اور باقی سب فرقے جہنمی ہونگے اُسوقت ایک جماعت اصحاب نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ فرقہ ناجیہ کونسا ہے آپنے فرمایا کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے کہ جس راہ پر میں
ہوں اور اہلبیت میری ہے وہ پیرو اُس راہ کا ہو اور اسی اثنا میں حضرت نے فرمایا
کہ مَثَلُ اَہلِ بیتی کمثلِ سفینۃِ نوحٍ مَن رَکِبَ فیہا نجیٰ وَمَن تخلّف عنہا غرق اے
ابراہیم سب اُمّتوں کا اتفاق ہے صحت پر ان دو حدیثوں کی اور تمام اہلبیت اور اصحاب
رسولخدا نہ معتزلہ تھے اور نہ حنفی اور نہ شافعی اور نہ حنبلی اور نہ مالکی بلاشک فرقہ واحدہ
سے مراد وہ گروہ ہے کہ جو پیرو رسول خدا اور اُنکی اہلبیت کا ہے اور سبب یہ ہے کہ اصول اعتقادات
میں ان سب مذہبوں کے فرق ہے اور کوئی فرقہ بھی اِن فرقوں میں سے تعین نہیں کر سکتا کہ
ہم ناجی ہیں مگر وہ گروہ یقین کر سکتا ہے کہ جو پیرو اہلبیت علیہم السلام کا ہے اے ابراہیم
مجھکو تمہارے جدال اور قتال سے کچھ دہشت اور خوف نہیں ہے اور نہ اس حیات پنجروزہ
اپنی کا مجھے کچھ اندیشہ اور لالچ ہے اور میں ہمیشہ اپنی شہادت کی دعا کرتی ہوں اور
آج کے روز صریحاً بیان کرتی ہوں کہ تا خلیفۂ زماں پر ظاہر ہو جاوے کہ تم خود کہتے ہو اور
جو تم سے پہلے تمہارے سرخیل گزرے ہیں وہ کہتے تھے کہ تمام برائیاں بدکاروں کی اور
کفر اور فسق اور خیر اور شر حسب خواہش و ارادہ خدا تعالیٰ کے ہے اور بندہ کا کچھ اختیار
نہیں ہے اور تم چاہتے ہو کہ صلاح کریں برائیوں کو اہل ضلالت کی یعنی جنہوں نے
ظلم اہلبیت رسالت پر کیا ہے اور وہ ظلم یہ ہے کہ غصب کیا امامت اور خلافت کو اور
غصب کیا فدک کو اور ایذا اور آزار دیا حضرت سیدۃ النساء بضعۃ الرسول کو اور ستایا
اصحاب کبار کو اور زہر دیا جگر گوشہ رسول خدا امام حسن علیہ السلام کو اور قتل کیا امام

حسین علیہ السلام سید شباب اہل الجنۃ کو اور قتل کیا اولاد و اصحاب اُس جناب کو اور چھین
لینا خمس کا اولاد رسول خدا صلعم سے اور جنگ او رمحاربہ کرنا ابن عم و برادر و وصی رسول
خدا سے او راخراج کرنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ سے اور ایذا دینا عبد اللہ
بن مسعود کا اور جلانا اُس کے مصحف کا اور قتل کرنا عمار یاسر اور چند صحابہ کبار کا او
ڈالنا سنگ کا منجنیق سے خانہ کعبہ میں او رخراب کرنا خانہ کعبہ کا اور قتل کرنا مسلمانوں کا
مدینہ رسول خدا میں اور قتل کرنا کتنے ہی اولاد رسول خدا کا اور سوائے اسکے بہت بدعت
اور فساد اور ظلم ان لوگوں سے وقوع میں آئے ہیں کہ زبان تعداد بیان اُس کی سے
قاصر ہے اسی سبب سے اصحاب کبار اور محبان اہلبیت اطہار اور مخصوصان اور دوست
اور تابعان رسول مختار کہ صفت ایمان سے موصوف تھے ان لوگوں کو بُرا کہتے تھے اور لعن
وطعن خفی اور جلی فرماتے تھے اور انکے افعال قبیحہ پر لعنت کرتے تھے اور حکم خدا اور رسول
سے اور عذاب آخرت سے اُنکو ڈراتے تھے اور گروہ ظلمہ نے واسطے رفع ملامت صحابہ
ضلالت کے اور چھپانے افعال اور کردار شنیع اور باقی خلفائے بنی اُمیہ کے اور بہ
خوف مطاعن اور تشنیع اہل عالم کے کہ سب لوگ ہمکو بُرا کہیں گے ایسی بدعتیں اور عقیدے
پیدا کئے اور کہا کہ بندہ فاعل اپنے فعل کا نہیں ہے اور سب فعل خدائے تعالیٰ کی طرف سے
ہوتے ہیں او رخدا نے ازل سے ایسا ہی چاہا جیسا کہ مقدر کر دیا اور اسی سبب سے سند گناہوں
کی طرف انبیاء کے ہے اور معصوموں کو کذب اور فسق اور چیزوں ناشائستہ سے نسبت
دیکر متہم کیا اور اے ابراہیم تم بھی پیروی اسی گروہ کی کرتے ہو اور گھراتے ہو اور اگر کوئی
کہتا ہے کہ نبوت اور امامت میں عصمت شرط ہے تو دلائل عقلی اور نقلی سے بموجب اس آیت
کے کہ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۗ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۗ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ
قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ یعنی خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ میں نے تجھکو امام کیا
آدمیوں کا ابراہیم نے دعا کی اور کہا کہ جو کوئی ذریت میری سے لائق امامت کے ہو اُسکو

امام کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ یعنی عہد میرا کہ امامت ہی
واسطے ظالموں کے نہیں پہنچتا پس اللہ تعالیٰ نے ظالم کو امام سے منع کیا اور ظلم دو قسم پر ہی ایک
ظلم کرنا اپنے نفس پر اور دیگر ظلم کرنا غیر نفس اپنے پر اور جو کہ ان دو نوع کے ظلموں سے
دور ہی وہ معصوم ہی پس عصمت شرط ہی امامت میں بمقتضا اس آیت کر اِنَّ الشِّرْکَ
لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ مشرک توبہ کرنیوالا لائق منصب اور مرتبہ امامت کے نہیں ہو سکتا اور جو
کوئی اس عقیدہ پر ہو اسکو تم رافضی کہتے ہو اور قتل کرنا اسکا تم واجب جانتے ہو اور تم
پیروی کرتے ہو سنت معاویہ کی اور اپنے کو پیرو سنت پیغمبر کا جانتے ہو اور نام اپنا سنی
مشہور کرتے ہو اور نبیوں کو فاسقوں اور فاجروں میں داخل کرتے ہو اور جو کوئی اس
عقیدہ پر نہو اسکو کافر جانتے ہو جو کہ حسینیہ کے دلمیں اسوقت ایک جوش محبت اہلبیت کا
بھرا ہوا تھا اور مسند فصاحت اور بلاغت پر جلوہ افروز تھی مذمت مخالفان دین اور
ثبوت عصمت و طہارت اہلبیت ختم المرسلین کا بدلیل قائم کرتی تھی اسوقت ہارون
اور تابعدار اس کے قبائح اعمال بد اپنے سے شرمندہ ہو کر سر نیچا کئے ہوئے تھے اور بدن
ان کے مثل بید لرزاں تھے اور کسی عالم کو قوت گویائی کی اور جواب و سوال کی نہ تھی
بعد ایک مدت کے انہوں نے کہا کہ ای حسینیہ اسوقت تو نے خوب زور طلاقت اور
فصاحت کا دکھلایا اور خوب خوب طعن اور تشنیع اور قدح اور تکفیر صحابہ و تابعین
کی تو نے کی اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ محبت اور مودت اہلبیت رسول کی سب آدمیوں پر
لازم اور واجب ہی اور اس معاملہ میں کسیکو تجھ سے نزاع اور دعوی نہیں ہی و لیکن محبت
اور دوستی اصحاب کبار اور خلفاء عالی مقدار کی کہ جانشین سید مختار کے تھے سب پر واجب ہی
اور خلافت انکی اجماع امت سے ثابت ہی خصوصاً ابی بکر اور عمر کی کہ ہم خواب اور ہم پہلوئے
رسول خدا کے ہیں اور یہ مرتبہ کسی اہلبیت اور اصحاب کو حاصل نہیں ہوا ہی جو مرتبہ انکو ملا ہی اور
یہ دونو حرم رسول خدا میں مدفون ہیں حسینیہ نے کہا کہ ای ابراہیم خدا تیری زبان کو قطع

کرہی کہ تو دلیل فضیلت ان دونوں کی بیان کرتا ہی کہ اُس سے کفر اور زندقہ اور ظلم اور فساد اور جہل
اور عداوت آپ اُنہوں کی ثابت کرتا ہی اے ابجہل الناس انکو حرم رسولخدا میں کیا نسبت تھی
اور کس وجہ سے حرم شریف میں انکو دفن کیا حالانکہ خداوند تعالیٰ نے منع کیا انکو اور غیروں کو کہ داخل
حرم پیغمبر ہوں مگر با اذن اور اجازت پیغمبر خدا کے اور یہ نص صریح ہی کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو تم نہ داخل ہو
تم گھروں میں رسولخدا کے مگر اُسوقت کہ اذن اور اجازت حاصل ہو تمکو واسطے داخل ہونے
کے اے ابراہیم جسوقت خداوند عالم نے منع کیا داخل ہونیکو اُس حرم شریف سے پس بیان کر
اے ابراہیم انکو کسنے اجازت دی کہ اُس جگہہ میں مدفون ہوں اور اگر بطریقہ اخبار میں تمہاری
یہاں لکھا ہو تو مجھکو دکھلاؤ کہ انکو بموجب وصیت و بحکم رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اُس حرم شریف میں دفن کیا اور اگر تو یہ کہتا ہی کہ وارثان رسولخدا نے کہ اہلبیت رسالت
ہیں اجازت دی تھی اور جانب اہلبیت سے ماذون اور مرخص تھے تو یہ بات سراسر جھوٹ
اور باطل ہی کسواسطے کہ تمام حاضرین جلسۂ عالیہ پر یہ ثابت ہی کہ جب عائشہ اور عمر خطاب نے
چاہا کہ ابی بکر کو حرم رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن کریں تو اہلبیت اور تمام بنی
ہاشم نے تلواریں میان سے نکالیں اور حرم رسول کے گرداگرد کھڑے ہوگئے اور قتال اور جدال
شروع کیا آخرکار عباسؓ خدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام میں گئے اور یہ کہا کہ یا علی ا
اگر آجکے روز بنی ہاشم کو اس معاملہ سے منع نہ کروگے تو بڑی خونریزی ہوگی اور فتنہ پیدا
ہو جائیگا اُسوقت حضرتؑ خود دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور بنی ہاشم سے بہ آواز
بلند کہا کہ واللہ میں ہرگز تمہارے شریک نہونگا اور شمشیر بلند نہ کرونگا اور اس گروہ سے
نزاع نکرونگا کیونکہ میں مامور ہوں جانب خدا و رسول سے کہ صبر اختیار کروں اور تحمل کروں
ایذا رسانی اور ظلم اس گروہ کے سے یہانتک کہ حق اپنی جگہہ پر قرار پکڑے اور جس حالت میں
کہ میں تمہارے ہمراہ نہونگا تو تم بلاشک مارے جاؤگے کیونکہ تم تھوڑے ہو اور وہ بہت ہیں

صبر کر و جانے دو کچھ نہ کہوتا یہ گروہ اُس ظالم کو اِس حرم شریف میں دفن کرے حالانکہ ملائکہ
نقال اُسکو اس مقام شریف میں نہ رہنے دیں گے بنی ہاشم یہ گفتگو حضرت کی سنکر اس
دعوے سے دست بردار ہوئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے اے ابراہیم ایسے ظلموں کو کہ جو محض کفر
اور مخالفت امر الٰہی کی ہیں اور غصب کرنا حرم رسالت پناہی کا ہے پس اے ابراہیم ذمائم
اور قبائح صریحہ کو تو باعث فخر و فضائل ابی بکر اور عمر کا جانتا ہے اور اے ابراہیم تجھکو معلوم
ہے کہ دروازے ابی بکر اور عمر اور حمزہ اور دوسروں کے طرف مسجد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے دروازہ سے خدمت رسولخدا میں آتا جاتا تھا کہ حکم خدا ہوا کہ سب
دروازے بند کئے گئے مگر ایک دروازہ علی بن ابیطالب کا کھلا رہا اور اس مقدمہ میں سب کا
اتفاق ہے کسینے اختلاف نہیں کیا اور یہ سب پر ثابت ہے اے ابراہیم اگر تو فضیلت بیان
کرتا ہے تو اسکو بیان کر کہ یہ فضیلت واسطے علیؑ کے ثابت ہے یہ سنکر ابراہیم شرمندہ ہو کر
چپ رہ گیا اور شافعی بولا کہ اے حسنیہ جو کچھ ہمکو اخبار اور حدیث سے معلوم ہے وہ یہ ہے
کہ عائشہ اور حفصہ نے اُس موضع کو یعنی مدفن ابی بکر و عمر کو اپنے مہر میں لیکر اپنے باپوں کو
اُسمیں دفن کیا حسنیہ ہنسی اور کہا کہ اے احمق شاید قرآن کو تونے نہیں پڑھا اور نہ سنا ہے
کہ حضرت پروردگار فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ
اور یہ آیت جملہ خصوصیات حضرت رسالت پناہی سے ہے اور وہ حضرت مامور تھے اسپر کہ
قبل دخول سے مہر ادا کریں اور یہ نص صریح ہے کہ انکا کچھ بھی حق ذمہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے نہ تھا اور اگر کوئی حق ہوتا تو اخبار اور احادیث سے پایا جاتا اور اسکا ذکر ہوتا شافعی
بھی منفعل ہو کر سر بگریبان ہو بیٹھا ابو یوسف قاضی بغداد شاگرد ابو حنیفہ نے سر اٹھا کر
کہا کہ اے حسنیہ جو کچھ ہمکو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ عائشہ او حفصہ نے اپنی میراث سے پایا تھا موافق
اُس ثمن کے کہ جو ترکہ شوہر سے زوجہ کو ملتا ہے حسنیہ نے کہا کہ اے گمراہ واسطے جناب سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا کی میراث نہ تھی کہ نور دیدۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تھیں اور کیا تجھکو معلوم نہیں ہی اور تو نے کتب میں نہیں دیکھا کہ جب جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا نے دعویٰ فدک کا کیا اور ابوبکر سے کہا کہ اے ابوبکر فدک حق اور ملک میری ہی اُسوقت ابی بکر نے اُس معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو یہ جواب دیا کہ یہہ فدک بطریق نان خورش تمہاری کو تھا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ میراث نہ تھی کسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوَرِّثُ مَا خَلَّفْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ یعنی ہم گروہ پیغمبروں کے ہیں ہم میراث نہیں کہتے اور جو کچھ کہ ہم سے بچے رہے وہ صدقہ ہی اور اِس روایت کو کسی اصحاب رسول نے بیان نہیں کیا سوائے ابی بکر اور عائشہ اور حفصہ کے اے ابو یوسف اِس باب میں گفتگو طولانی ہی عقلاً اور شرعاً کفر ابی بکر کا ثابت ہوتا ہی اب تو خیال کر کہ جب حضرت فاطمہ کو میراث نہ تھی تو واسطے عائشہ اور حفصہ کے میراث ہونی چاہئے ابو یوسف بھی چپ ہوا اُسوقت حسنیہ نے کہا کہ اے ابو یوسف اِس بات کو تو میں چھوڑتی ہوں و لیکن مسلم رکھتی ہوں میں تیری اِس بات کو کہ عائشہ و حفصہ نے حرم رسول کو اپنی میراث میں لیکر اپنی باپوں کو اُس جگہہ دفن کیا اور اِس مسئلہ میں بھی موافق تیری مذہب کے عمل کرتی ہوں جانتا چاہئے کہ وقت رحلت رسول خدا صلعم کے حبالۂ نکاح میں نو زوجہ تھیں اور ایک بیٹی کہ حضرت فاطمہ زہرا ہیں اور ایک چچا کہ عباس تھے جب اُس گھر کو تقسیم کیا جاوے تو موافق مذہب تیرے کے کہ خلاف مذہب رسول اور اہلبیت کے ہی نصف اور چہارم حصہ اُس دوسرے نصف کا تو جناب فاطمہ کو پہنچتا ہی اور باقی رہے دو ثمن اُن میں سے ایک ثمن عباس کو پہنچتا ہی بس باقی رہا ایک ثمن وہ تو حصہ ازواج کا ہی جب تقسیم کیا جاوے اُس ایک ثمن کو نو ازواج پر تو واسطے دو عورتوں کے کہ عائشہ اور حفصہ ہیں شاید کہ ایک بالشت زمین انکی حصہ میں آوے یا اس سے بھی کم ابو یوسف نے سر جھکا لیا اور چپ ہوگیا اُسوقت ہارون ہنسا اور اپنے مصاحبوں سے بولا کہ اے یارو اس کنیزک کے برابر میں کوئی محقق اور ہوشیار نہیں دیکھا حسنیہ نے کہا کہ اے دشمنان بے شرم باوجودیکہ تم واقف ہو

اُن قضیوں اور جھگڑوں سے جو واقع ہوئے ہیں اور اُن ظلموں سے کہ جو ابی بکر اور عمر سے صادر ہوئے ہیں جنابِ سیدہ فاطمۂ زہرا بنتِ رسولِ خدا صلعم پر اور عائشہ نے حالتِ حیاتِ جنابِ رسولِ خدا میں چند مرتبہ مخالفت کی اور رازِ رسولِ خدا کو حفصہ نے ملکر فاش اور ظاہر کیا اگر از روئے انصاف کے سورۂ تحریم کو پڑھو تو معلوم ہو جاوے کہ عائشہ اور حفصہ عین حیاتِ رسولِ خدا میں منافقہ اور کافرہ تھیں اور بعد رسول کے ظلم اور زبردستی سے اپنے باپوں کو حرمِ پیغمبرِ خدا میں دفن کیا اور بعد اُس کے عائشہ آمادہ فساد سے مسلح ہو کر بہ اتفاق طلحہ اور زبیر مع بعضے منافقین صحابہ کے ایک لشکر جمع کر کے متوجہ بصرہ کی ہوئی اور اُس جگہ امامِ حق اور خلیفۂ مطلق خدا سے محاربہ کیا اور بسبب غدر اور عداوت کے جو حالتِ حیاتِ رسولِ خدا اور اہلبیتِ رسالت سے رکھتے تھے حکمِ خدا کو معطل چھوڑا اور ناویدہ اور ناشنیدہ سمجھا حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ[1] وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور اسیطرح فرماتا ہے کہ[2] يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا اور تمام اہلِ اسلام صحت میں اس حدیث کی متفق ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ[3] یَا عَلِیُّ حَرْبُکَ حَرْبِیْ وَسِلْمُکَ سِلْمِیْ عائشہ نے علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے بےسبب اور بےوجہ لڑائی کی اور بہت خلقِ خدا ماری گئی اے ابراہیم اور اے ابو یوسف ابی بکر اور عمر باتفاق چند فساق کے کہ منافقان صحابہ سے تھے مرتکب امرِ خلافت کے ہوئے اور تمہارے زعم میں امام تھے اور علی ابن ابیطالب وصی رسول اور خلیفہ اور برادر حضرت رسولِ خدا کے اور امام تمام خلائق کے تھے کیا جن اور کیا انس بموجب حکمِ خدا و نصِ رسول کے اور اجماعِ اُمت کے خلافت اور امامت علی علیہ السلام میں اگرچہ تم مخالف ہو ولیکن اُن حضرت کو خلیفہ چہارم جانتے ہو اور عالم ترین اور شجاع ترین اور متقی ترین اور پرہیزگار ترین اور قریب ترین رسول اور سخی ترین اُن حضرت کا اعتقاد رکھتے ہو اور خدا تعالیٰ نے عصمت

[1] پارۂ ۲۲۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۲۔ ومیع آیت ۳۳ [2] پارۂ ۲۱۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۳۔ آیت آخر پلہ ۱۲ [3] اے علی لڑائی تیری لڑائی میری ہے اور صلح تیری صلح میری ہے ۱۲

اور عصمت پر حضرت کی گواہی دی ہی آیۂ تطہیر میں اور کفر اور نفاق وغیروں میں اجماع تمام
اہلبیت کا ہی اور صحابۂ کبار و دیندار کا بھی اتفاق ہی غیروں کے کفر اور نفاق پر اور صحابۂ کبار
دیندار وہ ہیں کہ رسولخدا نے اُن صحابہ کے فضائل میں بہت کچھ مبالغہ فرمایا ہی مثل سلمان
اور ابی ذر اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور خالد بن سعید العاص اور اُبی
بن کعب اور جابر انصاری اور سعد بن عبادہ اور قیس بن سعد اور مالک اشتر نخعی اور
ابوایوب انصاری اور محمد بن ابی بکر اور باقی اصحاب کہ کلام انکا دین میں سند ہی اور
اسیطرح پر بعضے اشخاص اس اُمت میں سی کہ پیرو اہلبیت کی ہیں متفق ہیں اس پر کہ ابی بکر اور عمر
اور عثمان منافق حیات رسولخدا میں اور بعد وفات رسول اللہ کے کافر ہوکر دنیا سے گئے ای
ابراہیم علی بن ابیطالب علیہ السلام کو بہ اتفاق دوست اور دشمن کے خلیفۂ خدا اور وصی برحق رسول
ہیں اور امام خلائق ہیں پس جو عورت کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے مسلح ہوکر لشکر کشی کرکے
امام برحق سے لڑائی اور جنگ کری بہ اتفاق تمام اہل اسلام کے کافرہ و ملعونہ ہی اور بلاشک
جہنم میں رہیگی ابراہیم نے جواب دیا کہ ای حسنیہ شرم کر کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھی کہ قدم رسولخدا
میری گھر میں آئی ہیں تو وہ شخص امیدوار مغفرت کا ہوتا ہی اور اُمید نجات کی رکھتا ہی اور دوسری
یہ ہی کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جس شخص نے میری جلد کو مس کیا ہوگا آتش دوزخ اُسپر حرام ہی
اور عائشہ اور حفصہ کہ برسوں ہمخوابہ اور ہمدم اور ہم بستر اور مدخولہ رسولخدا کی رہی ہیں کیونکر
کافرہ ہو سکتی ہیں اور دوزخ میں رہ سکتی ہیں حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم ہمخوابہ اور ہمدم ہونا
اور ملازمت اور محافظت رسولخدا کی موجب مغفرت اور خلاصی دوزخ سے ہو سکتا
ہی واسطے اُس آدمی کے کہ جو دل اور زبان سے رسول پر ایمان لایا ہووے اور رسول و اہلبیت
اُس کی سے منافق نہوا ہو وے نہ وہ شخص کہ جس نے کفر اور نفاق حاصل کیا اور بعد
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے اُنکی اہلبیت سے برائیاں کیں ہوں وہ قابل خلاصی
دوزخ کے ہوگا ای ابراہیم نوح علیہ السلام کہ شیخ المرسلین تھے اور پیغمبر اولی العزم ہی

لوط علیہ السلام پیغمبر مرسل تھے اور ان دونو پیغمبروں بزرگوار کی بی بیاں منافقہ تھیں اور یہ دونو پیغمبروں سے اولاد رکھتی تھیں اور عائشہ و حفصہ رسولخدا سے اولاد نہ رکھتی تھیں اور نوح کی بی بی کا نام واعلہ تھا اور لوط کی بی بی کا نام والیہا اور والعہ اور واہلہ بھی لکھا ہے اور ان بی بیوں سے زنا اور فجور وقوع میں نہیں آیا بلکہ یہ سب کا اتفاق ہے فقط گناہ انہوں کا یہ تھا کہ راز اپنے شوہروں کا فاش و ظاہر کرتی تھیں اور اپنی قوم کو خبر دیتی تھیں انکی راز سے اور اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ یعنی مضمون اور مدلول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ زن نوح اور زن لوط کہ عقد میں ان ہر دو بندہ صالح کی تھیں اور خیانت انہوں سے ظہور میں آئی اور خدا تعالی بطور مثال کے فرماتا ہے کہ یہ دونو پیغمبر بزرگوار ان دونو عورتوں کی شفاعت نہ کریں گے خواہ وہ داخل بہشت ہوں خواہ داخل دوزخ ہوں شش کا فروں کے ایسے برہیم بسبب ان مزخرفات اور مہملات کے امر نبوت اور خلافت و امامت کو ضائع نہ کرنا چاہیے یہ برائیاں اور فضیحت و قباحت زن نوح اور لوط سے کب وقوع میں آئی ہیں جو کہ بعد رسول خدا کے عائشہ سے وقوع میں آیا کہ خود آراستہ ہو کر شتر پر سوار ہوئیں اور لشکر جمع کئے اور وصی رسول اور بھائی اور ابن عم پیغمبر سے بلا سبب لڑائی کی اور کتنے ہی ہزار مومن اور منافق قتل کرائے اور بعد اس کے اپنے باپوں کو ظلم اور تعدی سے حرم رسولخدا میں دفن کیا اور بعد اس کے پھر شتر پر سوار ہو کر بہ اتفاق بعضے منافقین بنی امیہ کے حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام کے جنازہ پر تیر مارے اور نور دیدہ رسول خدا کو گھر میں دفن ہونے دیا باوجودیکہ حضرت رسولخدا جد تھے جناب امام حسن علیہ السلام کے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ اے عائشہ تَجَمَّلْتِ تَبَغَّلْتِ تَفَيَّلْتِ لَكِ التُّسْعُ مِنَ الثُّمْنِ وَفِي الْكُلِّ تَصَرَّفْتِ یعنی

شتر پر سوار ہوکر امام بحق اور ولی خدائے مطلق سے لڑی اور پھر گدھے پر سوار ہوئی اور
تابوت فرزند رسولخدا پر تیر باراں کئے تونے اور اگر تو زندہ رہی تو ہاتھی پر بھی سوار
ہوگی اور تجھکو نو عورتوں میں سے نواں حصہ آٹھویں حصہ سے پہنچتا تھا الیح سے سب کا
حق لیکر اسکو غیر واجبی اور غصب سے اُسپر تو متصرف ہوئی ای ابراہیم جو شخص کہ مضائقہ
کرے کفر عائشہ میں بلاشک وہ شخص قائل وحدانیت خدا اور نبوت رسول اور قیامت
اور حشر اور بہشت اور دوزخ اور وعدہ وعید کا نہیں ہے یعنی وہ شخص کافر ہے کیونکہ عائشہ ایسی
تھی کہ حالت حیات میں حضرت رسولخدا اس سے کبھی رضامند اور خوش نہیں ہوے اور اسمیں
کسیطرح کا دغدغہ نہیں ہے اور یہ آیت صریح ہے اور شاہد ہے اس معنی پر کہ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ
طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ[1] یعنی تو اگر اُنکو طلاق دیگا تو میں تجھکو انکے بدلے
میں بہتر انہوں سے دونگا ای ابراہیم جو تو حقیقت حال عائشہ غاصبہ سے آگاہ ہوا تو جاننا
چاہئے کہ دفن ہونا ابی بکر اور عمر کا حرم رسولخدا میں محض ظلم اور عداوت اور کفر اور فساد دین
میں ہوا ہے اور ای ابراہیم جو کچھ تجھکو معلوم ہوا اور بیان کر ابراہیم نے کہا کہ ای حسنیہ خداوند عالم
نے آیۂ غار میں ابی بکر کو صاحب رسول یعنی ہمراہی رسول کہا اور اسوجہ سے بہت فضائل
ہیں واسطے ابی بکر کے حسنیہ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی آیۂ غار سے ابی بکر کو کچھ بزرگی اور فضیلت
حاصل نہیں ہے بلکہ ظاہر آیت سے خرابی ایمان ابو بکر کی رسولخدا پر ثابت ہوتی ہے خیر بیان کر
ای ابراہیم وہ فضائل ابی بکر کے کونسے ہیں ابراہیم نے کہا کہ کلام مجید ناطق ہے اس آیت کا
کہ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا
فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا[2] اول ہمراہی اُس کی ہمراہ
رسولخدا کے کہ اگر کسی اور دوسرے کو اُس سے زیادہ تر رسولخدا دوست جانتے تو اُس کو
اپنے ساتھ لیجاتے کہ انیس اور جلیس اُنکا ہوتا اور دوسری فضیلت یہ ہے کہ خدا تعالی نے

[1] پارہ ۲۸ سورۃ التحریم رکوع ۱ آیت ۵
[2] پارہ ۱۰ سورۃ توبہ رکوع ۶ آیت ۴۰

ابی بکر کو صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کہا اور تیسری یہ ہی کہ خدا اور رسول نے اسکو غمگین اور محزون نہ رکھا اور واسطے دفع خوف ابی بکر کو کہا لَا تَحْزَنْ یعنی غمگین نہ رہ اور فضیلت چوتھی یہ ہی کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا بہ لفظ جمع کہا کہ یعنی خدا ہمراہ ہمارے ہے پس معنی اسکے یہ ہوتے کہ خدا ہمراہ رسول اور ابی بکر کے ہی اے حسنیہ یہ کمال بزرگی حاصل ہے ابی بکر کو کہ اس آیت سے اب تو تجھکو فضیلت میں اسکی کچھ عذر نہیں ہی حسنیہ ہنسی اور اُس سی کہا کہ اے ابراہیم جواب اس کا سن یہ کوئی فضیلت نہیں ہی اور جو لوگ صاحب عقل کامل ہیں ہرگز گمراہ نہونگے اور بسبب ان مناقب کے ایسے شخص کو افضل اُمت نہیں کہہ سکتے اور خاندان معصومین پر مقدم نہیں جان سکتے ہیں پہلی فضیلت جو تو نے بیان کی کہ رسول خدا صلعم ابی بکر کو اسواسطے اپنے ہمراہ لیگئے کہ زیادہ تر دوست رکھتے تھے واللہ تو غلط کہتا ہی اور جس کسی نے یہ اعتقاد کیا ہی غلطی کی ہی لئے ابراہیم جان تو کہ جبرئیل جانب رب جلیل سے رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ آج رات کو کفار تیرے قتل کے ارادہ پر آوینگے تم اپنے صحابیوں سے کہدو کہ آج شب کو کوئی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور حکم خدا ہی کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کہ آپکا برادر یہ جان برابر ہی تمہارے بستر پر بجائے تمہارے آرام کریں اور وہ شخص کہ جو تمپر اپنی جان فدا کرتا ہے وہ علی بن ابی طالب ہے اور اے حبیب میرے تو روانہ ہو طرف فلاں غار کے مع چند شرطوں کے کہ مشہور ہیں الغرض جب شب قریب آئی تو آپ نے سب اصحابوں کو بلایا اور فرمایا کہ آجکی رات میرے اصحاب اور احباب میں سے کوئی اپنے گھر سے باہر نہ آوے خدا تعالی کی یہیں کوئی مصلحت ہی یہ ارشاد حضرت کا سنکر سب صحاب اپنے اپنے گھر کو چلے گئے اسوقت رسولخدا نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ یا علی حکم خدا ہوا ہی کہ تو میرے بستر پر آرام کرے تا کہ میں شر کفار سے محفوظ اور مصئون ہو کر شہر مکہ سے نکلکر فلاں غار میں جاؤں جب حضرت علی نے یہ کلام سید الانام سے سنا تو مطلق ناگوار خاطر نہ گزرا اور بہت خوش ہوئے بسبب خاطر نہایت اخلاص اور

[illegible]

محبت سے کہا کہ ہزار جان میری فدا ہے حکم خدا و نفس رسول کے ہوں اور با وجود کم سنی کے
خائف اور ہراساں نہ ہوئے حضرت رسالت مآب نے حضرت شاہِ ولایت کو گود میں لے لیا
اور منہہ چوما اور بہت روئے اور کہا کہ یا علی میں نے تجھے خدا کو سونپا اُسوقت شیر خدا کو بجائے
اپنے بستر پر اپنے سُلا کر حضرت روانہ ہوئے تھوڑی ہی راہ آپنے قطع فرمائی تھی کہ آپنے
دیکھا کہ ایک شخص پیچھے سے چلا آتا ہے حضرت نے توقف فرمایا جب وہ نزدیک آیا تو دیکھا کہ
اَبی بکر صاحب ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے اَبی بکر کیا حکم خدا میں تمکو نہیں سنایا کہ تم اپنے
گھروں سے باہر نہ نکلنا پس کس لئے مخالفت کی تو نے حکم خدا سے اَبی بکر نے کہا یا رسول
اللہ میرا دل آپکی طرف سے خائف اور ہراساں تھا مجھ سے ضبط نہو سکا اور میرے دل نے
نہ مانا کہ آپ کو چھوڑ کر گھر میں بیٹھا رہوں اُسوقت پیغمبر خدا حیران تھے کہ اب کیا کیا جاوے کیونکہ
کہ حکم الٰہی نہ تھا کہ کسیکو ہمراہ اپنے غار میں لیجاویں اُسیوقت جبرئیل آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ
قسم ہے خدا کی اگر اسکو تم چھوڑ جاؤ گے تو کفار اسکو اپنے ہمراہ لیکر آویں گے اور تجھکو قتل کر دینگے
لہذا پیغمبر خدا نے ناچار اسکو اپنے ساتھ لیکر غار میں داخل ہوئے اے ابراہیم صاف ظاہر ہے کہ اَبی بکر
نے خلاف حکم خدا اور رسول کے کیا اور گھر سے باہر آیا اور یہ جو میں نے بیان کیا ہے اسپر
اجماع ہے اُمت کا کہ پیغمبر خدا بالضرورت اسکو لے گئے کہ مبادا اسکو کفار گرفتار کریں اور یہ
امر موجب رسوائی مصلحت خدا کا ہو جاوے آور دوسرے اور سن کہ اے ابراہیم حضرت
پروردگار نے نفاق اَبی بکر اور اُسکے یاروں کے نفاق سے اپنے رسول کو خبر دی تھی کہ جو بعد
رسول کے انہوں سے واقع ہونیوالا تھا نسبت اہلبیت علیہم السلام کے اور علاوہ اس کے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبی بکر سے مطمئن بھی نہ تھے ضرورتاً اسکو اپنے ہمراہ لیگئے
اور آیت یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اور کتنے ہی آیات دیگر نفاق
میں انہوں کے نازل ہوئی ہیں اے ابراہیم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مستغنی تھے ہمنشینی اور
محبت اُسکی سے اور اُنس اور محبت حضرت کا اللہ تعالیٰ سے تھا اور انیس و جلیس اُنکے

عہ پارۂ چہارم سورۂ آل عمران رکوع ۱۶ ع ۱۶ - بعد نصف آیت ◆

حضرت کے جبرئیل تھے اور آیۃ وَجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا شاہد عادل اس حال کی ہو ای ابراہیم اسپر کہ جو تو نے کہا کہ خدا تعالی نے اُسکو صاحب رسول پڑھا ہاں تو کہ بمجرد صحبت رسول کے اُسکو کچھ شرف او فضیلت حاصل نہو گی اور اُس صحبت میں کچھ دفع ضرر حضرت رسول سے نہ کرسکا اور اعدای دین سے محاربہ اور مقابلہ نہ کیا اور کسیوجہ سے اعانت اور مدد بھی رسولخدا صلعم کی نہ کرسکا جیسا کہ دوسروں سے قصص اور تواریخ میں مذکور ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے اور کافر کو صاحب اور ہمراہی مومن کا لکھا جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا اور اسیطرح سورۂ سبا میں مذکور ہے کہ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ اور اس قبیل سے قرآن مجید میں آیات بہت ہیں عجب ہے تم سے ای ابراہیم کہ واسطے مشرکوں کے کوئی دلیل فضیلت کی قائم نہیں کرتے ہو کیونکہ ابی بکر بھی باطنا مشرکین میں سے تھا اور دوسرے یہ ہے کہ زن نوح کافرہ تھی اور مصاحبہ نوح تھی اور اسیطرح زن لوط بھی کافرہ تھی اور اُسکو ہمراہ لوط کے صحبت تھی اور خر کو بھی صاحب کہا ہے اور یہ عرب میں بطور ضرب المثل کے ہو گیا ہے بلکہ بِئْسَ صَاحِبُ الْحِمَارِ یعنی بُرا مصاحب ہے گدھا اور سگ اصحاب کہف بھی مصاحب اصحاب کہف کا غار میں تھا ابی بکر کو کیا حاصل ہوگا ہمراہی رسول سے کہ جبرا اور قہرا حضرت کے ساتھ جانا پڑا باوجودیکہ دلمیں نفاق بھرا ہوا تھا ای ابراہیم تیسری فضیلت لفظ لَا تَحْزَنْ کو تو جانتا ہے یعنی پیغمبر خدا صلعم نے نہایت شفقت سے اور مہربانی سے کہا کہ غمگین نہو ای ابراہیم حزن ابی بکر یعنی غمگین ہونا ابی بکر کا اس حال میں کہ ہمراہ رسول کے نہایت خوف اور بد دلی سے تھا ابن طاعت تھی یا معصیت ابراہیم بسبب خوف او وحشت کے اسوقت چپ تھا اور کچھ جواب نہ دیتا تھا حنفیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اگر حزن اور خوف ابی بکر کا طاعت تھی تو پس حضرت رسالت نے اسکو طاعت اور خوف سے

منع فرمایا نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ هٰذِهِ الْاِعْتِقَادِ بھلا کب پیغمبر کسیکو طاعتِ خدا سے
منع کر سکتا ہی اور اگر حزن اُسکا معصیت تھا اور خوف اور بیم بسبب سستی اعتقاد اور بسبب نہونے
ایمان کے خدا اور رسول پر تھا پس اُسکو گناہ میں اس ہمراہی سے کیا فضیلت اور بزرگی حاصل
ہوئی اور وَلَا تَحْزَنْ کا لفظ اُسکو کیا فائدہ بخشتا ہی اور دوسرے او سُن کہ پیغمبر خدا صلعم
چاہنے والے طاعت کے تھے نہ معصیت کے اور منع کرنیوالے معصیت کے تھے نہ طاعت کے
اے ابراہیم حزن ابی بکر کا دلالت کرتا ہی کہ نہ صبر پر اور نہ رضامند ہونے پر صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے اور بخوبی ثابت ہی کہ اُسکو قولِ رسول پر ہرگز اعتماد نہ تھا کسواسطے کہ تمام
اور سمت جانے کی رسولِ خدا نے اُسکو بتلا دئے تھے کہ ہم بحکمِ الٰہی متوجہ اس غار کے ہوتے
ہیں اور خدا اسمیں محفوظ اور مصئون رہیں گے شر اعداسے اور دشمنوں اور کافروں سے ہمکو کسیطرح
کا ضرر اور رنج نہ پہنچیگا اور دوسری جو تم کہتے ہو کہ ابی بکر انیس اور جلیس رسول کا تھا اور پیغمبر
اُسکو بہت چاہتے تھے بسبب محبت کے غار میں اپنے ساتھ لیگئے پس یہ کیا تھا کہ ابی بکر نے
نہ جانا اس بات کو کہ پیغمبر خدا واسطے محفوظ رہنے شر اعدا کے بحکم الٰہی غار میں گئے اور پھر جزع
اور فزع کرتا تھا اور قریب تھا کہ پیغمبر خدا کو رسوا کرے بلکہ غرض اُسکی چیخنے اور چلانے سے یہ تھی
کہ کفار مطلع اور آگاہ ہو جاویں اور جو کہ مشیتِ خدا اور امرِ الٰہی تھا لہٰذا خدا تعالیٰ خود حافظ
اور ناصر رسول الٰہی کا تھا اے ابراہیم اگر ابی بکر کو پیغمبر خدا پر ایمان ہوتا تو خدا سانپ کو اُسپر
مسلط نہ کرتا کہ اُسکے پاؤں کو کاٹتا بلکہ خدا تعالیٰ اُسکو بچاتا زخمِ سانپ سے جسطرح سے
پیغمبر کو نگاہ رکھا اور بچایا شر کفار سے باوجودیکہ ایک جماعت کثیرہ مکر گرد غار کے پھری
اور سراغ نشان پاؤں حضرت کا دروازہ پر پہنچایا اور پھر بھی خدا تعالیٰ نے اُنکو شر اعدا سے
بچایا اور اے ابراہیم جو فضیلت دوسری تو نے بیان کی کہ رسولِ خدا صلعم نے ابی بکر سے
کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی خدا ہمارے ساتھ ہی اور حافظ اور ناصر ہمارا ہی جو یہ کلمہ بلفظِ
جمع واقع ہوا تیرا مدعا ہی کہ خدا ہمراہ ابی بکر کے ہی جواب پہلا تو یہ ہی کہ لفظ جمع واسطے تعظیم

[illegible] ۱۲

رسول کے ہی اور غرض رسول کی یہ تھی کہ خدا حافظ اور ناصر سرا ہی اور بالفرض اگر شامل حال
ابی بکر کے بھی ہو تو اُسکو اس سے کیا فضیلت ملتی ہی کسو اسطے کہ قرآن مجید میں صریح فرمایا
ہی کہ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ راہ چلنے والو سے
تین آدمی ہیں مگر یہ کہ چوتھا اُنہوں میں خدا تعالیٰ ہی اور نہیں ہیں پانچ آدمی مگر یہ کہ خدا تعالےٰ
چھٹا اُنہوں میں ہی نہ کمتر ہیں اُنہوں سے اور نہ زیادہ تر ہیں اُنہوں سے مگر خدا تعالیٰ ہمراہ
اُنہوں کے ہی اور یہ آیت شامل حال تمام کافروں اور یہود اور ترسا اور سب مومنین اور
منافقین وغیرہ کے ہی لیس ابی بکر کو اِس آیت سے کیا حاصل ہوا اور اُسکی دوستونکو کیا فائدہ
پہنچا اے ابراہیم اور جان تو کہ مسجد رسول اللہ غار سے مرتبہ میں ہزار درجہ بہتر ہی اور ہمراہ رسول خدا
کے مسجد میں جمع ہوتے ہیں مومن اور منافق اور کفار بھی اور اسیطرح جمع ہوتے ہیں کشتی میں
ہمراہ نبی کے شیاطین اور بہائم وغیرہ کے اے ابراہیم مثلاً کسی شخص کا ایک جانور بھی ہمراہ ہو مانند
گھوڑے یا اونٹ یا گدھے کے اور وہ بسبب خوف رہزنوں یا چوروں کے کسی گھر یا جنگل
میں پناہ لیوے اور کہو کہ خدا تعالیٰ ہمراہ ہماری ہی اور ہمکو بچاوے اِس منزل یا جنگل میں یعنی مجھکو
اور میرے اِس جانور کو جو میرے ہمراہ ہی تو اُس جانور کو کیا شرف اور بزرگی ہی اِس کلام سے
جب نوبت گفتگوے حسنیہ کی اِس مقام پر پہنچی تو ہارون بہت خوش ہوا اور ہنسا باوجود
اِسکے کہ وہ بڑا متعصب تھا اور اہلبیت نبوت سے عداوت رکھتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے کہ
منقلب القلوب ہے اُسکو حسنیہ پر ایسا مہربان کیا تہا کہ اگر اُسکو خیال طعنہ زنی خلائق کا
نہوتا تو باوجود منصب خلافت اور سلطنت کے بلا لحاظ اُٹھ کھڑا ہوتا اور گرد حسنیہ
کے پھر کر قربان ہوتا دوسرے بار حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اِدھر دیکھ کہ ہنوز مطاعن
ابی بکر کے آیۂ غار میں بہت ہیں اور سبسے زیادہ دلیل رسوائی کی واسطے بے نصیب
ہونیکے ابی بکر کے ایمان سے یہ ہے کہ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ یہ خود رجوع

ہے طرف حضرت رسالت کے کہ ضمیر واحد مذکر مجرور کی تھی اور یہ دال ہے اس پر کہ انزال
سکینہ ابوبکر پر نہیں ہوا اور اس سے وہ بے نصیب ہے اور اگر ابی بکر پر انزال سکینہ ہوتا تو
فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِمَا ہوتا اور بجائے ضمیر واحد مذکر مجرور کے ضمیر تثنیہ مذکر
مجرور کی متصل ہوتی واللہ کہ یہ دال ہے کفر اور عدم ایمان ابی بکر پر یہ اس وجہ کہ اللہ
تعالیٰ دو جگہ پر قرآن میں اخبار فرماتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ پر انزال سکینہ کیا ہے اول
اس آیت میں کہ جو گزری غار میں اور دوسری غزوۂ حنین میں جبکہ لشکر اسلام نے
شکست پائی اور ابی بکر اور عثمان اور بہت سے صحابہ میں سے رسول خدا کو درمیان کافروں
کے چھوڑ کر بھاگے مگر حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام اور ناتنی آدمی
دیگر دوستان اور محبان رسول اللہ سے اور جو صحابہ میں سے کہ مومن تھے وہ نہ بھاگے اور
ملازمت امیر المومنین حیدر کرار میں ثابت قدم رہے اور قدم ہمت اور مردانگی کا میدان
جنگ و جدال میں مضبوط اور محکم رکھا اور سر اور جان کی کچھ پروا نہ کی اور لڑتے
رہے اس وقت اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انکے حق میں فرمایا کہ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ
مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ
عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ
مُّدْبِرِیْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اور اسیطرح دوسری
جگہ فرماتا ہے کہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا (پ ۱۰ - ع ۱۲)
ابی بکر کا سکینہ سے بے بلکہ خروج اسکا ہے ایمان سے اور تم اس سے غافل ہو گئے ہو اے
ابراہیم جو بروز حنین اور سوائے اسکے ہمراہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مومنین
سو جو وہ تھے انزال سکینہ رسول خدا اور مومنوں پر ہوا ہے اور غار میں سوائے ابی بکر کے دوسرا
مومنوں میں سے ہمراہ حضرت کے نہ تھا پس فرمایا کہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ اور ابی بکر کا
مطلق ذکر نہ فرمایا اور اگر ابی بکر فی الحقیقت ایمان ہوتا تو قسم خدا و رسول کی ضرور تھا کہ

بجائے ضمیر مفرد کے ضمیر تثنیہ کی ہوتی اور خدا تعالیٰ علیہما کہتا اے ابراہیم جو حزن اور تزلزل
اسکا غار میں خطا اور معصیت ہوا اور نہونا سکینہ کا اور زیادہ تو پس آیت غار سے اسکو کچھ
فائدہ نہیں ہے بلکہ عدم ایمان اُسکا ثابت ہے اے ابراہیم اس قسم کی فضیلت اور منقبت کہ
تم بیان کرتے ہو کہ اُس سے ابی بکر کا کفر ثابت ہوتا ہے اور جو دیگر فضائل تم اُسکے باب میں
نقل کرتے ہو وہ بھی مثل اسی کے ہیں اسطرح کے مزخرفات کو تم چُن چُن کر نظر خلائق میں
جلوہ دیتے ہو اور احادیثِ موضوعہ کو زبانِ عوام الناس پر جاری کرتے ہو اور تم فضیلت
تمام فاسقوں اور بدکاروں کی بلکہ اشد کفار کی فضیلتیں خاندانِ اہلِ عصمت و نبوت پر ثابت
کرتے ہو اور علی بن ابیطالب نے کہ جان اپنی حضرت رسولخدا پر فدا کی تھی اور بستر پر بجائے
رسولخدا کے سوئے کہ کفار اُنکو رسولخدا جانکر قتل کریں اُسوقت حق سبحانہ تعالیٰ نے فخر و مباہات
کیا تمام ملائکہ آسمان و زمین سے کہ اے گروہ ملائکہ مینے ہر ایک فرشتہ کو تمہارے ساتھ نسبت برادری
کی دی ہے آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جان کو اپنی دوسرے بھائی پر فدا کرے کہتے ہیں کہ کسی
فرشتہ نے اس کا جواب دیا حکم خدا ہوا کہ جاؤ تم اور دیکھو علی بن ابی طالب کو کہ اپنی جانکو
کسطرح سے میرے حبیب اور رسول پر فدا کیا ہے اُسوقت بموجب حکم پروردگار کے ملائکہ مقربین
درگاہِ احدیت سے گروہ گروہ زمین پر نازل ہوتے تھے اور زیارت جناب امیر علیہ السلام
کی کرتے تھے اور حضرتؑ پر درود و سلام بھیجتے تھے اور جب حضرت امیر بستر رسولخدا پر راحت
فرما ہوئے تو اُسوقت خداوند عالم کا حکم ہوا کہ جبرئیل اور میکائیل کو ایک تم میں سے جانب
سر حضرتؑ کے رہے اور دوسرا جانب پائے مبارک حضرتؑ کے مقام کرے اور حفاظت کریں میرے
عبد خاص علی بن ابی طالب کی شر اعدا سے اے ابراہیم عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے
کہ اسمٰعیل نے ذبح ہونا اپنا ہاتھ خلیل سے قبول کیا باوجود مرتبہ نبوت اور خلت کے اور
اسمٰعیل یہ بھی جانتے تھے کہ مجھ سے کوئی جرم بھی صادر نہیں ہوا ہے جس سے مستحق قتل کا ہوں
اور امیر المومنین نے قتل ہونا اپنا تلوار مشرکین سے قبول کیا اور یہ سلک فر بیدین تھا اور

ہمیشہ درپے قتل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہتے تھے اور یہ کافر دشمنی حضرت
علیؑ سے زیادہ رکھتے تھے ایسے وقت میں حضرت علیؑ نے جان نثاری کی اور اپنی جان سے جان
رسولخدا کی حمایت کی اور یہ آیت اُس شب حق علیؑ میں نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الخ اور یہ تمہاری سب کتابوں و تفسیروں میں لکھا
ہوا ہے کسواسطے تم ظاہر نہیں کرتے ہو اور ان فضائل کو بیان و عیاں نہیں کرتے اور جو شب
غار میں امیر المومنینؑ مقام پیغمبر پر تھے اور جان اپنی کو اُن حضرتؑ نے جانِ پیغمبر خدا پر فدا
کیا تھا اور جان سے حمایت اُن حضرتؐ کی کی اور بستر رسولؐ پر خلیفہ اور قائم مقام سب
اہل و عیال اُن حضرتؐ پر حضرت امیرؑ تھے اور ایک جماعت بہت اہل حرم کو اور اسباب اور
شتر اور بکریوں وغیرہ اُن حضرتؐ کو تنہا مکہ معظمہ سے لے کر مدینہ میں پہنچایا اور اثناء راہ
میں گروہ گروہ کفار بارادۂ قتل و غارت حضرت امیرؑ کے آتے تھے اور کسیکو یہ طاقت و مجال
نہ تھی کہ حضرتؑ سے ایک ذرہ بھی لے سکے سب اسباب کو حضرتؑ نے بجنسہٖ بعزت و سلامت
مدینہ میں پاس رسولخدا صلعم کے پہنچایا اگر کسیکو مہاجر کہیں تو مہاجر کہہ سکتے ہیں اگر یہ
فضائل انہیں ہوں تو مہاجر کہہ سکتا ہے پس جبکہ حضرت علیؑ بستر رسولخدا صلعم پر قائم
مقام اُن حضرتؐ کے تھے اور واسطے پہنچانے اہل و عیال پیغمبرؐ کے مدینہ میں قائم مقام
اُن حضرتؐ کے تھے اور سورۂ برات کے پہنچانے میں واسطے کفار کے بحکم الٰہی قائم مقام پیغمبر
خدا کے رہے پس کس سبب سے بعد رسولخدا کے خلیفہ اور قائم مقام نہوں اے ابراہیم جاننا
چاہیے کہ ابوبکر غار میں ہمراہ رسولخدا کے تھا اور اُن حضرتؐ کی ہمراہ مدینہ کو گیا یہ امر صحیح اور
درست نہیں ہوسکتا کہ ایسے شخص کو مہاجر کہیں کہ یہ مہاجر ہے بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ
اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اے ابراہیم سُن کہ ہجرت رسولخدا کی ہمراہ خدا تعالیٰ کے تھی اور ہجرت مومنوں کی
رسولخدا کے ساتھ اور جو شخص کہ ہجرت رسولؐ کے ساتھ کرے تو چاہیے کہ ہجرت اُس کی

پارہ ۲ ـ سورہ بقرہ رکوع ۲۵

پارہ ۵ ـ سورہ نساء رکوع ۱۴

بعد ہجرت رسول ہی ہوا اور جبکہ ابی بکر ہمراہ رسولخدا کے مکّہ سے باہر گیا تو جائز نہیں ہی کہ
شریک رسولخدا ہو ہجرت میں کسواسطے کہ ہجرت رسولخدا کی ہمراہ خدا کے تھی اس لئی کہ
ابی بکر ملازم اور خادم تھا اُن حضرتؐ کا اور رسولخدا واسطہ تھے درمیان خدا تعالیٰ
کے بلاواسطے اور جوکہ ابی بکر ملازم اور پرستار تھا رسولخدا کا پس جائز نہیں ہی کہ شریک
ہو جاوی ہجرت میں اور ہجرت ثابت نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ اپنی مسکن سے بعد از رسولخدا
ہجرت نہ کرے اور جو کوئی رسولخدا سے پہلے ہجرت کرے تو اُسکو بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہہ
مہاجر ہی حُسنیہ نے جب یہ کلام اپنا اس مقام تک پہنچایا تو ہارون نے یحییٰ وزیر کو اپنے
قریب بلایا اور کہا کہ ای یحییٰ حُسنیہ نے کسطرح پر کمی نہیں کی دلائل بیان کرنی میں امامت میں
میرے ابن عم کی ای یحییٰ اگر حُسنیہ ہماری طریقہ پر ہوتی تو البتہ میں اسکو اپنے نکاح میں لاتا یحییٰ
نے کہا ای امیر یہ جب طریقہ اور راہ پر ہو انعام اور اکرام اسپر کرنا واجبات سی ہے بعد ازان
ہارون نے ابراہیم سی کہا کہ ای ابراہیم حقیقت مسئلہ قضا و قدر کی اور مضمون اور دلائل
آیتِ غار کا جو کچھ بیان ہوا وہ مجھکو معلوم ہوا اب کیا کہتا ہی تو متقدمہ کلام اللہ میں
کہ وہ حادث ہی یا قدیم ہی کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ حقیقت اِس مسئلکی بھی مجھکو معلوم
ہو جاوی اُسوقت ابراہیم بسبب ندامت اور خجالت کے خاموش تھا یحییٰ نے کہا کہ ای
ابراہیم یہ کیوں نہیں کہتا کہ کلامِ خدا قدیم ہی یا حادث ہی ابراہیم نے کہا کہ میرا اعتقاد تو یہ
ہی کہ خدا قدیم ہی اور کلام بھی اُسکا قدیم ہی کسواسطے کہ کلام غیر حروف اور اصوات کے ہے اور
کلام صفت خدا کی ہی اور قائم ہی ساتھ ذات خدا کے اور صفات اُسکی بھی قدیم ہے اور یہ
حروف مکتوب کہ قرآن میں ہیں دال ہیں کلامِ خدا پر اور اعتقاد ہمارا یہ ہی کہ خدا تعالیٰ قبل
از پیدائش مخلوقات کے امر کرنیوالا تھا اور نہی کرنیوالا تھا جب ابراہیم نے یہ بیان کیا
تو ہارون نے اُسکی طرف سی مُنہ پھیر لیا اور یہ بیان ابراہیم کا اُسکو پسند نہ آیا کیونکہ
ہارون اصل میں معتزلی تھا اور کہا کہ ای حُسنیہ تو کیا کہتی ہی اِس مقدمہ میں حُسنیہ نے کہا

مسئلۂ تحقیق کلام اللہ کے بیان میں کہ حادث ہے یا قدیم

کہ ای ابراہیم قوم نصاریٰ نے تین قدیم ثابت کئے ہیں اور خدا تعالیٰ سرزنش اور تکفیر کرتا
ہے انہوں کی کہ تمہارے شریک اور ہم پلہ ہیں شمار میں کہ فرماتا ہے حق تعالیٰ لقد
کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ اور ان تین قدیم سے ایک اقنوم
(پارہ ۶ - سورہ مائدہ رکوع ۱۰ - منہ ۱۲)
الاب ہے اور ایک اقنوم الابن ہے اور ایک اقنوم روح القدس ہے اوّل سے خدا تعالیٰ
کو مراد لیتے ہیں اور دوسرے سے عیسیٰ کو اور تیسرے سے جبرئیل کو اور کہتے ہیں کہ
اگر تین قدیم نہوں تو خدا کو نقصان لازم آتا ہے اور جو کہ تم اشاعرہ ہو تمنے نو قدیم ثابت
کئے ہیں اور وہ یہ ہیں ذات اور قدرت اور علم اور حیات اور ارادہ اور ادراک اور
کلام اور سمع اور بصر اور ان سب کو تم قدیم جانتے ہو پس تین مرتبہ تمہارا کفر ثابت ہے
موافق حکم صریح قرآن مجید کے اور تم چہ درجے قوم نصاریٰ سے کفر میں بڑھے ہوئے
ہوا ای ابراہیم قسم خدا کی کب کلام خدا قدیم ہوسکتا ہے کسواسطے کہ کلام خدا نزدیک اہلبیت
علیہم السلام اور تمام اہل عقل کے یہ حروف منظوم ہیں کہ مکتوب ہیں کتابوں میں اور اعتقاد ہمارا
یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ ایجاد کرے حروف اور اصوات منظوم کو کسی جسم میں جسمو سے پس فرماتے خدا کو
اس اعتبار سے متکلم کہتے ہیں اور جبکہ کلام مرکب ہے حرفوں سے البتہ مرتب ہووے اور بعض مقدم اور
بعض موخر اور سب چیزیں کہ تقدیم اور تاخیر ہوئے البتہ حادث ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اوامر اور نواہی
اور اخبار خدا تعالیٰ کے حادث ہیں بایں وجہ کہ محال ہے معدوم کو واسطے کسی شے کے امر
کرنا اور کسی شے سے نہی کرنا اور قرآن معجزہ محمد کا ہے اور محمد محدث ہے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ
معجزہ انکا قدیم ہوا اور اگر کہا جاوے کہ قدیم درمیان دو دفیتوں کے ہے تو یہ بھی غلط ہے واسطے
کہ مابین الدفتین کتابت ہے اور ظاہر ہے کہ کتابت محدث ہے اور اگر کہا جاوے کہ حروف اور صوت
ہے تو بھی محال ہے کہ حروف اور صوت قدیم ہوں کسواسطے کہ بعضے بعضے پر مقدم اور موخر
ہیں اور بعضے سابق اور بعضے لاحق اور ہر ایک ساتھ زمانہ کے منتہا ہے اور محصور ہے اور
جو چیز ایسی ہوتی ہے وہ قدیم نہیں ہے اور اگر کہا جاوے کہ معنی اُسکی قدیم ہے کہ مکتوب اور

حروف اور صوت سے پیدا ہوتی ہے اور سمجھی جاتی ہے اور وہ معنی یا امر ہے یا نہی یا قصص یا اخبار یا وعدہ یا وعید یا ناسخ یا منسوخ اور جیسے کہ ہم کہیں کہ محال ہے معدوم کو کسی چیز کے ساتھ وعدہ کرنا اور وعید کرنا کسی چیز کا کسی چیز کے ساتھ اور کسی چیز سے نہی کرنا اور یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ اور مراد حدیث سے قرآن ہے اور حدیث مقابل میں قدیم کے ہے اور جو کچھ کہ حدیث ہے وہ قدیم نہیں ہو سکتا ہے اور اسیطرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ اور ذکر سے مراد قرآن ہے بدلیل إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور محدث برابر قدیم کے ہے اور اگر قرآن قدیم ہو تو انبیاء اور صلحا اور فساق اور فجار اور سب کفار کہ ذکر انہوں کا قرآن میں فرمایا ہے سب کا قدیم ہونا چاہیے اور دوسرے یہ کہ کہا تونے کہ خدا تعالیٰ قبل از پیدائش مخلوقات کے امر کرنیوالا اور نہی کرنیوالا تھا اور کہتا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اور يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ اے ابراہیم اگر کوئی شخص اکیلا اپنے گھر میں بیٹھکر کہے کہ اے سالم آ۔ اور غانم جا اور اے قابل اُٹھ اور اے مقبول بیٹھ اور دوسرا شخص اُس سے پوچھے کہ تو کسکو بلاتا ہے اور کس سے باتیں کرتا ہے اور وہ یہ کہے کہ میرے دل میں یہ سب باتیں ہیں کہ بعد تیس سال کے چند غلام خریدونگا اور اُنکا نام سالم اور غانم اور قابل اور مقبول رکھونگا اور اُسوقت ان غلامونکو اسطرح پر آواز دیکر بلاؤنگا اور اسطرح پر انسے وہ شخص باتیں کرتا ہے پس ایسے آدمی کو کہ جو معدوم سے مخاطب ہو اور کلام کرے صاحب عقل اُسکو احمق اور مجنون کہتے ہیں اے ابراہیم کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ افعال بیوقوفوں اور مجنونوں کے خدا سے نسبت کیے جاویں بسبب اُن مطالب اور مُدعا تمہاری کے کہ جن سے تمکو غرض ہوئی جب حسنیہ نے یہ بیان کیا تو ہارون نے حکم دیا کہ طبق زر لائیں اور حسنیہ کے سر پر نثار کریں اُسوقت سب بندگانِ دولت اور عمائد مملکت کہ جو اُس

مجلس میں حاضر اور موجود تھی مدح اور ثنا حسنیہ کی کرتے تھے اور ہر طرف سے آواز تحسین
اور مرحبا کی بلند تھی اور اکثر سلاطین اور شاہزادے کہ شہر و امصارِ بعیدہ سے دار الخلافت
بغداد میں واسطے دیکھنے مناظرہ حسنیہ کے آئے تھے اور اکثر کے دلمیں محبت اہلبیت علیہم السلام
کی تھی بیان حسنیہ سنکر زیادہ تر حقیت اہلبیت رسالت کی انکو ثابت اور معلوم ہوئی اور
بوجہ خوف بنی عباس کے اپنے عقیدے اور طریقہ کو ظاہر نہ کر سکتے تھے سبھوں نے حسنیہ کو دعا دی
اور تمام خلائق فصاحت اور بلاغت اور تقریر پاکیزہ اسکی سنکر حیران تھے اور اکثر علمائے
اشاعرہ نے بسبب ندامت اور شرمندگی کے سر جھکا لیا تھا اور ابراہیم خجلت زدہ اور
شرمندہ کرسیِ زرین پر بیٹھا ہوا تھا حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تو آجکے روز بڑا عالم ہے
اور افضل اور اعلم اس زمانہ کا ہے اور میں ایک کنیز بیکس اور بے اعتبار ہوں کہ مجھکو فرقہ
کافروں میں سے قید کرکے لائے ہیں اور میرے آقا نے جو اسوقت اس مجلسِ شریف میں حاضر
اور موجود ہے مجھکو بعوض چند درہم ناقص کے خرید کر طریقہ روشن اہلِ اسلام کا تعلیم و تلقین
فرمایا اور میں شرفِ اسلام اور ایمان سے مشرف ہوئی اور میں نے معرفت واجب الوجود کی
حاصل کی اور چشم بصیرت کھولکر پیغمبر اور امامؑ کو پہچانا اور معرفت حاصل کی چند شبہے میرے
دلمیں ہیں بطور تحقیق اور استفادہ کے تجھ سے پوچھتی ہوں نہ براہ چھیڑ اور امتحان کے اسواسطے کہ میری
ان مشکلات کو تو دفع کرے تا اسوقت مجھ پر واجب ہو کہ حسب مقدور اپنے تیری تعریف اور
توصیف کروں اور معلوم ہو مجھکو کہ تو بھی سواران اور یکہ تازان اس میدان سے ہے بعد اسکے
میں تمام عمر تیری ملازمت میں رہوں اے ابراہیم سوال میرا یہ ہے کہ جب فرزند اپنی ماں سے پیدا ہوتا
ہے تو نہ اسوقت جہود ہے نہ ترسا اور نہ مسلم ہے اور نہ مشرک اور نہ سُنی ہے اور نہ شیعہ پس ماں باپ
اور استاد اور معلم اسکو مسلمان یا کافر یا جہود یا ترسا یا مومن یا منافق کرتے ہیں یا سوائے
اسکے جو مذاہب مختلفہ ہیں اسکو تعلیم کریں اور سن اے ابراہیم جس شخص کا کہ اعتقاد باطل ہے ایک
ان دو حال سے باہر نہیں ہے لیکہ یہ ہے کہ اعتقاد اپنے کو حق تصور کرے اور اسپر مضبوط اور مستحکم رہے

تا وقتِ مرگ اپنی کے دوسرے یہ کہ جانتا ہی کہ اعتقاد باطل ہی اور از روی مکر کے حق کو چھپا دے
اور آدمیوں کو اُس اعتقاد پر فریفتہ کرے اور ان دو قسم والونکا مسکن دوزخ ہی لیں آج تسکے روبرو
ہو کچھ تجھ سے سوال کروں بے تامل مجھ سے بیان کر اور جواب ہی اور یہ بھی جان تو کہ میں
بہ توفیقِ خدا دینِ پیغمبر اور امام اپنے میں بالیقین ہوں جیسا کہ تونے بیان کیا اور صراط اور
حوضِ کوثر اور اہلِ دوزخ اور اہلِ بہشت اور اہلِ حق اور اہلِ باطل کو میں نے خوب پہچانا
ہی ولیکن بسبب چند اختلاف کی کہ اُمت میں واقع ہو رہی ہیں مجھکو اُنمیں تردد ہی اور عقل ناقص
اُنکو نہیں پہنچتی ہی اور میری طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہوتا ہی لہذا اُسکی تحقیق میں تجھ سے
چاہتی ہوں کیونکہ میں نے تیرے تراشی مسئلونکا جواب دیا اور میں عاجز نہ ہوئی اب لازم
ہی تجھکو کہ ان چند شبہات کو میری طبیعت سے ایسا نکال اور دفع کر کہ مجھکو یقین حاصل ہو جاوے
اے ابراہیم بعد پہچاننے خدا اور رسولؐ اور امامؑ کے بنیاد مسلمانی کی روزہ اور نماز اور خمس
اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد ہی چنانچہ مجھکو معرفت صوم اور صلوٰۃ کی تو حاصل ہی حسب مقدور
اپنی اُسکو بجالاتی ہوں اور اب اُمیدوار ہوں کہ بدولتِ خلیفۂ زماں مجھکو مال او استطاعت
بھی حاصل ہو جاوے کہ خمس اور زکوٰۃ اپنے مال کی اہلِ استحقاق کو دوں اور بعد اُس کی
بہ توفیقِ ایزدی سفر مکۂ معظمہ کروں اور بعد طے مراحل اور منازل شرائط مناسک حج کے
بجالاؤں اور جہاد کہ وہ بھی ایک رکنِ عبادات سے ہی اور وہ اب مجھ پر واجب ہوا ہے
کہ بہ اقبال و دولتِ خلیفۂ زماں جو کوئی ارادہ توہینِ مذہب دین کا کرے اُسپر جہاد کروں
مگر جہاد تیغ و سنان سے عورتوں پر واجب نہیں ہی ولیکن البتہ سنانِ لسان اور تیغ
زبان سے جائز ہی اے ابراہیم جان تو کہ یہ تمام محنت اور مشقت کہ متحمل اُسکی ہوتی ہوں مثل
سفر مکۂ معظمہ اور قطع بُعدِ مسافت اُسکی کا اور دینا زکوٰۃ کا محتاجین اور فقرا کو اور
روزہ رکھنا ایامِ گرما میں اور وضو کرنا ایامِ سرما کی سخت میں اور نماز پڑھنا اور نماز میں
وسوسہ نکرنا اور یہ سب تکلیفات اپنے پر میں واجب کی تا ماہیت او حقیقتِ ایمان کی

پہچانوں اور طریق فرمانبرداری ہنیں جانتی ہوں اور عالم ہنیں ہوں کہ کون سچ کہتا ہی اور کون جھوٹ کہتا ہی اور خانہ خدا کو کہ حقیقت میں جو پیغمبر کا ہی ہنیں پہچانتی اور وحی کہ جو پیغمبر پر نازل ہوئی اُسکا اعتبار مجھکو ہنیں ہی اور عصمت اور طہارت اور راستگوئی پیغمبر پر مجھکو ایمان ہنیں ہی کسواسطی کہ یہ تمام زحمت اور تکلیف بیفائدہ اُٹھاتا ہی اور کیا لذت اور مزا ان محنتوں اور مشقتوں میں میں تصور کروں کیونکہ حال یہ ہی کہ جن لوگوں نے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے خلافت کی ہی تخلف کیا ہی اور بہت خون ناحق کئی ہیں اور اموال کو غصب کیا ہی اور اپنی پیغمبر کی اہلبیت پر وہ ظلم اور جفائیں کی ہیں کہ سب خلائق پر ظاہر ہی اور مخالفت خدا اور رسول کی کر کے کافر ہوئی اور سب کلمہ شہادت کہتی تھے اور نماز اور روزہ اور حج اور جہاد بجا لاتے تھے اور بضرورت اظہار اسلام کرتے تھے اور اب اُنکو امام اور پیشوا اور خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہتی ہیں اور ان اختلافات کو میں ہنیں جانتی اور ان عقائد کو کہ مشہور کرتے ہیں ہنیں پہچانتی پس جاننا چاہئی کہ اول خدا تعالی دانا اور عالم ہی مواخذہ کریگا کہ کسواسطی تم نے آگاہ نہ کیا میرے بندونکو اور جو کہ زعم اہلسنت جماعت میں تو بہت بڑا عالم اور فاضل ہی اور آجکی روز پیشوا اور ہدایت کنندہ اہل زمانہ کا ہی مجھ سی بیان کر کہ وہ لوگ کہ جنہوں نے واسطی اعتبار اور جاہ دنیا کے یا بوجہ تعصب اور دشمنی کے دلیل حق کو چھپایا اور مخالفت خدا اور رسول ہی کی پس اُن پر لعنت خدا ہی اور لعنت کرنا اُنپر واجب ہی یا ہنیں ابراہیم نے یہ کلام حسنیہ کا سنکر سر نیچا کر لیا اُسوقت سب خلائق ہارون کے مُنہ کو دیکھتی تھی اور ہارون بھی اپنا سر نیچے کئی ہوئی بیٹھا تھا اُسوقت حسنیہ کہنے لگی کہ اے ابراہیم جواب دی مجھکو اسکا کہ اگر کوئی آدمی تحقیق احدیت کی پیدا کری تو پس یہ تحقیق از راہ ہدایت اور عطائی خدا تعالی کے ہی یا از راہ کسب حاصل کرنیکی یا دونو طرف سی اُسوقت ابراہیم خاموش تھا اور بوجہ خوف کے کچھ جواب دیتا تھا حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اگر مجھکو کوئی مشکل دین میں واقع ہو تو کہاں جاؤں اور کس سی تحقیق کروں آجکی روز اس مجلس میں اکثر علماء عراق اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ حاضر ہیں اور کوئی جوا

میرے سوالات کا نہیں دیتا کہتے ہیں کہ ابو یوسف کہ شاگرد ان ابو حنیفہ سے تھا اور پہلو میں
ابراہیم میں بیٹھا ہوا تھا اور قاضی تھا بغداد کا بولا اور کہنے لگا کہ ای حسنیہ سوال تیرا بسبیل
تحقیق کے نہیں ہے بلکہ از روی طعن و تشنیع اور اعتراض کے ہے جو کچھ چاہتی ہے سوال کر حسنیہ
نے کہا کہ سنو میں نے بہت حدیثوں کو سنا ہے اور تفسیروں کو پڑھا ہے کہ جناب امیر المومنین علی بن
ابیطالبؑ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور سلمان فارسی اور ابوذر اور مقداد رضی
اللہ عنہم سے منقول ہے اور فی زمانہ بعضے لوگ برخلاف انکے کہتے ہیں اور تم بھی مخالفت انہوں کی
کرتے اور انکو باطل اور جھوٹ جانتے ہو اور جو کوئی انپر عمل کرتا ہے اسکی تکفیر کرتے ہو اور اکثر
احادیث اور اخبار تمہاری معاویہ اور یزید اور عمرو عاص و انس بن مالک و عائشہ وغیرہ سے
منقول ہیں اور جاننا چاہیے کہ آدمیوں کے اختیار میں حق ہے اور باطل ہے اور سچ ہے اور جھوٹ ہے
اور ناسخ ہے اور منسوخ ہے اور خاص ہے اور عام ہے اور محکم ہے اور متشابہ ہے اور حفظ ہے اور وہم ہے
اور ان دونوں گروہ کی مخالفت کہ جو انہوں میں ہے سب خلائق پر ثابت ہے پس مجھ سے بیان
کرو کہ ان دونوں گروہ میں سے کس گروہ نے جھوٹ کہا اور پیغمبر خدا پر افترا کیا اور احادیث موضوعہ
کو زبان خلائق پر جاری کیا اور قرآن کو موافق احادیث موضوعہ کے بنا کر تاویل کیا حالانکہ
صاحب شریعت نے فرمایا ہے کہ حدیث مجھ سے تمکو پہنچی ہے چار شخصوں سے کہ نہیں پانچواں
نہیں ہے پوچھا گیا کہ وہ چار کون شخص ہیں فرمایا کہ اول وہ شخص منافق ہے کہ ایمان کو ظاہر کرتا
ہے اور اپنے کو مسلمان جانتا ہے اور خدا سے نہیں ڈرتا ہے اور اسکو کچھ باک اور اندیشہ نہیں ہے جھوٹ
باندھنے میں خدا اور رسول پر پس اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جاوے کہ یہ منافق ہے اور عمداً دروغ
اور جھوٹ باندھتا ہے پیغمبر خدا پر تو ہرگز اُس کے قول پر اعتبار نہ کریں لیکن اور آدمی کہتے ہیں
کہ وہ صحبت میں رہا ہے اور اُن حضرت کو اُس نے دیکھا ہے اور سنا ہے پس اُس حدیث کو اُس سے
قبول کریں اور اعتبار کریں اور اُسکے حال سے آگاہ نہیں ہیں اور اُس کی نفاق پر مطلع نہیں ہیں
جیسا کہ پروردگار عالم صفت منافقین میں فرماتا ہے کہ اذا رایتہم تعجبک اجسامہم

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ یعنی جو دیکھی تو اے محمد انہوں کو یعنی منافقوں کو
عجب آوے تجھکو غلظت جسم انہوں کی سے اور اگر وہ گفتگو کریں تو تو انکے سنے گا بات کو انکی
پس جب پہچانا انکو پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہٖ نے تو انکو دوسرا کیونکر پہچان سکتا ہے اے
ابراہیم جبکہ نہ پہچانا انکو اور قبول کیا انکے کلام کو اور انکو حاکم کیا مسلمانوں پر اور دنیا
کو انپر مقرر رکہا بدرستیکہ آدمی تابع اور مطیع بادشاہان دنیا کے ہیں مگر وہ شخص کہ بعد
انکا ہو گا جسکو خدا تعالی بچاوے پس یہ ایک قسم تھی ان چاروں میں سے جو اوپر ذکر ہوا
اور دوسری قسم حدیث بیان کرنیوالوں میں وہ شخص ہے کہ کوئی بات رسولخدا سے سنی اور
اسکو یاد رکہا پس اس بات میں بھی غلطی ہوگئی بھول گیا کسواسطے کہ سہو اور نقصان اور
غلطی سوا معصوم کے ممکن ہے مگر اس شخص نے قصداً رسولخدا کے کلام کو جھوٹ
بیان نہیں کیا اور وہ حدیث اسکو غلط یاد رہی اور اسکو لوگوں سے بیان بھی کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ میں نے رسولخدا سے اسیطرح سے سنا ہے اور خود بھی اسپر عمل کرتا ہے اگر مسلمانوں کو
معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث غلط ہے تو اسپر اعتماد نہ کریں گے اور اگر راوی بھی اسکو غلط جانتا
تو البتہ اسکو روایت نہ کرتا اور سن اے ابراہیم تیسرا ان چار راویوں سے وہ شخص ہے کہ کوئی
بات اُسنے رسولخدا سے سن لی کہ اول کسی چیز کے کرنے سے حضرت نے منع کیا ہو اور بعد اسکے
حکم فرمایا کہ اسکو کرو اور اسوقت یہ راوی حاضر نہ تھا پس سنا اور یاد رکہا ناسخ کو اور منسوخ
کو اسکی نہ سنا اور نہ جانتا ہے پس اگر یہ شخص جانتا کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکو بیان نہ کرتا
اور اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جاوے کہ وہ حدیث بنائی ہوئی اور منسوخ ہے تو اسکو اعتبار
نہ کریں گے اور اے ابراہیم چوتھا ان راویوں میں سے وہ شخص ہے کہ جھوٹ نہ بیان کرے کلام رسولخدا
کو اور بسبب خوف خدا اور تعظیم رسولخدا کے اُسنے کسیطرح پر اسمیں غلطی نہیں کی جو کچھ
سنا ہے اُس نے بلکہ جسقدر سنا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے بے کم و کاست اسیطرح سے روایت
کی ہے اور منسوخ کو چھوڑ دیا کیونکہ قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ اور خاص اور عام اور محکم

اور متشابہ ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ
فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ پس جبکو کہ اشتباہ ہوا اسمیں اور نہ جانا کہ مراد خدا اور رسول
کی یہ کیا آیا کیا کرے اب تو بیان کر اے ابراہیم کہ کس گروہ کے قول پر عمل کرنا چاہیے اُن لوگوں کے
قول پر کہ جنکی طہارت اور عصمت پر خدا تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اور باوجود عصمت اور طہارت کے
اول عمر سے آخر عمر تک محرم اور ہمدم اور صاحب راز رسولخدا کے رہے ہیں آیا انکی روایات
عمل کرنا بہتر ہے یا دوسروں کی روایت پر اے ابراہیم جاننا چاہیے کہ سب اصحاب رسولخدا کو طاقت
اور مجال رسولخدا سے سوال کرنیکی نہ تھی اور تحقیق اور دریافت ہر چیز کو حضرتؐ سے نہیں
کر سکتے تھے اسواسطے کہ اکثر اصحاب کو تو مطلق قوت سوال کی رسولؐ سے نہ تھی کیونکہ خدا تعالیٰ
نے انکو منع کر دیا تھا سوال کرنے سے جیسا کہ فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ
اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو سوال نہ کرو تم کسی چیز کا اسلئے
کہ اگر سوال کروگے تم کسی چیز کا کہ وہ ظاہر ہو وے اور وہ چیز بد ہو واسطے تمہارے جب یہ آیت
نازل ہوئی تو سوال کرنا ترک کیا اور ہمیشہ اصحاب اس آرزو میں رہتے تھے کہ اے کاش کوئی
صحرائی آوے اور حضرتؐ سے سوال کرے تاہم بھی سنیں اے ابراہیم میرے مولا اور آقا امام جعفر
صادقؑ نے روایت کی ہے اور مینے خود حضرتؑ سے سنا ہے اور وہ حضرتؑ اپنے جد بزرگوار
علی بن الحسینؑ سے روایت فرماتے تھے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت اباعبداللہ الحسین
علیہ السلام سے اور اُن حضرتؑ نے پدر بزرگوار اپنے سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی
بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ اے سلمان میں ہر شب کو
ایک بار خدمت رسولخدا صلعم میں حاضر ہوتا تھا اور انسے اپنے راز کی باتیں کرتا اور ہر روز
ایک مرتبہ خلوت ہوتی تھی اور جو کچھ حضرتؐ مجھ سے پوچھتے میں اُسکا جواب عرض کرتا اور میں
ہمراہ ہوتا تھا حضرتؐ کے جس جگہ آپ جاتے تھے اور اس بات کو سب اصحاب پیغمبر جانتے ہیں کہ ساتھ

میرے یہ بات کسیکو حاصل نہیں ہوئی تھی اور غیر خدا سوائے میرے کسیکو اپنا محرم راز نہیں جانتے تھے اور
کسیکو مجال سوائے میرے نہ تھی کہ وقت خلوت میں حضرتؐ کے پاس جاوے اور اکثر خلوت
میرے مکانیں فرماتے تھے اور جب کبھی میں حضرتؐ کے پاس جاتا تھا تو آپ اپنی کبھی مکانین
خلوت کرتے تھے اور اپنی ازواج وغیرہ کو اُس جگہ سے حضرتؐ علیحدہ کر دیتے تھے اُسوقت سوائے
میرے کوئی دوسرا حضرتؐ کے پاس نہوتا تھا اور جب کبھی آپ مکان میں آتے تھے تو فاطمہ زہرا اور
میرے بیٹوں کو بھی حضرتؐ اُٹھا دیتے تھے اُسوقت اِس قدر حضرتؐ سے میں سوال کرتا تھا کہ سوائے
حضرتؐ کے کسیکو طاقتِ جواب اُن سوالوں کی نہ تھی اور آپ از روئے شفقت اور مہربانی کے
میرے سوالات کا جواب بیان فرماتے تھے اور جبرئیل امین میرے روبرو حضرتؐ سے گفتگو کرتے
تھے اور کوئی بات پوشیدہ میرے آگے رسولخدا سے نہ کہتے تھے اور میں بھی سب باتوں کو سنتا تھا
اور یہ امر سوائے میرے کسیکو میسر نہ تھا اور جب سوالات میرے تمام ہو جاتے تھے تو خود ابتدا
فرماتے پس کوئی آیت قرآنی ایسی نہ تھی اور کوئی علم اور اسرار ایسا نہ تھا کہ جو حضرتؐ کو معلوم ہو
حلال و حرام اور امر و نہی اور طاعت اور معصیت سے اور جو کچھ کہ تھا اور ہوگا کہ وہ سب حضرتؐ
نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو بلکہ جو کچھ حضرتؐ کو معلوم تھا وہ مجھکو پڑھایا اور لکھایا اور میں نے
اپنی قلم سے لکھا اور اُسکی تاویل سے مجھکو آگاہ کیا اور ظاہر اور باطن اُسکا مجھکو بتلایا اور
جو کچھ بتلایا اُس سب کو میں نے یاد رکھا اور فراموش نہ کیا جبوقت حسنیہ نے یہ بیان کیا تو وقت
ہارون اور سب اہل مجلس بہت روئے اور سبھوں نے کلام حسنیہ کی تصدیق کی اور ابراہیم نے
مرضِ قولنج میں مبتلا ہوکر سر نیچا کر لیا حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم کیفیت احوال اور اقوال
راویانِ تفسیر اور حدیث کی تو تو نے سُنی اب اعتقادات بھی اُن دونو گروہونکی تجھ سے
بیان کروں تا معلوم ہووے کہ اعتقاد کس فرقہ کا حق ہے اور کسکا باطل ہے اے ابراہیم اعتقاد اہلبیت
اور پیروانِ اہلبیت کا یہ ہے کہ خدا کو حکیم اور پاک اور منزہ جانتے ہیں اور صفاتِ قدیمی کو اُسکی
ساتھ نسبت نہیں دیتے ہیں اور اُسکو بزرگ جانتے ہیں کہ وہ عالم اور قادر سب چیزوں پر ہے اور عالم

اور حاکم اور مہربان ہر آدمی پر جانتے ہیں اور اعتقاد کہتے ہیں کہ خدائے عز و جل پیدا کرنیوالا
آسمانوں اور زمینوں کا اور سب چیزوں کا اور جو چیز کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور پیدا
کرنا بندوں کا خاک سے اور پرورش کرنا بندوں کا نطفہ اور حیات اور روح اور اعضا اور جوارح
سے اور مانند اسکے ماکول اور مشروب اور ملبوس اور منکوح یعنی نکاح کرنے سے کہ یہ سب
قیام حیات اور معاش اور راحت دنیا کے ہیں اور سبب ہیں عبادت اور بندگی اور نعمتوں
دنیا کی مانند پیدا کرنے عقل اور قوت اور معرفت اور بعثت رسل و عصمت انبیاء اور اوصیا
کے اور بھیجنا کتابوں کا اور جاننا معالم شریعت کا اور بیان کرنا احکام حلال اور حرام اور
طاعت و عبادت کا اور توفیق اور الطاف بہشت اور دوزخ اور ثواب نعمات باقی کا اور
حیات ابدی کا اور یہ سب ہمیں ملا ہوا ہے کہ یہ فعل اللہ کا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فاعل
قبائح نہیں ہے اور جو فعل کہ اس سے صادر ہوتا ہے وہ خالی حکمت اور غرض سے نہیں ہے اور خدا ظالم
اور عبث کار نہیں ہے اور تکلیف ما لا یطاق اپنے بندوں پر نہیں کرتا اور تکلیف باختیار ثواب دیتا ہے
بندوں کو عوض میں نیکی کے اور عذاب کرتا ہے عوض میں بدی کے اور امر اور نہی اسکا حادث ہے
اور قادر ہے وہ اسپر جسپر بندے قادر نہیں ہیں اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ خدا اپنے بندوں کی کفر اور فسق سے
ہرگز رضامند نہیں ہے اسواسطے کہ امر نسبت معدوم کی محال ہے اور کفر اور فسق اور ظلم تقدیر
میں اسکی نہیں ہے اور ذرہ برابر ذرہ کے بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی بندگی کرے تو اسکو
اس بندگی سے زیادہ مزدوری دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ کوئی آنکھ اسکو نہ دیکھے گی اور اسکے
دیکھنے کو چشم سے محال جانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی گناہ صغیرہ اور کبیرہ اور سہو اور نسیان
بندوں پر جائز نہیں رکھتا اور وہ قادر ہے اس چیز پر کہ بندہ اسپر قادر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ خدائے
تعالیٰ کفر اور فسق کی بندوں کو اجازت نہیں دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ سب انبیا کے واسطے خدا نے
اوصیا مقرر کئے ہیں اور بدون حکم خدا کے ہرگز کسی پیغمبر نے کوئی وصی تعین نہیں کیا اور
کوئی پیغمبر بدون تعین وصی اور بے وصیت کے دنیا سے نہیں گیا ہے اور کہتے ہیں کہ سب انبیا

اور اوصیا معصوم ہیں اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ وصی سب پیغمبروں کے معصوم اور پاک ہوتے ہیں اور
ہمارے پیغمبر افضل انبیا ہوتے ہیں اور وصی انکے بموجب حکمِ خدا سید اوصیا علی مرتضیٰؑ ہیں اور
خدا تعالیٰ نے انکو ظاہر کیا چنانچہ آیات قرآنی انکی گواہ اور شاہدِ حال ہیں اور پیغمبر خدا نے باجماع
اُمت غدیر خم میں بموجب حکمِ الٰہی اُمت کو بوصایت اور خلافت اور امامت علی بن ابی طالبؑ
کے وصیت کی اور کہتے ہیں کہ خلیفہ رسولِ مقبول رسول خدا صلعم بارہ ہیں اور سب معصوم اور
مُطہر ہیں بموجب حکمِ نص قرآنی کے اور صاحب معجزات اور آیات اور دلائل ہیں اور صاحب
علمِ لدنی اور جامع جمیع علوم ہیں اور سب موافق اور مخالف انکی عصمت اور طہارت اور علم اور
سخاوت اور شجاعت اور کرامت اور پرہیزگاری کے مُقر ہیں اور مُقر ہیں ساتھ قرابت رسول خدا
کے اور کوئی منکر نہیں ہے اور مشاہد انکی قبلۂ حاجات اہلِ عالم ہیں اور مطیع اور فرمانبردار انکی
بحکم خدا اور رسول ناجی اور رستگار ہیں اور منکر اور مخالف انکے ملعون اور مردود اور خاسر
اور اخس کفار ہیں کہ عالمِ دنیا لطف اور رحمت خدا سے خالی نہیں ہے اور چاہئے کہ امام معصوم
اور منصوص ہوا اور اس باب میں دلائل عقلی اور نقلی سے کتابیں لکھی گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ جو
اجماع مخالف نص کے ہو وہ باطل ہے اور بے اعتبار ہے اور اجماع فساق اور فجار کو اعتبار نہ کرنا
چاہئے اور ہرگز بے طہارت کے نہیں رہتے اور بے نیت کے وضو اور غسل نہیں کرتے یہ کہکر حسینیہ
ابو یوسف سے مخاطب ہوئی کیونکہ وہ شاگردان ابو حنیفہ سے تھا کہ آپ نجس سے وضو نہیں کرتے
ہیں اور وضو ہاتھوں سے منہ نہیں دھوتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اَلْیَمِیْنُ لِلْوَجْهِ
وَالْیَسَارُ لِلْفَرْجِ یعنی دہنا ہاتھ واسطے منہ دھونے کے ہے اور بائیاں ہاتھ واسطے پاک
کرنے مقام پیشاب اور پاخانہ کے ہے اور مسح کان اور گردن کا نہیں کرتے ہیں اور اسکو بدعت
جانتے اور خلاف حکم خدا کے پاؤں کو نہیں دھوتے ہیں اور نماز کو بے نیت کے درست نہیں
جانتے اور بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ سے ترک نہیں کرتے ہیں اور معنی فاتحہ کے فارسی میں تجویز نہیں
کرتے اور بجائے سورہ کے دو برگ سبز نہیں کہتے اور رکوع اور سجود اور قیام کو حسب فرمودہ

رسول خدا اور اہلبیت اور اصحابہ کبار کے بجالاتے ہیں اور جگہ سلام پر انبیا اور ملائکہ کے کبھی نہیں چھوڑتے ہیں حسنیہ نے جو یہ بیان کیا تو سب خلائق اور ہارون ایکبارگی ہنسی اور ابو یوسف سے تمسخر کرنا شروع کیا حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم گوشت خرگوش کہ اسکو حیض آتا ہی حلال نہیں جانتے اور گوشت کتے کے بلوں کا آنٹہیاں حلال نہیں ہی اور کھال کتی کی اور کل نجس العین کو دباغت سے پاک نہیں سمجھتے ہیں اور شراب جوش خوردہ کو حلال نہیں جانتے ہیں اور شطرنج اور جملہ اقسام جوئے کو حرام جانتے ہیں بموجب حکم نص الٰہی اور حدیث رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور لواطہ کو حرام اور قتل فاعل اور مفعول کا واجب جانتے ہیں اور سب باجون کو حرام جانتے ہیں مثل نَے و طنبور وغیرہا کے اور جو چیزیں کہ مذہب شافعی میں حلال ہیں ان سے اجتناب کرتے ہیں اور نماز میں اقتدا پیچھے ہر فاسق و فاجر کے نہیں کرتے اور فاسق کو لائق امامت نہیں جانتے اور مرد عادل کے ساتھ اقتدا کرتے ہیں اور متعہ حج اور متعہ نسا کو ایک شخص کے منع کرنے پر ضائع اور معطل نہیں چھوڑتے اور پھر شافعی سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای شافعی وہ دختر کہ جو اپنے زنا سے پیدا ہوئی ہے اسکے ساتھ عقد نکاح جائز نہیں سمجھتے ہیں اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ فرزند چار سال شکم مادر میں رہتا ہی جب حسنیہ نے یہ بیان کیا تو ہارون شافعی کو دیکھ کر ہنسا کیونکہ شافعی کے اجتہاد میں یہ افعال درست اور صحیح ہیں اسوقت شافعی کا دم بند تھا حسنیہ نے پھر کہا کہ از روئے قیاس کے نہیں کہتے ہیں کہ حد ساقط ہی اس شخص سے کہ جو اپنی اماں اور بہن سے عمداً عقد کرے اور نہیں کہتے ہیں کہ حد ساقط ہوتی ہی اس آدمی سے جو ذکر کو کپڑے سے لپیٹ کر اپنی ماں سے دخول کرے اندر کعبہ معظمہ میں اور نہیں کہتے ہیں کہ حد نہیں ہی لواطہ کرنیوالے پر اور قیاس پر عمل نہیں کرتے اور انکا قول ہی کہ اول قیاس پر عمل ابلیس نے کیا تہا کہ کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ یعنی میں بہتر ہوں اس سے کہ پیدا کیا مجھکو آگ سے اور پیدا کیا اسکو یعنی آدم کو خاک سے اور دوسرے قیاس پر عمل کیا ابو حنیفہ نے اور تو اور تمھاری ابو یوسف اور وہ نہیں کہتے ہیں کہ نجات ہماری اور ہمارے اماموں کی مشیت خدا میں ہی اور یقین کرتے ہیں

کہ ہمارا فرقہ ناجی ہے اور یقین جانتے ہیں اسکا کہ امام ہمارے پاک و معصوم ہیں اور شفاعت کرینگے
ہیں دوستوں اپنے کی روز قیامت میں اور اپنے دشمنوں کو ہالک و خاسر اور کافر و ظالم
ملعون جانتے ہیں موافق حکم خدا اور نص رسول کے اور تعصب اور دشمنی نہیں کرتے واسطے
تشفی اور تسلی نفس اپنے کے اور خون اور مال کسی کا حلال نہیں جانتے ہیں اور موافق سنت
رسول کے انگشتری دست راست میں پہنتے ہیں اور بوجہ دشمنی غیر و نکے سنت کو ترک
نہیں کرتے اور درود پیغمبر اور آل پیغمبر اپنے پر بھیجتے ہیں اور نہیں کہتے ہیں کہ درود اہلبیت
رسول پہ جائز نہیں ہے اور پیروی سنت معاویہ اور یزید کی نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ اور علی بن
ابیطالب کو امیر المومنین کہتے ہیں واسطے نام کو خدا اور رسول سے مخصوص انہیں حضرت کا
جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ عہد رسولخدا میں تمام آدمی انکو امیر المومنین کہکر بولتے تھے اور
زمانہ رسولخدا میں کسی دوسرے کو سوائے انکے امیر المومنین نہیں کہتے تھے اور یہ بھی
کہتے ہیں کہ موافق حکم آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کے اکثر زمانہ رسولخدا میں
انکو ولی اللہ اور ولی المومنین کہتے تھے اور صلوات انپر بھیجتے تھے اور انکے دشمنوں پر بہ
آواز خفی وجلی لعنت کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہمارے اماموں کی عصمت اور طہارت پر
امت کا اجماع ہے اور کسی علماء اور مخالف نے نقض ائمہ ہمارے کا بیان نہیں کیا اور تمام
امت کا اجماع ہے ہمارے ائمہ کے مخالفوں اور دشمنوں کے کفر پر اور کفر پر ان لوگوں کے
کہ جنہوں نے غصب کیا ہے حق انکا اور کہتے ہیں کہ ہم ہیں پیرو سنت پیغمبر اور اہلبیت
انکے کے اور کہتے ہیں کہ اکثر عبادات اور اعمال مستحبہ کہ جسپر مخالف ہمارے عمل کرتے
ہیں اور اسکو سنت رسول کہتے ہیں وہ دروغ اور بہتان ہے بلکہ اکثر وہ اعمال اور
عبادات زمانہ میں شیخین کے مشہور ہوگئی ہیں مثل نماز تراویح وغیرہ کے جبکہ حنیفہ نے
زبان طعن اسطرح سے شیخین پر دراز کی تو تمام علما بغداد ایکبارگی برہم ہوئے اور

غل مچانے لگے شافعی کے پاس ایک دوات تھی اُسکو اُٹھا کر حُسنیہ کے ماری اُسوقت
ہارون یہ حرکت شافعی کی دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای شافعی یہ ایک کنیز ہے ہم نے اُسکو
معاف کیا ہے جو کچھ چاہے کہے اور کرے اسکے قتل اور ستانے سے کیا حاصل ہے اگر تم کچھ لیاقت
علمی رکھتے ہو تو اُسکو تفسیر اور حدیثِ رسولخدا سے معقول اور بند کرو حُسنیہ کو اس کلام
ہارون سے تقویت ہوئی اور کہنے لگی کہ ای شافعی یہ منصب تجھکو نہیں ہے کہ تو عالموں میں
بیٹھے اور تیری فضیحت تجھکو یہی کافی ہے کہ اپنے اجتہاد کے زعم میں چار سال تک اپنی
ماں کے پیٹ میں بیٹھا رہا حالانکہ تیرے باپ کو مرے ہوئے چار سال گُذر گئے تھے اُسوقت
تو اپنی ماں سے پیدا ہوا اور اب تو اس مسئلہ پر فتوی دیتا ہے جس حالت میں تیرا نسب ایسا
صحیح ہے تو کیونکر مخالفت اہلبیت کی نہ کریگا اور ای شافعی یہ سب کو معلوم ہے کہ تو مرتد ہے
کس واسطے کہ اوّل میں تو طریقہ اہلبیت رسالت پر تھا اور اپنے کو غلام اور تابعدار اہلبیت کا
جانتا تھا اور اُس زمانہ میں تو ہجو ابوحنیفہ کی کرتا تھا بہ سبب مخالف ہونے ابوحنیفہ
کے اہلبیت نبوت سے اور تو نے قصیدہ میں ہجو اور مطاعن اور غلطی اجتہاد اُسکے کی
اور عمل بقیاس کرنا اُسکا لکھا ہے اور اس بات کو سب حضارِ مجلس جانتے ہیں اور اب تو نے
واسطے حصولِ جاہ اور اعتبار چند روزہ دنیا کے دین کو عوض دنیا کے بیچا ہے اور اجتہاد
کرتا ہے اور آرزو امامت اور پیشوائی خلق کی رکھتا ہے مثل ابوحنیفہ کے ای شافعی خیال کر
تو اسکو کہ نوحؑ نبی باوجود طولِ عمر اور کثرتِ عبادت کے اور ابراہیم خلیلؑ باوجود خلعتِ
خُلت کے اور موسیٰؑ باوجود حصولِ مرتبہ مکالمت کے اور ذوالقرنینؑ اور سلیمانؑ باوجود
حصول مرتبہ سلطنت اور مملکت کے اور داؤدؑ نبی باوجود شوکت اور قوت کے اور عیسیٰؑ
باوجود اس رفعت اور منزلت کے سر ارادت اور عبودیت کا ہمارے پیغمبر کے آستانہ پر رکھتے
ہیں اور تمنا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کرتے ہیں
اور عترت اور اہلبیت علیہم السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی کہ کمال دین اور برہان

یقین و حفاظ شریعت ہیں و امین خدا و مفسران قرآن و حجت خدا و اوصیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں و معصوم ہیں بموجب مضمون آیہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا و منصوص من اللہ ہیں بمضمون آیہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور سردار راست گو ہیں و صدیق ہیں بمضمون یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے اور جان بیچنے والے ہیں بمضمون اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اور نان بخشنے والے ہیں بمضمون وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا کے پس مصداق ان سب آیات کے عترت اور اہلبیت رسالت علیہم السلام ہیں اور سردار اور افسر اور رئیس اہلبیت کا وہ صاحب دولت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے حق میں اس کے فرمایا ہے موافق روایت تمہاری کے کہ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِی التَّقْوٰی وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ عِبَادَتِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس جبکہ پیغمبر خدا صلعم کا ایسا ابن عم اور برادر اور وصی ہو کہ جسکا مرتبہ اور شان اس مرتبہ میں ہو کہ جسکو رسول خدا نے پیغمبر اولو العزم کے برابر کہا موافق زعم تمہارے اور سب اہل اسلام کے ائے شافعی تجھکو کس طمع اور لالچ نے پھیر دیا کہ شاہراہ محبت اور مودت انکی چھوڑکر تو گمراہ ہوا اور تونے طریقہ گمراہوں اور ظالموں کا اختیار کیا اور ہاتھہ ارادت کا دامن اماماں اور پیشوایان وہم کے اور ائمہ یہدون الی النار کے مارکر ارتداد کی چست باندھی ہے اسوقت شافعی خجالت سے دم بخود ہو گیا اور طاقت جواب کی بالکل اس سے جاتی رہی پھر حسنیہ طرف ابراہیم کے متوجہ ہوئی اور کہا کہ ائے ابراہیم جس روز سے کہ ابی بکر صاحب نے حق خلافت کو ناحق غصب کیا ہے سوائے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اصحاب کبار ان حضرت نے

محبت اور دلیل بارہا الزام دیکر اسکو بے ایمان کیا اور یہ اکثر اسکو درمیان خلائق کے
شرمندہ اور بے اعتبار کرتے تھے اور وہ خجالت اور شرمندگی سے گردن نیچی کرلیتا تھا اور
اسکو مجال جواب کی نہوتی تھی اسدن سے آجکے دن تک بسبب کثرت دشمنانِ دین کے
کسی اہلِ ایمان کو طاقت اور جرأت نہوئی تھی کہ مذہب حق اور طریقۂ اہلبیت علیہم السلام
کو ظاہر کریں اور الزام دیں دشمنانِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس طرح سے کہ جسطرح مجھکو
بدولتِ خلیفۂ زماں اور ابن عم امیر المومنینؑ کے موقع ملا ہے ہارون حسنیہ کو دیکھکر ہنسا
اسوقت حسنیہ نے پھر کہا کہ اے گروہِ علما کیوں تم سب خاموش اور چپ بیٹھے ہو اور سبب
افعال اور کردار اپنے پیشواؤں کے شرمندہ ہو اے ابراہیم بیان کر کہ پیغمبری کوئی صورت
ہے کہ جسکو آنکھوں سے دیکھنا چاہیے یا معنی ہے کہ سوائے اہلِ کشف کے اور نہ دیکھ سکے اور یہ
بھی بیان کر کہ بھیجنا پیغمبر کا خدا یتعالیٰ پر کسواسطے واجب ہے اور جسوقت کہ وہ پیغمبر دنیا سے
جاوے اور معنی نبوت کے کہ پیغمبری ہے اسیطرح وجود پیغمبر سے جاتے رہیں اور غائب ہو یا
ایک روح مناسب مقارب روح پیغمبر سے چاہیے کہ وہ پیغمبری کو حفاظت میں رکھے یا
پیغمبری منقطع ہوجاوے اسوقت تک کہ پیغمبر دوسرا ہو اور یہ اور پوچھتی ہوں کہ آیا دنیا
کسی چیز کے حاجت ایسے امام کی ہے یا نہیں کہ وہ دین پیغمبر کو قائم رکھے اے ابراہیم تجھکو قسم
ہے خدا کی تو اسکا جواب مجھکو دے کہ یہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور رسل اولوالعزم
ہوئے ہیں بدوں تعین اور مقرر کیے ہوئے اپنے وصی کے دنیا سے گئے ہیں ابراہیم نے کہا نہیں
حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آیا مقرر کرنا وصی کا بحکم خدا تھا یا خود وصی اور خلیفہ مقرر
کرتے تھے ابراہیم نے کہا کہ مقرر کرنا وصی کا بموجب حکم خدا کے تھا حسنیہ نے کہا اے ابراہیم
پس کیوں جائز رکھتے ہو کہ پیغمبر ہمارے سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہوئے ہیں
خدا یتعالیٰ نے انکی دین کی حفاظت کیواسطے وصی مقرر نہ کیا ہو یہ کب ہو سکتا ہے کہ پیغمبر
نے خود امت کو حکم وصیت کا دیا ہو اور خود ہی بے وصیت کیے جہان فانی سے رحلت

فرمائی ہووے اور واسطے حفاظت دین و امت اپنی کے وصی اور خلیفہ مقرر نہ کیا ہو تم لوگ عجب طرح کے گمراہ جاہل ہو ای ابراہیم پیغمبر ایسا ہونا چاہئے کہ متحمل ہو ایسی امانت کا کہ تمام آسمان اور زمین اسکا تحمل نکر سکیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض یا یہ کہ پیغمبر ایسا ہونا چاہئے کہ خطا کرے اور سہو اور غلطی کرے اور گفتگو بیہودہ کرے اور عاشق ہیشہ اور دروغگو ہووے اور جائز رکھے تکلیف دینا آدمیونکو موافق خواہش نفس اپنی کے اس لئے کہ چند آدمی اسکی ساتھ متفق ہو ایں اور اسپر گواہی دیں اور بعد اسکے جو کچھ چاہیں کریں اور جس کسی کے واسطے دل انکا چاہے اسکو امام اپنا بناویں ای ابراہیم بیان کر امامت کیا چیز ہے اور کیا ہے وہ امامت کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دی تھی اور کہا کہ انی جاعلک للناس اماما اور دوسری جگہ فرمایا کہ وجعلنا للمتقین اماما اور پھر فرمایا کہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار اور سن تو دو طرح پر امامت ظاہر اور روشن ہوئی ایک تو امامت متقیوں اور پرہیزگاروں کی اور ایک امامت اہل دوزخ اور گنہگاروں کی یعنی وہ لوگ کہ جو آدمیونکو طلب کرتے ہیں طرف جہنم کے آیا علامت اور نشان امام متقیونکا کیا ہے اور کیا چیز ہے اور امامت پیغمبر سے مثل پیغمبری کے ہے جانب خدائے تعالیٰ سے یا نہیں آیا وصی پیغمبر اور امام مسلمانونکا نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونا چاہئے اور اجداد اسکے بزرگ اور شریف ہوں اور ہرگز بت پرستی انہوں نے نہ کی ہو اور اسکا مولد باطہارت ہو اور درستی ایمان اور نور علم اور قوت نفس اور معرفت اسرار عرشی شرعی اور احکام شرعی کے اور آداب اور اخلاق پسندیدہ اور سبحان مبدا اور معادی اور سیاست ملکی اور صبر کرنا اور علم اختیار کرنا اور مداومت کرنا طاعت اور عبادت پر اور دوری اختیار کرنا خواہشوں سے اور باکرم ہونا اور سخاوت اور شجاعت اور عصمت اور طہارت اور حکمت اور زہد کا ہونا اور کافروں اور مومنوں اور متقیوں کے

نرمی اور خوشخوئی سے بسر کرنا اور صرف کرنا راہِ خدا میں اُس چیز کا کہ مالک اُسکا ہو تمام
یہ سب صفات اُس کے ہو ویں اور اشکالات قرآنی اور تحقیقاتِ فرقانی کو خوب جانتا ہو
اور ہمیشہ سابقین میں صحبت رکھے اور اشیاء گزشتہ اور آئندہ کی خبر دیوے اور خدا اور رسول
اُسکو دوست رکھتے ہوں اور کتنی ہی آیات قرآنی اُسکی شان میں نازل ہوئی ہو اور زعم
مخالف اور موافق میں بہت سی حدیثیں صحیح صریح پیغمبر نے اُسکے حق میں فرمائی ہوں
کہ مخالف ناقل اُس کے ہیں اور اُنکی کتابوں میں مذکور ہیں اور اکثر محاربات اور غزوات
میں کفار اور زندیقوں اور بہت سے لشکروں کو دفع کیا ہو اور ایک ضرب اُسکی
رسولِ خدا نے برابر اعمال جن اور انس کے فرمائی ہو موافق زعم اُس کے مخالفین کے
اور ابن عم اور برادر پیغمبر ہو اور اُسکو نورِ چشم کہا ہو با جماعِ اُمت آیا ایسا آدمی اُسکی
اُمت کے اولیٰ اور انسب ہے یا اُسکا امام ہونا چاہیے کہ چند چالیس سال بعبادت پرستی چھوٹی
ہو اور گوشت اور پوست اور خون اُسکا پیدا ہوا شراب اور گوشت خوک سے اور ایک
مدت دراز عبادت لات و عزیٰ کرکے اظہار ایمان زبان سے کرے اور بالائے منبر ایک
عورت کے جواب سے عاجز ہو جاتے اور کہی کلّهم افقه منّي حتّى المخدّرات في البيوت
اور بار ہا بقول مخالف اور موافق کے بر سرِ منبر لفظ اقيلوني اُسکی زبان پر جاری ہوا
اور باغوائے عمر خطاب اور ابو عبیدہ جراح اور سالم غلام ابو حذیفہ بن حصین کے اور
بشیر بن سعد اور خالد بن ولید اور چند دیگر اشخاص سقیفہ بنی ساعدہ میں اُس سے بیعت کی
اور امام اور پیشوا اپنا بنایا اور وہ اراذلِ اُمت تھا اور اکثر اوقات کو کرباس فروشی
اور بزازی و خیاطی میں بسر کرتا تھا اور ہر روز وہ اور باپ اُسکا زمانِ جاہلیت میں
عبد اللہ جدعان کے باورچیخانہ پر پکارتا تھا اور لوگونکو بلاتا تھا تاکہ لوگ جمع ہوں اور
جھوٹا فضلہ اپنا دیں اور زمانۂ خلافت میں بھی بزازی کا پیشہ کرتا تھا اور اکثر آدمی
اُس سے کراہت کرتے تھے اور اُسکی ہجو اور مذمت کرتے تھے ایسا براہیم کب جائز ہے ایسے آدمی کو

معصومان خاندان اہلبیت نبوت صلعم پر مقدم رکھنا اور اسکو بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ کے موافق زعم چند اشخاص گمراہ کے خلیفہ اور قائم مقام رسولخدا کا جاننا اور کہنا کہ
جانب خدا سے بہت اچھا خلیفہ ہی باوجود ہونے کسیطرح کی لیاقت اور حیثیت خلافت کے
اے ابراہیم بیان کر ان دو اماموں میں سے کہ جنکی یہ تعریف اور توصیف تونے بیان کی ہے
ان دونو میں سے کون سزاوار اور لائق ہی واسطے امامت اور وصایت کے ابراہیم نے کہا
کہ اے حسنیہ ہم منکر نہیں ہیں فضائل اہلبیت رسول علیہ السلام کے اور جو کچھ کہ فضائل علی
بن ابی طالب علیہ السلام کے تونے بیان کیے وہ سب ہماری نزدیک ثابت ہیں بلکہ زیادہ
اس سے و لیکن خلافت ابی بکر میں اجماع امت ہی اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ لا
تجتمع امتی علی الخطاء یعنی جس امر پر امت میری اجماع کرے وہ ثواب ہوگا یعنی اجماع
میری امت کا خطا پر نہیں ہی حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تجھکو قسم ہی آفریدگار عالم کی سچ
بیان کر کسی جگہ بھی تفسیر وغیرہ میں لکھا ہوا ہی کہ روز حجۃ الوداع جبکہ رسولخدا غدیر خم میں
بحکم خدا مقیم ہوئے ہیں یہ آیت انپر نازل ہوئی تھی کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس یعنی لوگونکو اس حکم کو پہنچا دو جبکہ خائف ہوئے رسولخدا اسکے پہنچانے میں
اس حکم کے تو اسوقت واللہ یعصمک من الناس یعنی جبرئیل نازل ہوئے اور جبکہ
ہاتھ علی بن ابیطالب کا حضرت نے پکڑا اور منبر پر تشریف فرما ہوئے کہ وہ اونٹو کی
کجاووں سے اس مقام پر بنایا گیا فرمایا حضرت نے من کنت مولاہ فہذا علی
مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ والعن علی من ظلمہ بعد اس کے یہ آیت نازل ہوئی الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اے ابراہیم
تجھکو قسم ہے خدا کی صاف صاف بیان کر کہ جو کچھ تجھکو معلوم ہی پس ابراہیم متوجہ ہوا طرف

شافعی اور ابو یوسف اور دیگر علما کے اور سر نیچا کر لیا اور چپ ہو گیا اُسوقت حسنیہ
نے اور عالموں سے کہا کہ تمکو قسم ہے رسول خدا کی سچ کہو اور تمکو قسم ہے تاج اور تخت خلیفہ کی حجوم
اصل اصل ہے اور جو تم نے سنا ہے بیان کرو جبکہ حسنیہ نے قسم تاج اور تخت خلیفہ کی ولاتی تو
اُسوقت ابو یوسف بولا اور کہنے لگا کہ اے حسنیہ اکثر مفسرین نے تصریح کی ہے کہ یہ آیت حضرت
علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی ہے اور وہ حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ
فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ بھی مشہور ہے پس حسنیہ نے کہا اب کیا کہتا ہے تو مقدمہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ رَاكِعُوْنَ تجھکو قسم ہے خدا کی سچ بیان کر کہ یہ آیت کسکے شان میں نازل ہوئی ہے ابو یوسف نے
کہا کہ یہ آیت باجماعِ اُمت شان علی بن ابی طالب علیہ السلام میں نازل ہوئی ہے حسنیہ نے
کہا کہ اے ابو یوسف کیا اعتقاد ہے تیرا آیت مباہلہ میں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رسول سے کہ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ لعنت خدا ہو تجھ پر اگر تو حق کو پوشیدہ کرے اور
چھپاوے تو اے ابو یوسف روزِ مباہلہ مردوں میں سے بغیر علی بن ابی طالب اور حسن اور حسین
علیہم السلام کے اور عورتوں میں سے سوائے حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے کوئی اور
بھی ہمراہ پیغمبر کے تھا کہا کہ نہیں البتہ سوائے ان چاروں کے اُسوقت کوئی نہیں تھا حسنیہ نے کہا
کہ اے ابو یوسف خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو نفسِ پیغمبر کہا اور یہ مرتبہ مخصوص
واسطے ذات علی بن ابی طالب کے ہے یا نہیں ابو یوسف نے کہا کہ اے حسنیہ اسمیں کسیکو عذر
نہیں ہے اور کوئی اسکا انکار نہیں کر سکتا اُسوقت حسنیہ نے ہارون سے عرض کی کہ اے
خلیفہ تجھکو قسم ہے پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی تو گواہ رہنا جو کچھ ان عالموں نے
تیری مجلس میں بیان کیا ہے پھر دوبارہ طرف علما کے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی کہ ایک
سوال اور کرتی ہوں تمکو قسم ہے خدا تعالیٰ کی سچ اور راست کہنا کہ جب رسول خدا صلعم
کو حالتِ نزع تھی حضرت نے اشارہ کیا اصحاب کو اور فرمایا کہ ائتونی بدوات

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

وَقِرطَاسٍ اَکتُبُ لَکُم کِتَاباً لَن تَضِلُّوا بَعدِی یعنی دوات اور کاغذ لاؤ کہ لکھوں واسطے تمہارے ایک وصیت نامہ کہ تا بعد میرے تم گمراہ نہو آیا وہ کون تھا اصحاب میں سے کہ جسنے انکار کیا اور مانع ہوا رسولخدا کو وصیت کرنے سے اور مانع ہوا اور سبھوں کو حاضر کرنے دوات اور کاغذ سے ابو یوسف نے کہا کہ یہ قضایا ہی مشہورہ ہے کہ عمر بن الخطاب نے دوات اور کاغذ کو منع کیا تھا بخیال اس کے کہ مبادا مرض کو حضرت کے زیادتی ہو جاوے اور آنحضرت کو تکلیف پہنچے اور کہا کہ اِنَّ المَرءَ لَیَھجُرُ حَسبُنَا کِتَابَ اللہِ حسنیہ یہ سنکر ہنسی اور کہا کہ ای ابراہیم اور ای ابو یوسف احکام اور نصوصِ خدا کو بالکل تم بیکار اور فضول سمجھتے ہو اور بیعت روزِ غدیر کو کالعدم جانتے ہو یعنی گویا کہ بیعت ہوئی ہی نہیں اور مانع وصیت حضرت کے ہوئی اور تہمت ہذیان کی رسولخدا پر باندھتی ہو اور کلامِ خدا پر مطلق ایمان نہیں ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحٰی اے ابراہیم حضرت نے اپنی اُمت کیواسطے فرمایا ہے اَنَا اَشفَقُ مِنَ الوَالِدِ عَن وَلَدِہٖ یعنی میں مہربان زیادہ تر ہوں باپ سے نسبت بیٹے اپنے کے شفقت اور مہربانی میں یعنی محبت اُن حضرت کی نسبت اُمت کے اس مرتبہ میں تھی کہ آدابِ طہارت استنجا تک کو ترک نہ کیا اور اُمت کو تعلیم فرمایا اور بڑی غضب کی بات ہے کہ امامت اور وصایت اور خلافت کو کہ اشد اور اہم مہماتِ دین اور ضروریات امور نبوت اور رسالت سے ہے ناتمام چھوڑا ہو پس جسکا یہ اعتقاد ہو وہ یقیناً شفاعت رسول سے ناامید اور بے نصیب رہیگا ای ابراہیم اس بدنامی کا تمکو کچھ خیال نہیں ہے اور کہتے ہو کہ ابی بکر کی خلافت پر اُمت نے اجماع کیا ہے ای ابراہیم مجھسے مخاطب ہو کہ جو اجماع خلافت نہو وہ صحیح اور درست ہے یا نہیں ابراہیم نے کہا کہ نہیں حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم پس کیوں قائل ہوا اجماع کا ہارون ہنسا اور ابراہیم نے نادم ہو کر سر نیچا کر لیا حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم نصوص کو چھوڑتی ہو اور حکمِ الٰہی اور فرمانِ رسالت پناہی کو ایک طرف رہنے دے اور یہ بیان کر کہ ابی بکر کی خلافت

میں اجماع سب امت کا ہوا یا اجماع خاص امت کا ابراہیم کو فکر ہوئی اسواسطے کہ اگر یہ کہتا
ہے کہ اجماع سب امت کا ہوا تھا تو جھوٹ اسکا ثابت ہوتا ہے کسواسطے کہ اہل ایک شہر بلکہ
ایک محلہ والونے بھی اتفاق نہ کیا تھا سوائے چند فاسقان مردود کے کہ عداوت اہل بیت
میں وہ مشہور تھے اور حالت حیات رسولخدا میں ہمیشہ بر سر نفاق رہتے تھے ابراہیم نے کہا کہ اے
حسنیہ خاصان امت میں سے اہل حل و عقد نے اتفاق کیا تھا کہ ابی بکر سب صحابہ میں اولیٰ
و انسب ہے واسطے خلافت کے حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم و اے ابو یوسف و اے شافعی و اے
علما کہ تم سب اسوقت یہاں حاضر ہو تم سے سوال کرتی ہوں خلیفہ زماں کے سامنے سچ
سچ کہنا کہ بعد ابی بکر کے کہ جو متنازع فیہ ہے اعظم اور افضل سب اصحاب میں کون تھے خاص امین
اصحاب میں سے کہ رسولخدا نے جنکی فضائل میں حدیثیں فرمائی ہیں وہ کونسی ہیں اور اہلبیت
بنی ہاشم میں سے وہ کون ہیں کہ فضیلت انکی سب صحاب پر بلکہ تمام آدمیوں پر ثابت ہے
انہوں نے کہا کہ علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور عباسؓ اور طلحہ اور زبیر اور عبداللہ بن عباس
اور عبداللہ بن مسعود اور سلمان اور ابی ذر اور مقداد اور اسود اور عمار یاسر اور جابر انصاری
اور عثمان بن مظعون اور ابو دجانہ انصاری اور حذیفۃ الیمانی اور ابی بن کعب اور سعد
بن عبادہ اور قیس بن سعد تھے حسنیہ نے کہا کہ اے خلیفہ زمان قسم ہے مجھکو اس کی کہ جسکی
جگہ پر تو بیٹھا ہوا ہے یعنی رسولخدا کی ان عالموں سے سوال کر کہ کسی بزرگترین بنی ہاشم
اور اصحاب کبار نے ابی بکر سے بیعت کی ہے یا نہیں اسوقت ہارون نے سب عالموں سے کہا کہ
بیان کرو جو کچھ کہ واقع میں ہے سب ایکبارگی سر بگریبان ہو گئے تا شافعی نے سر اٹھایا
اور کہا کہ اے گروہ علما اسوقت کیوں چپ ہو اور زمین جھانکتے ہو بیان کرو جو کچھ کہ تمکو
اخبار اور روایات سے معلوم ہے احوال صحابہ اور اہلبیت کا اور جو کچھ کہ وقوع میں آیا ہے
مابین صحابہ اور اہلبیت رسالت کے ابو یوسف نے کہا ظاہر یہ ہے کہ اصحاب اور اہل بیت
میں جھگڑا واقع ہوا حسنیہ نے کہا کہ جو کچھ واقع ہوا ہے میں بیان کروں اگر میرے کہنے کو مانو

اور یقین کرو تو میں دعویٰ کرتی ہوں کہ احادیث و اخبار اور تمہاری تفسیروں سے تمہارے
اوپر ثابت کرونگی ہارون نے کہا بیان کر حسینیہ نے کہا کہ سنو جبکہ علی بن ابی طالب مع فضل
بن عباس اور ایک جماعت بنی ہاشم اور ایک جماعت صحابہ کبار سے تجہیز اور تکفین اور
دفن حضرت رسولخدا صلعم میں مشغول تھے اکثر منافقان صحابہ میں سے سقیفہ بنی ساعدہ
میں پیغمبر کو چھوڑ کر جا بیٹھے اور حضرت کے تجہیز و تکفین اور دفن میں شامل نہوئے اور واسطے
خلافت کے جھگڑنے لگے جب انصاروں نے سنا کہ ایک جماعت اصحابوں کی سقیفہ بنی ساعدہ
میں جمع ہوئی ہیں اور خلیفہ بنا رہے ہیں اسوقت بہت سے انصار جمع ہو کر اس جلسہ میں جا کر
شامل ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ خلیفہ ہم میں سے ہو اس میں تکرار ہونے لگی اسوقت ابی بکر عمر سے
کہنے لگا کہ تو ہاتھ بڑھا کہ میں تجھ سے بیعت کروں عمر نے ابی بکر سے کہا کہ تو مقدم ہے ہم سے
عمر میں اور بڑا ہے او رپدر عائشہ ہے تو اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیری بیعت کروں اور کبھی سالم غلام
ابن حذیفہ سے کہتا تھا کہ تو خلیفہ بنجا اور کبھی ابو عبیدہ سے کہتا تھا کہ تو ہی خلیفہ ہو جا جب
اسمیں بہت تکرار ہوئی اور جھگڑا بڑھا تو انصاروں نے کہا کہ منا امیر و منکم امیر یعنی
ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ تم میں سے اور سعد بن عبادہ سے کہا کہ تو انصاروں
میں بڑا اور بزرگ ہے تو ہاتھ اپنا بڑھا کہ ہم تجھ سے بیعت کریں اسوقت سعد نے بہت کچھ عذر
کیا اور خلافت کو قبول نہ کرتا تھا آخر کار بعد از تکرار بہت کے جب انصاروں نے نہ مانا تو
سعد راضی ہوا اسوقت قیس پسر سعد بن عبادہ نے دیکھا کہ میرا باپ خلافت پر راضی
ہو گیا ہے اٹھا اور تلوار نیام سے نکالکر اپنے باپ کے سر پر آیا اور کہا کہ خدا سے ڈر یہ منصب تیرا
نہیں ہے اور کیا بھول گیا تو اسکو جو غدیر خم میں رسولخدا نے علی بن ابی طالب کے باب میں
فرمایا تھا اور بحکم الٰہی ہاتھ اٹھا پکڑکر تم سب کو دکھلایا تھا اور تم سب پر امام اور حاکم
کیا اور تم سب راضی ہو گئے اور بیعت کی تم نے علی سے اور مبارکبادی تم نے انکو خلافت
اور امامت کی اور اب اسوقت تم مخالفت حکم خدا اور پیغمبر کی کرتے ہو آجکے روز تم میں

رسولِ خدا نہیں ہیں واللہ ای مدبر ترک کر اس معاملہ کو ورنہ ابھی تیری سر کو تن سے جدا
کرتا ہوں سعد بن عبادہ یہ گفتگو اپنے بیٹے قیس سے سنکر نادم ہوا اور توبہ کی پھر انصاریوں نے
کسی دوسرے سے نہ کہا اسوقت عمر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے لا تجتمع سیفان فی غمد یعنی
دو تلوار ایک میان میں نہیں سماتی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ دو آدمی خلافت کریں اور
یہ امر ممکن نہیں ہے فوراً تلوار لیکر ابی بکر کے سر پر پہنچا اور کہا کہ بہت باتیں بنا ہاتھ بڑہا
کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اور اسیوقت ابی بکر سے بیعت کی اور اس کے بعد ابو عبیدہ نے
بیعت کی اور بعد اُس کے صحابہ ایک ایک دو دو آتے تھے اور بیعت کرتے تھے اسوقت
قریب بتیس نفر کے بیعت پذیر ہوئی بعد ازاں عمر بن خطاب ہر ایک اصحاب کے سر پر جا کر تلوار
کھینچتا تھا اور جبراً اور قہراً اپنے ساتھ لاتا تھا اور بیعت کراتا تھا تین روز تک تو یہ طور رہا
بعد تین روز کے مسجد رسول میں گئے اور ارادہ کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قبر
سے باہر نکالیں اور حضرت پر نماز پڑہیں جناب امیر المومنینؑ اس خبر کو سنکر حضرتؐ کی قبر پر جا کھڑے
ہوئے اور ایک چوب دستی کہ جسکے دونوں سروں پر لوہا لگا ہوا تھا آپکے ہاتھ میں تھی اسوقت
قسم کھائی کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ تم قبر سے حضرتؐ کو باہر نکالو خود میں قتل ہو جاؤں یا تم کو
قتل کروں معاویہ نے ابی بکر سے کہا کہ اس معاملہ سے درگذر کرو کسواسطے کہ میں نے پیغمبر خدا
صلعم سے سنا ہے کہ جس روز میرے بھائی علی بن ابی طالب کو دیکھو کہ پارچہ سرخ سر پر باندھے
ہوا اور ایک چوب دستی اس صفت کی جسطرح کی اب آپکے ہاتھ میں ہے وہ لئے ہوئے کوئی سامنے
نہ پڑے کہ اگر اسوقت میں تمام آدمی مشرق سے مغرب تک کے اُسپر حملہ کریں تو بحکم خدا اُنپر
غالب ہونگے اور وہ سب کو قتل کریگا جب یہ حکایت معاویہ سے سنی تو اس بات سے درگذر کی
اور پھر کر چلے آئے اور مسجد رسول میں آ بیٹھے اور علی بن ابی طالبؑ مع اصحاب کبار و مومنان
و دینداران اور ایک جماعت کثیرہ بنی ہاشم سے کہ ہمراہ اُن حضرتؑ کے تھی ایک طرف مسجد میں
بیٹھے اسوقت گفتگو بہت ہوئی اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ انہوں نے حجتیں

۱ نہیں جمع ہوتی ہیں دو تلواریں ایک نیام میں

تمام فرماتے اور معقول کرتے تھے اور ملامت کرتے تھے اس طرح پر کہ اپنے پیغمبر کو چھوڑ گئے
اور کفن اور دفن میں شامل نہوئے اور حضرت پر نماز نہ پڑھی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا بیٹھے
اور منصب خلافت پر کہ بموجب حکم خدا اور رسول کے میرے واسطے تھا اُس پر جھگڑنے لگے اور مشورہ
چند فاسق کے خلیفہ مقرر کر لیا آپ یہ فرما رہے تھے کہ عثمان بن عفان مع ایک جماعت بنی
امیہ اور عبد الرحمن بن عوف مع بنی زہرہ کے آئے اُسوقت عمر اور ابو عبیدہ جراح اٹھا اور کہا
کہ اے بنی امیہ اور اے بنی زہرہ آؤ اور بیعت ابی بکر سے کرو یہ سب آئے اور بیعت کی اور یہ وہ
سب تھے کہ جنکی عداوت حضرت امیر المومنینؑ سے حیات رسول خدا میں مشہور تھی اور عمر مع
ایک جماعت کثیرہ کے برابر حضرت امیرؑ اور بنی ہاشم کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آؤ
اور بیعت کرو ابی بکر سے کہ اکثر لوگوں نے ابی بکر سے بیعت کی ہے زبیر تلوار لیکر اٹھا اور کہا
وَیحکَ یا ابن خطّاب علی بن ابی طالبؑ کو کہ برادر رسول ہیں اور عبد اللہ بن عباس اور روسائے
بنی ہاشم اور اصحاب رسولخدا کو واسطے بیعت پسر ابن قحافہ کے کہ وہ ارذل عرب سے ہے شتابانہ
اور ترغیب کرتا ہے تجھکو اس امر میں کیا دخل ہے اس جگہ خویش اور عزیز رسولخدا کے حاضر
ہیں اور سب شرائط امامت اور خلافت کے انہوں میں موجود ہیں یہ کہکر زبیر نے چاہا کہ
عمر کے سر پر تلوار مارے اُسوقت عمر چلایا اور کہا کہ یارو مجھکو اس کے شر سے بچاؤ اور یہ
کلمہ اسکی زبان پر جاری تھا علیکم الکلب فاکفونی شرّہ سلمہ بن سالم نے پیچھے
سے آکر زبیر کے ہاتھ سے تلوار لے لی اور اسکو توڑ ڈالا اُسوقت بنی ہاشم نے تلواریں نیام
سے نکالیں اور آمادہ جنگ کے ہوئے جناب امیر المومنینؑ نے انکو منع کیا اور آہستہ سے فرمایا
کہ حکم خدا نہیں ہے کہ تلوار نکالو اور اب ہمکو بجز صبر کے چارہ نہیں ہے جب حضرت امیرؑ نے
دیکھا کہ منافقین میں سے بعضوں نے بہ اختیار اور بعضوں نے بہ اجبار بیعت کی ہے اُسوقت آپ نے ابی بکر
اور عمر اور جو خلائق کہ اُس جگہ حاضر تھی فرمایا کہ اے یارو تم نے اپنے پیغمبر کی مخالفت کی اور
حکم الہی پر عمل نہ کیا خلافت حق میرا ہے اور میں مستحق تھا اس منصب کا کیونکہ میں بعد رسول کے

اولیٰ تر ہوں زندہ اور مردہ پر اور میں وصی و وزیر ہوں رسول کا اور میں تم سب سے زیادہ تر
جاننے والا ہوں کتاب خدا او سنت رسول کا اور اشجع اور اسخی اور افصح اور اعلم اور اتقی
ہوں تم سب سے ایہا الناس خدا سے ڈرو اور رسولخدا سے شرم کرو اور میرے حق کو مجھ پر چھوڑ دو
یہ کلام حضرتؑ کا سنکر عمر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا علیؑ اگر ہم سب مارے بھی جائیں مگر تا ابد ایسی
تمہاری ہرگز نہ کریں گے اور تمکو نہ چھوڑیں گے جبتک کہ تم بیعت نہ کر و گے ابی بکر کی خود
برغبت کرو یا بجبر و کراہت اُسوقت حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا اُفٍ لَّکَ یَا ابْنَ
الضُّھَاکِ الْحَبَشِیَّۃِ قسم ہے خدا کی تجھ سے اور تیرے تابعداروں سے کہ وہ سب گمراہ ہیں مجھکو کچھ
پروا نہیں ہے اور ای عمر تجھکو برا برکس وہ کے جانتا ہوں لَوْلَا سَبَقَتْ وَصِیَّۃُ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا تَرَکْتُ اَحَدًا عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ کَافِرًا بِاللّٰہِ وَمُنَافِقًا
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ جَاھِدًا بِوَلَایَتِیْ وَلٰکِنْ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ
یعنی اگر نہوتی پہلے سے وصیت رسول خدا صلعم کی یعنی حکم خدا ہوا کہ تلوار برہنہ نہ کروں
میں سوائے تین مقام کے وہ قاسطین اور مارقین اور ناکثین ہیں اگر یہ حکم میرے واسطے
نہوتا تو کسی کو کافر و نمیں سے بخدا روئے زمین پر زندہ نہ چھوڑتا اور نہ زندہ چھوڑتا کسیکو
دشمنان رسولخدا سے اور نہ زندہ چھوڑتا اُنمیں سے کسیکو کہ جو منکر ہوئے ہیں میری محبت
اور ولایت سے اللہ میں شکایت کرتا ہوں خدا سے اپنے غم و اندوہ کی قسم ہے خدا کی ای ابن
ضحاک اگر یہ حکم میرے باب میں نہوتا تو ابھی تم سب کو قتل اور پریشان کر ڈالتا جب یہ
سنا حضرتؑ سے تو ابو بکر اور عبیدہ دونو کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ای ابن عم رسول اللہ
ہم آپکی قرابت اور عزیز داری کی کہ جو رسول اللہ سے تمکو ہے اُس کے منکر نہیں ہیں مگر یہ بات
ہے کہ تم جوان ہو اور اُن دنونمیں حضرتؑ کا سن تینتیس برس کا تھا ابو عبیدہ نے کہا کہ
ای ابوالحسن ابو بکر بڈہا ہے اپنی قوم کے بڈھوں میں اور یہ متحمل اس امر جلیل کا خوب ہو گا
اور اب تم کچھ نہ کہو اگر خدا تعالیٰ تمہاری عمر کو دراز کرے اور بڈھے ہو تو اس خلافت

کو تم ہی لے لینا اور اب فتنہ خفتہ کو بیدار نہ کرو تم جانتے ہو کہ عرب کے دل تمہاری طرف سے
صاف نہیں ہیں اُسوقت حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ای گروہ مہاجر اور انصار ڈرو
خدا سے کہ جو عہد کہ میری امامت اور ولایت کے بارہ میں تم نے رسول اللہ سے کیا ہی اُسکو
فراموش نہ کرو اور جو حق ہم اہلبیت کا ہی اُسکو خاندان رسول سے غصب نہ کرو کیونکہ
تم جانتے ہو کہ ہم اہلبیت رسالت ہیں اور امر خلافت کے ہم مستحق ہیں اور خدا تعالی نے
یہ کام مخصوص ہمارے لئے کیا ہی یہ سنکر بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ ای امیر المومنین
اگر تمہاری ان باتونکو پہلے بیعت ابی بکر سے انصار سنتے تو ہرگز کوئی تمہارے خلاف کرتا
حضرت نے فرمایا کہ واللہ میں جانتا تھا کہ کوئی ایسا نہ کریگا جو تم نے کیا اور اُسکو درست
جانا اب نہیں جانتا ہوں کہ روز قیامت رسول خدا کو تم کیا جواب دوگے اب قسم خدا کی
دیتا ہوں اُس شخص کو کہ جسنے رسول خدا سے روز غدیر سنا ہو کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ
مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وہ اسوقت اٹھے اور گواہی
دے زید بن ارقم کہ دشمنان امیر المومنین سے ہے روایت کرتا ہے کہ بارہ آدمی سکناے بدر سے
اٹھے اور گواہی دی اور یہ بارہ اُن شخصوں میں سے تھے کہ جنہوں نے ابی بکر سے بیعت کی
تھی جسوقت عمر خطاب نے یہ حال دیکھا تو ڈرا کہ ایسا نہو کہ یہ سب لوگ علی بن ابی طالب
سے بیعت کریں غصہ ہو کر سب اہل جلسہ کو برا بھلا کہکر اٹھا دیا وہ سب اپنے اپنے گھر ونکو
چلے گئے دوسرے روز بارہ شخصوں نے صحابیوں سے آپس میں متفق ہو کر ارادہ کیا کہ جسوقت
ابو بکر منبر پر بیٹھے اُسکو نیچے گرا دیں کسی ایک نے اُنمیں سے کہا کہ یہ کام بدوں مشورت
علی بن ابی طالب کے نہ کرنا چاہئے یہ سب متفق ہو کر حضرت کی خدمت میں گئے اور کہا کہ اے
امیر المومنین اپنا حق تم نے کیوں چھوڑ دیا اور رسول خدا نے فرمایا ہی کہ عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ
وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ یعنی علی حق پر ہے اور حق ساتھ علی کے ہی یا حضرت ہم نے ارادہ کیا
ہی کہ جسوقت ابی بکر منبر رسول خدا پر آکر بیٹھے اُسکو منبر سے ہم گرا دیں اب ہم آپکی خدمت میں

حاضر ہوتی ہیں آپ اِس باب میں کیا فرماتے ہیں اور آپکی کیا صلاح ہی اور وہ بارہ شخص
یہ تھے سلمان فارسی اور خالد ابن سعید العاص اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور
عمار بن یاسر اور بریدہ اسلمی اور انصار میں سے بھی چھ آدمی تھے ابو الہیثم بن تیہان اور سہل
بن حنیف اور عثمان بن حنیف اور خزیمہ بن ثابت اور اُبی بن کعب اور ابو ایوب انصاری
رضی اللہ عنہم امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسا کروگے تو قسم ہی خدا کی سب تمہاری
مارنے کو تلواریں نکالیں گے اور تمہارا ساتھ بنی ہاشم تک بھی نہ دیں گے جب یہ ہوا
تو اُسوقت مجھکو دفع کرنا اسکا ضرور ہوگا اور رسولخدا نے مجھکو خبر دی ہی کہ اے علی
خدا نے تیرے واسطے حکم صبر کا دیا ہی اور یہ بھی حضرت مجھسے فرما گئی ہیں کہ اُمت
میری بعد میرے تجھسے غدر اور بغاوت کریگی اور جو عہد تیری نسبت مجھسے
کیا ہی اسکو توڑ ڈالیگی ای علی تو مجھکو بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے جیسا کہ بنی اسرئیل
نے ہارون کو چھوڑکر گوسالہ پرستی اختیار کی اسیطرح تیری بیعت اور تابعداری چھوڑکر
دوسرے کو اختیار کریں گے عرض کیا مینے یا رسول اللہ صلعم میرے واسطے آپ کیا فرماتے
ہیں اُسوقت میں کیا کروں فرمایا صبر کر اور جہاد نہ کر ورنہ تلوار چلیگی اور نتیجہ یُخرِجُ
الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَ یُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ کا پیدا ہوگا اور اسلام گم ہوجائیگا
ضرور ہی کہ اُسوقت سنبھالنا اور صبر اختیار کرنا کسواسطے کہ حکم خدا اسیطرح سے ہی یہانتک
کہ مظلوم ہوکر مجھسے آکر ملے اور جب رسولخدا نے انتقال فرمایا تو آنکے غسل اور دفن
میں مشغول رہا اور جب اُس سے فارغ ہوا تو اُمت میں یہ جھگڑا دیکھا اور ان سبکو مہاجر
اور انصار پر بمکرر مینے اتمام حجت کی تا آنکہ کہنے کو میری طرف کوئی بات نہ رہی تم بھی جاؤ
اور جو کچھ تم نے رسولخدا سے سنا ہی اُسکو ابی بکر اور اُس کے تابعین سے کہو پس یہ بارہ
شخص گئی اور گرد منبر رسولخدا صلعم کے بیٹھے اور اُسدن جمعہ تھا اور ابو بکر منبر پر بیٹھا ہوا
تھا یہ بارہ آدمی کہ اصحاب کبار سے تھے اور شب روز ہم جلیس اور ہم صحبت رسولخدا اور

حیدر کرار کے رہتے تھے ہر ایک نے فضائل اور مدائح جناب امیر علیہ السلام کے بیان کیے اور ابو بکر کو
بہت نادم اور شرمندہ کیا اور خدا سے ڈرایا ابو بکر نے جو حجت انہوں سے سنی چپ رہ گیا
اور کچھ جواب نہ دے سکا سوائے اسکے وَلِیتُکُمْ وَلَسْتُ بِخَیْرٍ مِّنْکُمْ اَقِیْلُوْنِیْ
اَقِیْلُوْنِیْ یعنی مجھکو تمہارا والی اور حاکم بنا دیا ہے اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں مجھ سے
دست بردار ہو عمر نے جو یہ حکایت ابی بکر سے سنی کہنے لگا اَنْزِلْ عَلَیْھَا یَا لُکَعْ یعنی منبر سے
اُتر اے احمق خر دائے خسیس تجھ سے انکا جواب تک بھی نہیں دیا جاتا ہے اسوقت ابی بکر کو
اٹھا کر اُس کے گھر کو لے گیا اور تین روز تک گھر سے باہر نہ آیا چوتھے روز خالد بن
ولید تین ہزار آدمیوں سے پہنچا اور سالم غلام حذیفہ بھی مع تین ہزار آدمیوں کے داخل مدینہ
ہوا اور اسیطرح منافقان عرب مدینہ میں جمع ہوتے جاتے تھے اور ان سب کے دلوں
میں حضرت علی کی طرف سے نفاق بھرا ہوا تھا اور ان سبھوں نے خوف تیغ سے اظہار
اسلام کیا تھا یہانتک کہ ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا اسوقت تلواریں برہنہ میان سے نکالے
ہوئے آگے آگے سب کے عمر متوجہ مسجد رسول کے ہوئے اور امیر المومنینؑ مع خاص اصحاب کے
مسجد رسولخدا میں بیٹھے ہوئے تھے عمر نے پکار کر کہا کہ واللہ اے علی اگر آج کے روز تم کچھ گفتگو
اور بحث کروگے تو تمہاری سروں کو ہم تلواروں سے جدا کریں گے اور تلواریں کھینچے گئے اسوقت
خالد بن سعید العاص رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یا بن ضحاک الحبشیہ تو ہمکو اپنی
تلواروں سے ڈراتا ہے اس لشکر منافقین کے بھروسہ پر کہ جو تو نے جمع کیا ہے بخدا کہ تلواریں ہماری
تمہاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اگرچہ تعداد میں ہم کم ہیں لیکن تم سے زیادہ ہیں کہ
حجت خدا علی ابن ابی طالب ہماری ہمراہ ہیں مگر چونکہ اطاعت اور فرمانبرداری خداے
تعالیٰ کی ہمپر واجب ہے اسواسطے ہم خاموش ہیں ورنہ ابھی تلواروں سے خبر لیتے اور تمہاری
اوپر جہاد کرتے اور شجاعت اپنی دکھلاتے سو بروایت آقا امیر المومنین علیہ السلام کے
اسوقت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خالد بیٹھ جا مرتبہ تیرا ظاہر ہوا اور

سعی تیری مشکور ہوتی اُسوقت خالد تو بیٹھ گئے اور سلمان رضؓ فارسی کھڑے ہوئے
اور کہا کہ اللہ اکبر مجدا کہ ان اپنے دونوں کانوں سے مینے سُنا ہے رسول خدا سے اگر خلاف
کہتا ہوں تو بہرے ہو جائیں یہ دونوں کان میرے کہ فرمایا حضرتؐ نے بَیْنَمَا اَخِیْ وَ
اِبْنُ عَمِّیْ جَالِسٌ فِیْ مَسْجِدِیْ مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ تَقْصُدُہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنْ کِلَابِ اَھْلِ النَّارِ
یعنی پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ہوگا کہ بھائی میرا اور ابنِ عم میرا میری مسجد
میں بیٹھا ہوویگا مع تھوڑے سے آدمیوں کے اپنے دوستوں سے کہ ناگاہ ایک جماعت
کتوں اہل دوزخ کی اُس پر حملہ آور ہوگی اور قصد کریگی اُس کے مارنیکا اور یاروں
اُسکے کا پس مجھکو شک نہیں ہے کہ وہ کُتّے جہنم کے تم ہو عمر خطاب نے تلوار نکالی اور
اُٹھا اور چاہا کہ سلمان رضؓ کو قتل کرے پس فوراً جناب امیرؑ نے اپنی جگہہ سے اُٹھکر
گریبان عمر کا پکڑکر اُسکو اپنے سامنے آڑا ڈال لیا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر
گر پڑی اور پگڑی بھی اُس کے سر سے گر گئی سب کے روبرو بڑی خجالت ہوئی اُسوقت
ابو بکر مع ایک جماعت کثیر اپنے یاروں کے آیا اور عمر کو اُٹھایا اور بٹھایا امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا یا ابن صہاک الحبشیۃ لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ وَعَھْدٌ
مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ تَقَدَّمَ لَاَرَیْتُکَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ
عَدَدًا اُسوقت جناب امیر علیہ السلام مع اپنے یاروں کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے یاروں
کی طرف متوجہ ہوکر حضرتؐ نے فرمایا کہ تمکو رحمت ہے خدا کی پس عمر کا یہ معمول تھا کہ بہت
لشکر اپنے ساتھ لیکر ہر ایک آدمی کو اُن لوگوں میں سے جو بیعت ابی بکر سے انکار رکھتے تھے بلاتا
تھا اور لشکر گمراہ کی دھمکی کھاتا تھا اور جبراً اور قہراً ابی بکر کی ہر ایک شخص سے بیعت لیتا
تھا اور جو اپنے گھروں میں چھپ رہتے تھے اُنکو پکڑ بلاتا تھا اور بیعت کراتا تھا اور بعض کو
قتل بھی کرتا تھا الغرض مدت تین ماہ تک یہی شور و شر بیعت کا لوگوں میں رہا آخرکار
خود واسطے بلانے جناب امیر علیہ السلام کے گیا اور قضیہ جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا

علیہا السلام کا واقع ہوا اور عمر نے لات جناب سیدہ کے ماری اور ایذا دینا اُس جناب
سب کو معلوم ہے اور مخالفت سعد بن عبادہ کی مع دو ہزار آدمیوں کے نبی خزرج سے اور نیز مخالفت
قیس بن سعد کی سب پر ظاہر ہے اور مالک نویرہ نے مع دس ہزار آدمیوں اپنے قبیلہ کے
بیعت ابی بکر سے نہ کی اُس پر خالد بن ولید کو بھیجا اور اُس نے جا کر اُس مومن دیندار کو
حالتِ نماز میں مع دس ہزار مومن کے قتل کیا اور مال اُنہوں کا لوٹ لیا اور عورات اور
بچے اُنہوں کے قید کر لائے اے ابراہیم پس کیونکر اجماع ہوا ہو وے خاص اُمت کا خدا سے ڈرو اور
چھوڑ دو اپنے اس اعتقاد فاسد کو اور خدا اور رسول پر اتہام نہ رکھو اور اے ابراہیم اگر اجماع کا
اعتبار کیا جاوے خلافت ابی بکر پر تو از روئے اجماع کے خلافت قرار پاتی ہو وے پس کس واسطے
یزید اور باقی بنی اُمیہ کو کہ مفسد اور کافر دین ہیں اپنا امام نہیں قرار دیتے ہو کیونکہ جس قدر
آدمیوں نے اُنہوں کی بیعت و تابعداری کی ہے وہ سو حصہ زیادہ بیعت کرنے والوں ابی بکر
اور عمر سے تھی یعنی جنہوں نے یزید اور معاویہ وغیرہ سے بیعت کی تھی اسوجہ سے معاویہ اور
یزید اور باقی بنی اُمیہ کا امام ہونا چاہیے اور کسی بشر کو شک ہو گا کفر میں اُس شخص کے کہ جو
وہ امام ہوں کہ جو سر فرزند رسول کا کاٹ کر اُنکی اہل بیت کو اونٹوں پر سوار کرا کر قید
میں لے گئے اور تا مدت دراز مذمت اہلبیت رسول اللہ صلعم کی کرتے رہے اے ابراہیم اجماع
منعقد ہوا درمیان اہل اسلام کے قتل عثمان میں کہ اجماع خاص و عام سے ہے تمام شہروں سے
اہل اسلام نے خطوط لکھے اور آدمیوں کو آمادہ کیا قتل پر اُسکے اور شہر مصر سے قریب پانچ ہزار
یا تیس ہزار آدمی کے شاکی ظلم عثمان کے ہو کر آئے اور ایک بارگی سب نے اتفاق کر کے بہت
بُرے حال سے اُسکو قتل کیا اور چند مدت تک پاؤں میں اُس کے رسن باندھ کر مانند مرے
ہوئے جانوروں کے مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں گھسیٹتے پھرے اور گروہ گروہ مسلمانوں کے آتے
تھے اور لات اور جوتا اُسکے سر اور منہ پر مارتے تھے اور اُس کے ظلم کی شکایت کرتے تھے
اے ابراہیم وہ آدمی کہ بحکم خدا خلیفہ ہوا اور نصوص الٰہی اور حضرت رسالت پناہی اُسکے حق میں

پشیمان ہوں لیکن اُسکو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول نہ کہنا چاہئے اور بڑی تعجب کی بات ہے
کہ تم سب اپنی کتب اعتقادیہ میں لکھتے ہو کہ خدا اور رسول نے خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے اور تمہارے
زعم میں خلیفہ بنایا عمر بن خطاب نے ابی بکر کو اور نہایت بے شرمی ہے ابی بکر کو خلیفۃ اللہ
اور خلیفۃ الرسول کہتے ہو اور لکھتے ہو بلکہ ابی بکر کو خلیفۃ العمر لکھنا اور کہنا لازم ہے
ای ابراہیم جو کہ عمر خطاب اور خالد بن ولید اور بہت سے منافقین بنی امیہ کو علی
بن ابی طالب علیہ السلام سے عداوت اور دشمنی قدیم تھی لہٰذا اسواسطے یہ تمام
فساد برپا کیا اور کتنے ہی ہزار خلق اللہ کو راہ حق سے گمراہ کر کے دوزخ میں ڈالا
ای ابراہیم کسی امت نے اپنے پیغمبر کے دین میں یہ فساد کئے ہیں یا اپنے پیغمبر کی اہلبیت
پہ ظلم روا رکھے ہیں آیا یہ بات جائز ہے کہ واسطے خوشنودی اپنے نفس کے کبھی سعد بن
عبادہ کو خلیفہ بناویں اور پھر معزول کریں اور پھر ابوبکر کو خلیفہ بناویں اور کبھی عثمان
کو خلیفہ بنائیں اور پھر اُسکو شتاب لو زونجے قتل کریں اور جو بات موافق اپنے مطلب کے ہو
اُسکے موافق کریں ای ابراہیم یہ دو گروہ ہیں کہ ضد اور مخالفت اور لڑائی اور دشمنی ایک
کی دوسرے سے سب اُمت پر بخوبی ثابت ہے گروہ اوّل شیعیان علی بن ابی طالب اور
امام حسن اور امام حسین اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہم السلام کی سلمان
فارسی اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور
مقداد بن اسود الکندی اور عمار بن یاسر اور عثمان بن مظعون اور محمد بن ابی بکر
اور حذیفہ الیمانی اور ابی بن کعب اور خالد بن سعید العاص اور جابر بن عبداللہ
انصاری اور ابوایوب انصاری اور ابودجانہ انصاری اور سعید بن عبادہ
انصاری اور قیس بن سعد انصاری اور ابولبابہ اور ابوالہیثم اور میثم تمار اور مالک اشتر نخعی
اور فضل ابن عباس اور ابوالاحداج اور جعفر طیار اور ابوسعید الخدری اور سلمان بن
صرد اور سہیل بن حنیف اور عدی بن حاتم طائی اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اوّل اسلام

سے آخر عمر تک خلوت اور جلوت میں آنحضرتؐ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتی تھی اور طریقہ
عبادت و اعمال اور افعال حضرتؐ کو سب سے زیادہ جانتے تھے اور پیغمبر خدا نے ان ہر ایک کے
حق میں حدیثیں فرمائی ہیں اور بعض کو حضرتؐ نے اپنی اہلبیت میں شامل کیا ہے اور بعض کو
مثل پوست چشم اپنی کے فرمایا ہے غرض کہ ہر ایک باب میں حضرتؐ نے منقبت فرمائی ہے
اور جو اہل بیت اُن حضرتؐ کی ہیں خدا تعالی نے انکی عصمت اور طہارت پر گواہی دی ہے
اور اسطرح محبت انہوں کی سب آدمیوں پر فرض اور واجب کی ہے کہ قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اور موافق حکم خدا کے قول انکا صادق اور نص قاطع ہے
اور اے ابراہیم جو کچھہ فرمایا ہے انہوں نے طریق رسول خدا اور عبادت اُن حضرتؐ کے فرائض اور
نوافل اور احادیث اور اخبار سے انکی قول کے موافق عمل کرنا بہتر اور مناسب ہے اور اعتبار انکا
نزدیک خدا اور رسول کے زیادہ تر ہے بمقابلہ اعتبار قول ابی بکر اور عمر اور عثمان اور عائشہ
اور حفصہ اور انس بن مالک اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ جراح اور عمر عاص اور ابو ہریرہ
اور براء بن عازب اور خالد بن ولید اور سالم غلام ابی حذیفہ اور سعد بن ابی وقاص اور
طلحہ بن عبداللہ بن عامر کریزہ اور معاویہ اور یزید اور عمر سعد اور عبید زیاد اور مروان
بن حکم اور باقی بنی امیہ سے کہ یہ سب تمہارے امام ہیں آیا پیروی کرنا اس گروہ کی
بہتر ہے یا اس گروہ کی کہ جسکا پہلے ذکر کیا گیا اور اعتماد اس گروہ کا زیادہ ہے یا اس گروہ کا
کہ جنکا نام تجھ سے پہلے ذکر کیا ہے اور اے ابراہیم مخالفت اور دشمنی ان دونو گروہونکی سب پر
ظاہر ہے اور روز وفات رسول خدا صلعم سے آج کے دن تک یہ دونو گروہ آپسمیں قصد قتل
اور قمع کا کرتے ہیں اور اعمال اور افعال اور عبادات اور اعتقادات میں ان دونو گروہونکی
مخالفت ثابت ہے اب تو بیان کر کہ ان دونو گروہونمیں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر
ابراہیم کا اسوقت عجب حال تھا حیران پریشان نہ طاقت گفتار نہ قوت سکوت یہ حال
ابراہیم کا دیکھہ کر ہارون غصہ ہوا اور بولا کہ اے ابراہیم جواب کیوں نہیں دیتا ہے معلوم

ہوتا ہے کہ تو اب تک موسین رسول اللہ پر نہیں تھا آج تو اسکو بڑا اعلم اور افضل علمائے اسلام
کا جانتا ہے اور ایک کنیز کو جواب نہیں دے سکتا باوجودیکہ بہت سے علما اور فضلاء تیری
ساتھ میں متفق ہیں اور ہر بات میں تیری مددگار ہیں ابراہیم حیران تھا کسواسطے کہ اگر کہتا
ہے کہ طریق اہلبیتِ رسول اللہ اور معصومانِ خاندانِ رسالت اور اصحابِ کبار کا باطل
ہے تو کفر اسکا ثابت ہوتا ہے اور مخالفت قرآن اور حدیث کی کرنی پڑتی ہے اور خوف یہ تھا
کہ جو غلامان کہ اسوقت موجود تھے بلوہ کر کے مجلسِ ہارون میں اسکو ہلاک کریں اور اگر کہتا ہے کہ
طریقۂ ابی بکر اور عمر اور عثمان اور انکے تابعین کا باطل ہے تو خلاف اعتقاد کے ہوتا ہے اور مذہب
باطل ہوا جاتا ہے اور اس صورت میں اندیشہ مارے جانیکا بھی تھا جبکہ ہارون نے ابراہیم کا
یہ حال دیکھا تو حسنیہ کیطرف متوجہ ہوا اور بولا کہ اے حسنیہ یہ بھر علم تونے کہاں سے حاصل کیا
حسنیہ نے کہا کہ اس علم کو حاصل کیا میں نے بدولت توفیق خدا اور کوشش اور سعی اپنے نفس کے
سے ہارون نے کہا کہ اے حسنیہ ان علوم میں تیرا استاد کون تھا حسنیہ نے عرض کیا کہ خلیفہ
زمان پر پوشیدہ نہیں کہ جب میں پانچ برس کی ہوئی تو خواجہ میری نے مجھکو حرم محترم
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں بھیجا کہ خدمت خادمانِ جناب میں ہوں اور شرائط
عبادت کے اور قاعدے طہارت کے سیکھوں جبکہ میں ایک مدت خدمتِ بابرکت حضرات
میں رہی تو طریقہ طہارت اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور نماز اور روزہ کا میں نے سیکھا اور حفظ
یاد کیا غرض کہ سات برس میری عمر سے خدمتِ حضرات میں گزری ایک روز حضرت امام
علیہ السلام حرم محترم میں داخل ہوئے اور پانی واسطے وضو کے طلب فرمایا اتفاقاً وہ خادم
حضرت کا کہ جسکی سپرد یہ خدمت تھی وہ اسوقت حاضر نہ تھا میں نے جرأت کی اور دوڑ کر
ظرف آب اٹھا کر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر کیا اسوقت حضرتؑ نے میری طرف دیکھا اور
فرمایا کہ تو کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں فلاں خواجہ کی کنیز ہوں اور ایک مدت سے
اسی حرم محترم میں خدمت گزاری کرتی ہوں پھر فرمایا مجھ سے کہ تو نماز پڑھتی ہے

عرض کیا میں نے کہ ہاں پڑھتی ہوں ای مولا فرمایا کہ طریقہ طہارت اور وضو کا بھی جانتی ہے
عرض کیا کہ ہاں جانتی ہوں اور جو کچھ کہ حضرت نے مجھ سے سوال فرمایا جواب موافق
سوال کے عرض کیا جوابات کو سنکر حضرت نے اپنا آدمی بھیجکر میرے خواجہ کو کہ جو
اسجگہ موجود ہے بلایا اور فرمایا کہ ای خواجہ تیری کنیزک بہت عقیلہ اور ہوشیار ہے اسکو
ہمارے ہاتھ بیچدے خواجہ میرے نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہزار جان میرے آپ پر
فدا ہوں یہ کنیزک میری آپکی خدمت میں ہے لیکن اور میں بھی آپکے کمترین چاکروں اور بندوں
سے ہوں اُس روز سے خدمت حضرت کی خاص مجھ سے متعلق ہوئی اور جب میں لائق اور
جوان ہوئی تو ہمیشہ حضرت مجھکو تعلیم فرماتے تھے اُس زمانہ میں خاص حضرت کی خدمت
بابرکت میں تو مجھکو جرأت نہوتی تھی و لیکن اولاد اور اصحاب اُن حضرت کی خدمت
میں کہ ہر ایک فصاحت اور بلاغت میں صاحب کمال اور علم اور فضل میں بے مثال
تھے تحصیل علوم کرتی تھی اور اکثر مسائل مشکلہ کہ علماء اسلام اُنکی تحقیق میں عاجز رہے
ہیں حقیقت اُن مسائل کی خاص اُن حضرت سے میں دریافت کرتی تھی یہانتک کہ
مرتبہ اجتہاد کا میں نے حاصل کیا اور آجکے روز مجلس خلیفہ زماں میں علی رؤس الاشہاد حقیت
اپنے مذہب کی دوست اور دشمن پر ظاہر اور ثابت کی اور کسی مسئلہ میں بند نہوئی بالوں
نے کہا کہ ای حسنیہ تو نے کیا سنا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رویت میں
خدا تعالیٰ کی کہ کہا سنا ہے میں نے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ابراہیم نے کہا کہ ای حسنیہ جس حالت میں کہ رویت خدا تعالیٰ کی
ممکن نہیں ہے تو کسواسطے موسیٰ نے کہ پیغمبر اولو العزم تھے استدعا طلب رویت کی کرکے کہا کہ
رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اِلَيْكَ ای حسنیہ یہ طلب کرنا محال کا از روی جہل کے تھا یا از روی
سہو کے اور یہ دونو مقام موافق تیرے مذہب کے ہیں حسنیہ نے جواب میں اسکے کہا کہ ای
ابراہیم طلب رویت کرنا حضرت موسیٰ کا نہ از روی جہل کے تھا نہ از روی سہو کے حضرت

موسیٰ طلب رویت میں معذور اور معذور تھے اسلیے کہ جب عازم ہوئے واسطے مناجات کے تو
تو ستر آدمیوں بنی اسرائیل کو منتخب کر کے ہمراہ اپنے کوہ طور پر لے گئے جیسا کہ قرآن مجید اسپر ناطق
ہے وَاخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا جب حضرت موسیٰ ان
آدمیونکو اپنے ہمراہ لیگئے تو انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ ہم تم سے التماس کرتے ہیں کہ تم دعا کرو اور سوال
کرو کہ خدائے تعالیٰ کلام اپنا ہمکو سنلوے جگہ پر کہ تم خدا سے مناجات کرتے ہو حضرت موسیٰ نے بوجہ تکلیف
اور التماس اس گروہ کے سوال کیا درگاہ خدائے تعالیٰ میں کہ حضرت پروردگار کلام اپنا
اس جماعت کو کانوں تک پہنچا دے حضرت واہب العطایا نے قبول فرمایا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام مناجات سے فارغ ہوئے تو کہا انہوں سے کہ هَلْ سَمِعْتُمْ كَلَامَ اللّٰهِ رَبِّكُمْ یعنی تم نے
سنا کلام رب اپنے کا انہوں نے کہا کہ سنا ہم نے ایک کلام کو مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کلام خدائے
تعالیٰ کا تھا یا شیطان کا ہمکو اعتبار نہیں ہے جبتک کہ نہ دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کو آشکارا
اور ظاہر جیسا کہ خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ
جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ یعنی کہا قوم موسیٰ نے کہ ہم ایمان نہیں
لاتے ہیں ساتھ تیرے جبتک کہ ہم نہ دیکھیں خدا کو ظاہر پس بجلی گری اور جلایا انہوں کو
بسبب اس ظلم کے کہ جو انہوں نے کیا تھا یعنی طلب رویت کی تھی پس موسیٰ علیہ السلام نے
کہا جیسا کہ قرآن مجید ناطق ہے اسپر کہ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ یعنی خداوندا ہلاک
کرتا ہے تو ہمکو عوض میں اس فعل کے کہ جو میری قوم کے احمقوں سے سرزد ہوا ہے یعنی طلب
کرنا دیدار کا اتہی ابراہیم اگر قوم موسیٰ طلب رویت میں صواب پر ہوتی اور رویت خدا
ممکن ہوتی تو اللہ تعالیٰ انکو صاعقہ سے ہلاک نہ کرتا اور اگر موسیٰ طلب رویت میں
اپنی قوم کے آدمیوں کے شریک ہوتے تو اعتقاد رویت کا رکھتے یا اپنے زعم میں طلب
رویت کی ہوتی تو لازم تھا کہ حضرت موسیٰ بھی صاعقہ سے ہلاک ہوتے ابراہیم نے کہا
کہ اے حسینہ اگر موسیٰ نے طلب رویت حسب درخواست قوم کے کی تو بعد جلنے اور ہلاک

ہونے قوم اپنی کے کیوں کہا کہ تُبْتُ اِلَیْکَ حسینیہ نے جواب دیا کہ ای ابراہیم موسیٰ
نے قبل اجازت لینے کے پہلے سوال کیا اور بہتر وہ تھا کہ اوّل اجازت چاہتے اور بعد اُس کے
سوال کرتے اور نہ حاصل کرنا اجازت کا نہ کبیرہ ہی اور نہ صغیرہ اور جو کہ وہ مقام باری
تعالیٰ عز شانہٗ کا بارفعت اور بامنزلت ہی لہذا ترکِ ادب خیال کرکے استغفار کرتے ہیں کس واسطے
کہ گروہ انبیا معصوم اور برگزیدہ ہیں ای ابراہیم مجھہ میں اور تجھہ میں بحث رویت کی تھی
اور میں دلیل لانے والی تھی واسطے عدم رویت کے تُبْتُ اِلَیْکَ بحثِ رویت میں
دلیل میری ہی اور میری مدعا پر شاہد ہی ای ابراہیم سن تو کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے فرمایا کہ لَنْ تَرَانِیْ یعنی مجھکو تو ہرگز نہ دیکھیگا دنیا اور عقبیٰ میں کیونکہ
لن واسطے نفی ابد کے ہی جبکہ موسیٰ باوجود تقرب نبوت اور اولوالعزمی اور حصول مرتبہ
ہمکلامی کے نہ دیکھہ سکے تو پس سوا کلیم کے کون دیکھہ سکتا ہی ای ابراہیم صحت رویت کی
مشروط ہی تین شرطوں پر اوّل سلامتی خاصّۂ بصر کی دوسری صحت رویت مرئی کی تیسری
ہونا حجاب کا اور آنچ سوز یہ سب شرطیں حاصل ہوتیں اگر لائق دیکھنے کے ہوتا تو ضرور تھا
کہ دنیا میں مرئی ہوتا اور جو دکھلائی نہیں دیتا ہی تو دلیل ہی اسپر کہ رویت اسکی محال ہی
اور بھی اگر رویت اللہ تعالیٰ کی جایز ہوتی تو جسم ہوتا یا جوہر یا عرض اور یہ محال ہی
کہ وہ جسم اور جوہر اور عرض ہو کیونکہ یہ چیزیں حادث ہیں اور وہ قدیم ہی اور ای ابراہیم ضرور
ہی کہ جو چیز دکھلائی دینے والی ہو اسکو کسی کیفیت کے ساتھ دیکھنا چاہتے اور ذاتُ الکیف
محدث ہی اور بھی وہ چیز کہ جسکو دیکھہ سکیں چاہی کہ وہ برابر میں دیکھنے والے کے ہو اور وہ چیز
کہ ایسی ہو مکان میں یا ظرف میں ہو اور واجب الوجود مکان اور جہت میں نہیں ہی
پس دیکھنا اسکا محال ہی ابراہیم نے کہا ای حسینیہ کیا کہتی ہو اس آیت میں کہ وُجُوہٌ
یَوْمَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ حسینیہ نے کہا یہ آیت موالات سی ہے اِلٰی رَبِّھَا
نَاظِرَۃٌ یعنی اِلٰی نِعْمَۃِ رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ یعنی تم طرف نعمت خدا اور رحمت اسکی کی

دیکھتی رہو مضاف محذوف ہی اور مثال اسکی قرآن میں بہت جگہ پر ہی اور جان لو کہ
نظر بھیر نا حدقہ کا ہی واسطے مرئی کے اور یہ خدا ئیتعالی پر روا نہیں ہی کسواسطے کہ جسم
اور جسمانی نہیں ہی دوسرا اور سُن کہ جس جگہ کہ لفظ نظر ہو اور لفظ رویت ہو کہ وہ دیدار
ہی لازم نہیں ہی جیسا کہ عرب کہتا ہی نَظَرْتُ اِلَی الْھِلَالِ وَلَمْ اَرَاہُ یعنی طرف چاند
کے نظر کی مینے اور نہ دیکھا مینے اسکو اور اگر نظر بمعنی رویت کے ہوتی تو سخن تناقص ہوتا
یعنی کلام میں نقیض ہوجاتا ابراہیم نے کہا کہ ای حسنیہ کیا کہتی ہی تو اس آیت کی معنی میں
کہ فَمَنْ کَانَ یَرْجُو لِقَاءَ رَبِّہٖ حسنیہ نے کہا کہ لقا بمعنی لائق دیکھنے کے ہوتے ہیں
مقابلہ میں تمہارے نزدیک کہ تم دشمن ہو دیکھنے کے مقابلہ میں اور یہ اللہ تعالی کو
پر روا نہیں ہی دوسرے یہ ہی کہ لقا ما اگر بمعنی دیدار کے ہوتے تو خدا ئیتعالی دیدار کو بمعنی
لقا کے فرماتا اور لقا کو خدا ئیتعالی واسطے منافقوں کے اثبات فرماتا ہی فَاَعْقَبَھُمْ
نِفَاقًا اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ یعنی نفاق انکے دلوں میں ہیگا جبتک کہ نزدیک
خدا کے پہنچیں اور با تفاق سب مذہبوں کے منافقوں کو دیدار خدا ئیتعالی کا نہو گا پس
معلوم ہوا کہ جس جگہ قرآن مجید میں ذکر لقا ہی اُس سے مراد دیدار نہیں ہی اور اگر لقا بہ نسبت
مومنوں کے ہی تو مراد ثواب اور رحمت اسکی سے ہے اور اگر لقا حق میں کافروں اور
منافقوں کے ہی تو مراد اُس سے غصہ اور عذاب خدا ہی جیسا کہ فرماتا ہی وَاِنَّ کَثِیْرًا
مِنَ النَّاسِ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ لَکَافِرُوْنَ اور اس آیت میں لقا بمعنی رحمت کے
ہی اور یہ آیت شاہد اسکی ہی کہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ
فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ اور مراد اس جگہ آخرت سے غرض ثواب آخرت ہے
ای ابراہیم اگر رویت دنیا میں ممکن نہوتی تو آخرت میں ممکن ہوتی اور خدا ئیتعالی
حضرت موسیٰ اور انکی قوم کے جواب میں فرماتا ہی کہ لَنْ تَرَانِیْ فِی الدُّنْیَا یعنی مجھکو
ہرگز نہ دیکھیگا تو دنیا میں لیکن آخرت میں تو دیکھیگا جاننا چاہی کہ یہ نفی مکلف

کی ہی یعنی مجھکو نہ دیکھیگا تو اور نہ دیکھہ سکیگا جب کلام حُسنیہ کا اِس مقام تک پہنچا تو ہارون
نے اُس کا کلام قطع کر کے کہا کہ ای حُسنیہ تیری مولا جعفر صادق علیہ السّلام نے کن دلیل سے
اپنے شیعوں کو ترغیب دی واسطے کرنے متعہ کے اور حکم دیا متعہ کا حُسنیہ نے کہا کہ بموجب کلام
نفس ملک العلّام کے کہ فرماتا ہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
فَرِيْضَةً یعنی جس چیز کا متعہ کرو تم کچھہ دو تم عورتوں کو مہر اُنکا وظیفہ زمانہ پیدا منع
ہو کہ سب مفسّر اور اہل فقہ متفق ہیں کہ مراد نکاح سے متعہ ہی ابراہیم بولا کہ یہ آیت
منسوخ ہی اور اہلسنت وجماعت میں خلاف ہی بعضے کہتی ہیں کہ ابتدائی اسلام میں ایک
مدت تک حلال تھا اور بعد اُسکے حرام ہو گیا اور بعضے کا قول ہی کہ جب مکّہ فتح ہوا تب
حرام ہوا حُسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم اسوقت یہ کلام تیرا کمال تعصب سے ہی کسواسطے کہ
تمہارے عالموں نے اس باب میں خبریں مختلف اور مضطرب روایت کی ہیں یعنی متفاوت
اللفظ والمعنی کہ ینقض بعضہ بعضاً سُن ای ابراہیم کہ جو آیت کہ قرآن میں منسوخ ہوئی ہی
اور ناسخ بھی موجود ہی اگر کوئی تم سے پوچھے کہ وہ آیت کہ ناسخ متعہ ہی کونسی ہی تو تم کیا جواب
دوگے اُسوقت ابراہیم نے عاجز ہو کر کہا کہ ہمکو منع کرنا عمر کا سند ہی کسواسطے کہ اگر آیت منسوخ
نہوتی اور رسول خدا نے بھی اُس سے منع نہ کیا ہوتا تو عمر بھی منع نہ کرتے حُسنیہ نے کہا
کہ ای ابراہیم دلیل روشن ہی حلال ہونے متعہ کی اور منسوخ نہونے پر اُس کے منع کرنا عمر کا
کسواسطے کہ اگر متعہ من عند اللہ اور من عند الرسول منسوخ اور حرام ہوتا تو البتہ عمر اُس
رونا اُس حدیث اور آیت کا حوالہ بیان کرتا جس دلیل سے اُسکو منع کیا ہی اور اُسکو سند
قرار دیتا اور کہتا کہ خدا نے حرمت متعہ میں ایسا فرمایا ہی یا رسول اللہ نے اِس حدیث
سے منع کیا ہی اور یہ نہ کہتا کہ کَانَتَا مُتْعَتَانِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا اُحَرِّمُهُمَا
وَاُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا مُتْعَةُ الْحَجِّ وَمُتْعَةُ النِّسَاءِ یعنی دو
متعہ زمانہ رسولِ خدا میں حلال تھے اور میں حرام کرتا ہوں اُن دونوں کو اور میں عذاب

کرونگا انکو کرنیوالے پر ایک متعۂ حج ہے اور دوسرا متعۂ نساء ہے یعنی متعۂ زنان پس
منع کرنے عمر پر یہ عبارت گواہ ہے اور دلیل ہے اسپر کہ متعۂ خدا اور رسول خدا کیطرف سے منع
نہیں ہوا بلکہ ماموریں ہیں ہم اسکے کرنے پر کسواسطے کہ خدا اور رسول کیطرف سے ہمارے واسطے
حکم ہوا ہے کرنے متعہ کا اور اسکے نہ کرنیکا کوئی حکم واقع نہیں ہوا اور کسینے روایت بھی
اسکی نہیں کی بلکہ اسکے کرنیمیں ثواب عظیم حاصل ہے اور اسکے ثواب میں بہت احادیث
طریق اہل بیت علیہم السلام میں واقع ہوئی ہیں کہ انمیں سے یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا
ہے کہ لَوْلَا اَنَّ عُمَرَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ مَا زَنٰى اِلَّا شَقِيٌّ وَاِلَّا اَلْاَشْقٰى
بھی پڑھا ہے ای ابراہیم جو کچھ احادیث اور اخبار سے تمہارے طریقہ میں واقع ہے اور تمہارے محدثین
نے نقل کیا ہے اسکو بیان کروں کہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ
الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَلَمْ يُنْزَلْ
قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهَا وَلَمْ يَنْهَهُ النَّبِيُّ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ یعنی آیت متعہ نازل ہوئی کتاب
خدا میں اور کیا ہم نے اسکو ہمراہ پیغمبر خدا کے اور قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں ہوا حرمت
متعہ میں اور پیغمبر خدا صلعم نے منع نہیں کیا ہمکو اس سے یہانتک کہ آپنے دنیا سے انتقال
فرمایا اور اسیطرح روایت کی ہے عبداللہ مسعود نے اس عبارت سے کہ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلْعَمْ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا
عَنْ ذٰلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَاَ
عَبْدُ اللّٰهِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ
مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی عبداللہ مسعود نے روایت کی ہے کہ ہم جہاد میں ہمراہ رسول خدا
کے تھے اور ہماری عورات ہمراہ ہمارے نہ تھیں پس عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ ہم اپنی عورتوں کو
بلائیں حضرت نے منع فرمایا ہمکو بلانے عورتوں سے ہماری اور اجازت دی ہمکو
کہ عقد نکاح متعہ کریں ہم عورتوں سے عوض میں پارچہ وغیرہ کے تا وقت معین

پس عبداللہ مسعود نے اس آیت کو پڑھا یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو تم حرام نہ کرو تم طیبات کو کہ تمہارے اوپر حلال کئے گئے ہیں اور اسیطرح روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ سُئِلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ قَالَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ اِنَّ اَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ حَاشَا لِلّٰهِ اَنْ نَتْرُكَ سُنَّةَ النَّبِيِّ وَنَتَّبِعَ قَوْلَ اَبِي یعنی اہل شام میں سے ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا دربارہ متعہ عورتونکے کہ حلال ہے یا حرام عبداللہ عمر نے کہا کہ حلال ہے اُس شخص نے کہا کہ تیرے باپنے منع کیا ہے اور نہی کی ہے متعہ سے عبداللہ عمر نے کہا کہ اگر میرے باپ نے منع کیا ہے متعہ کو اور خدا اور رسول نے حکم دیا ہے واسطے کرنے متعہ کے تو واللہ کبھی ترک نہ کرونگا متعہ کو اور نہ کرونگا پیروی قول اپنے باپ کی ترک متعہ میں اسی ہے ابراہیم اصل میں سب چیزوں کی اباحت ہے جبتک کوئی ممانعت اُس کے واسطے وارد نہوا اور منع ہونا محتاج دلیل کا ہے اور جس جگہ دلیل نہ ہے منع نہیں ہے اگر تو کہے کہ مانع عمر ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا میں کہتی ہوں کہ وہ حال سے خالی نہیں ہے ایک یہ ہے کہ سند منع اسکی کی دلیل ہو یا اجتہاد اگر دلیل ہو تو مانتی ہوں لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی دلیل نہیں ہے نہ سمعی اور نہ عقلی کہ سند منع کی ہووے اور اگر منع اُسکا رُو سے اجتہاد کے ہے تو نہیں مانتی ہوں اسواسطے کہ جو اجتہاد موافق نص الٰہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی کے نہو وہ باطل ہے اور دوسری دلیل قول امیر المومنین علیہ السلام کا ہے کہ قول اُنکا فتویٰ اور حجت ہے دین میں بسبب عصمت انکی کے اور اجماع اہلبیت اور عبداللہ عباس اور عبداللہ مسعود اور سعید بن جبیر اور جابر بن عبداللہ کی دلیل واضح ہے حلت متعہ کی دوسرے اور حسن اور ابراہیم کہ روایت کی ہے ابی یعلی نے کہ فقہائے تابعین سے ہے صفوان بن یعلی سے اور اُسنے اپنے باپ سے کہ کہا اُسنے سبب منع کرنے عمر کا متعہ عورتوں سے یہ تھا کہ جسوقت عمر بن حریث نے ایک عورت سے متعہ کیا عمر نے اُس سے پوچھا کہ جسوقت میں کہ تو نے متعہ کیا کون حاضر تھا اور کس کے سامنے کیا ہے اُس نے کہا کہ میری ماں اور اُس کی ماں عمر نے کہا

کہ نَھیٰ عَنْھَا اَخْشٰی اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ دَغَالًا اَیْ فَسَادًا یعنی میں متعہ کرنیسے منع
کرتا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں میں کہ اسمیں کوئی فساد ہو اور اسی کلام کو کہ مذکور ہوا سند منع اپنے
کی بنایا اور اسی منع کیا روایت دوسری یہ ہی کہ عمر خطاب اپنی بہن کے گھر گئے اور دیکھا کہ
غسل کرتی ہی کہا کہ تو بے شوہر ہی اور یہ ایام تیرے حیض کے بھی نہیں ہیں سبب غسل کرنیکا
کیا ہی اسنے کہا کہ مینے متعہ کیا ہی اسوقت عمر صاحب تیز اور تند ہوکر حکم دیا کہ اب سے نکاحِ
متعہ منسوخ ہی اور کوئی متعہ کرے ای ابراہیم کیا خوف ہی کہ بمجرد سننے کے کوئی ڈر ہی احکام اور
عقود شرعیہ سے اور اس حکم کو کہ جسکی تحریم جائز نہیں ہی اسکو ناجائز اور حرام کہی اور خیال
کری کہ اسمیں کوئی فساد پیدا ہو جاویگا پس ایسا حکم صریح کہ جو موافق نقلِ خدا اور رسول کے
ثابت اور جاری ہو اسکو حرام کری اور در پردہ جاری کرنا چاہی اس فعل کو کہ جسکا جواز شرعًا
نہو پس اس خوف سے تمام احکام شرعیہ میں خوف داخل ہونے فساد کا ہوتا ہی ای ابراہیم اگر
کوئی شخص موافق قول خدا اور رسول کے مخالفت عمر صاحب کی کری تو اسکو بدعتی
جانتے ہو اور اس آدمی کو رافضی کہتے ہو اور اسکی تکفیر کرکے قتل کرتے ہو عجب تعصب اور عناد
ہی تمکو اور تعصب گمراہی کا کیا انتہا اور یہ بھی سن لے ابراہیم کہ روایت صحیح میں واقع ہوا ہی
کہ ایک روز عبداللہ بن عباس کسی جگہ کو جاتے تھے دیکھا اثنائے راہ میں دروازہ مسجد الحرام
میں بیٹھا ہوا ہی اور اس زمانہ میں عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ میں دعوی خلافت کرتا تھا
اور عبداللہ بن عباس اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے اسوقت وہاں پہنچکر متوجہ مسجد کے
ہوئے جب ابن زبیر نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا تو از روئے تعرض اور حقارت کے کہنے لگا کہ
جَآءَنَا اَعْمٰی قَلْبُہٗ یُحِلُّ الْمُتْعَۃَ وَھِیَ الزِّنَاءُ الْمَحْضُ یعنی آیا اندھا خدائے
تعالی اندھا کری اسکے دل کو کہ متعہ کو حلال جانتا ہی اور محض زنا ہی عبداللہ بن عباس
یہ بات سنکر بیٹھ گئے اور سب اہل جلسہ نے انکی تعظیم کی اسوقت عبداللہ بن عباس نے
کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ سَلَبَ اَبْصَارَنَا وَسَلَبَ عُقُوْلَکُمْ یعنی خدائے تعالی نے دما

کیا میری آنکھوں سے بینائی کو اور دور کیا عطوات تمہاری کو واللہ لقد اُنزلت
المُتعۃ فی کتاب اللہ و عمل بہا علی عہد رسول اللہ ولم ینہ عنہا
و لم یات بعدہ رسول تحریمہا والدلیل علی ذلک قول عمر متعتان
کانتا فی عہد رسول اللہ محللتین و انا احرمہما و اعاقب علیہما فقبلنا شہادتہ
ولم نقبل تحریمہ یا عبد اللہ و انک من متعۃ فاسئل امک عن بردی
عوسجۃ مضمون کلام عبد اللہ بن عباس کا یہ ہے قسم خدا کی متعہ نازل ہوا ہے کتاب خدا
میں اور عمل کیا گیا متعہ زمانہ رسولخدا میں اور خدا نے منع نہیں کیا اُس سے اور بعد صلعم
سے دوسرا رسول کوئی نہیں ہوا کہ حرام کرے متعہ کو اور دلیل اسپر قول عمر صاحب ہے کہا
اُس نے دو متعہ تھے زمانہ رسولخدا صلعم میں میں حرام کیا تیرا اور عذاب کرونگا اُسپر جو
کریگا اُسکو پس ہمنے گواہی عمر صاحب کے قبول کی جواز پر متعہ کے ولیکن حرام کرنے
کو اُس کے ہم قبول نہیں کرتے ہیں اے عبد اللہ بن زبیر تحقیق تو متعہ سے پیدا ہوا
ہے جا اپنی ماں سے پوچھ لے کیفیت دو برد عوسجہ کی جسوقت عبد اللہ بن زبیر نے
عبد اللہ بن عباس سے یہ بات سُنی تو نہایت نادم اور شرمندہ ہوا کیونکہ وہ زمانہ
ایام حکومت اُس بیچارہ اہل کا تھا پشیمان اور شرمندہ ہو کر مجلس سے اُٹھا اور اپنے
گھر کو گیا اور تلوار برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے غضبناک اپنی ماں کے سر پر آیا اور ماں سے پوچھا کہ
اَخبرنی عن بُردی عوسجۃ یعنی تو مجھ سے بیان کر حال دو چادر عوسجہ کا کہ یہ کیا
بات ہے اُسکی ماں نے فوراً اُسیوقت کہا کہ اِنّ اَباک کان مع رسول اللہ وقد اَھدیٰ
لہ رجل یقال لہ عوسجۃ بردین فاعطاہما الا ابیک فتمتع بہما فعلیقت
بک و انک من متعۃ یعنی باپ تیرا زبیر رسولخدا کے پاس تھا اُسوقت
ایک مرد عوسجہ نامی دو برد یمانی واسطے رسولخدا کے ہدیہ لایا اُن حضرت نے وہ دونوں چادریں تیرے
باپ کو عنایت فرمائیں اور تیرے باپ نے عوض میں اُن دونوں چادروں کے مجھسے متعہ کیا اور تیرا

حمل مجھے رہا تیری پیدائش متعہ سے ہے جسوقت حُسنیہ نے یہ تقریر دلپذیر بیان کی تو ہارون کو
بہت اچھی معلوم ہوئی اور نہایت خوش ہوا کسواسطے کہ عبداللہ عباس ولد اسکے تھے ہارون نے یحییٰ
برمکی سے بآواز بلند کہا کہ اتبک ہم مانع تھے متعہ زنان سے ولیکن اب حکم جاری کر نسبت نکاح
متعہ کے واسطے سب آدمیوں کو کہ بلا دغدغہ نکاح متعہ کریں اور وہی ناقل ہے کہ بعد اُس کے اخیر زمانہ
ہارون میں متعہ جاری ہوا اور ایک مدت تک کوئی مانع اس کا نہ ہوا زمانہ ملعون رشید میں
بھی معمول تھا متعہ کا اور پھر معتصم ملعون نے اسکو منع کیا پس حُسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تقریر
کو بہت طول ہوا اور خلیفہ زمان اور سلاطین اور ارکان دولت کو اس مباحثہ اور مجادلہ سے
ملال پہنچا اب ایک سوال تجھ سے اور کرتی ہوں اور خاتمہ بحث کا اس سوال پر ہے تو سچ بیان کر
کسواسطے کہ یہ حدیث تمہارے نزدیک ثابت ہے کہ پیغمبر خدا نے حق میں جناب سیدۃ النساء کے
فرمایا ہے کہ اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ
اٰذَی اللّٰهَ یعنی فاطمہ پارہ جگر میری ہے جس کسی نے کہ اسکو رنج دیا مجھکو رنج دیا اور جس نے کہ
رنج دیا مجھکو اور ایذا دی پس اسنے خدا تعالیٰ کو رنجیدہ کیا ابراہیم نے کہا یہ صحیح ہے اور سب امت کا
اتفاق ہے صحت پر اس حدیث کے اور کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا حُسنیہ نے کہا کہ
قسم ہے تجھکو خالق زمین و آسمان کی سچ کہنا ابی بکر صاحب اور عمر صاحب نے فدک کو حضرت
سیدۃ النسا علیہا السلام سے بظلم و ستم لیا ہے یا نہیں ابراہیم نے کہا کہ ہاں انہی لیا ہے موافق حکم
حدیث رسول کے کہ ابی بکر صاحب ناقل اسکا ہے اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ
وَمَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنی ہم گروہ انبیا ہیں ہماری میراث نہیں ہے اور جو کچھ ہم سے رہے وہ
صدقہ ہے حُسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم جانتا ہے تو کہ ابوسعید خدری کہ تمہارے یہاں کے محدثین سے
ہے روایت کرتا ہے کہ جب آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ نازل ہوئی تو حضرت رسولخدا
صلعم نے فاطمہ علیہا السلام سے کہا کہ اے فاطمہ خدا چاہتا ہے کہ باپ تیرا زیر آسمان
اس دنیا میں سوائے فدک کے ملک نہیں رکھتا اور اس روز حضرت نے فدک

بحث فدک

جناب سیدۃ النساء کو بخشش کر کے انکے سپرد فرمایا اور بمدت تین سال سے حیات رسولخدا صلعم میں عامل
حضرت فاطمہ کا اُس جگہ رہتا تھا اور زر حاصل فدک کا انہی معصومہ کو آتا تھا اور بعضوں نے
کہا ہے کہ کچھ دنوں بعد رسولخدا کے ابی بکر صاحب نے فدک اُن حضرت سے لے لیا اور جب اُس
معصومہ نے دعویٰ کیا کہ فدک حق میرا ہے تو ابی بکر نے اُنسے گواہ طلب کیے حضرت امیر المومنین
اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام اور اُم ایمن اور قنبر نے گواہی دی کہ پیغمبر خدا نے فدک
حضرت سیدہ کو بخشا ہے اور جب حضرت امیر المومنین حسب التماس جناب سیدہ کے تشریف لیگئے
اور گواہی دی تو کہا انہوں نے کہ هٰذَا بَعْلُكِ يَجُرُّهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ فَلَا نَحْكُمُ
بِشَهَادَتِهٖ یعنی یہ شوہر ہے تیرا واسطے منافع اپنی کے گواہی دیتا ہے حالانکہ یہ حدیث
نزدیک تمہارے اور اہل حق کے ثابت ہے کہ عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ باوجود
اسکے گواہی حضرت امیر علیہ السلام کی نہ مانی اور کہا کہ جر نفع واسطے اپنے کرتا ہے حالانکہ جر نفع اسکا
فرزندیق نے اپنے واسطے کیا تھا کہ حدیث نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ کو وضع کیا اور یہ ظلم
صریح اپنے رسول کے اہلبیت پر کیا اور گواہی اُم ایمن کی نہ مانی اور کہا کہ ایک عورت کی
گواہی کو ہم نہیں مانتے اور جو کچھ کہ حضرت رسولخدا صلعم کا ملک و مال از قسم باغات اور مکانات
کے رہا تھا اُسپر متصرف ہوئے اور فدک کو چھین لیا اور نہ کہا کہ فدک ملک رسول اللہ کے تھا
اور تصرف فاطمہ زہرا میں بطور خورش کے تھا ای ابراہیم جس حالت میں کہ بطور خورش کے ہوا ہو
جیسا کہ انہوں نے کہا پس جو شخص کہ دعویٰ اسلام کا کرے اسکو کیونکر جائز ہے بعد وفات
رسولخدا کے چھین لینا اُس چیز کا کہ جسکو خود رسولخدا نے حالت حیات میں بطور خورش کی
اپنے جگر گوشہ فاطمہ زہرا کو دیا ہو وے اور یہ جو ابی بکر صاحب نے نقل کیا ہے کہ ہم پیغمبروں کی
میراث نہیں ہوتی یہ حدیث کسی نے بھی اصحاب رسولخدا میں سے نہیں سُنی اور نہ کسی نے
روایت کی سوائے ابی بکر صاحب کے اور اُسکی دختر عائشہ صاحبہ کے اور رسولخدا صلعم نے کسی
عرب اور کسی اصحاب اور اہل بیت صحابہ سے نہیں فرمایا تھا کہ وارثی اہلبیت میری کے مجھ سے

میراث نہ پاویں ہی ابراہیم اگر وہ شخص کاذب اور غادر اور ظالم نہوتا تو ہو سکتا تھا کہ اہلبیت
اور سب اصحاب اسکو جانتے ہوتے اور پیغمبر خدا صلعم انہوں سے ظاہر کر دیتے کہ جو کچھ مجھ سے پیچھے رہے
وہ صدقہ ہی تو اہلبیت انکے بعد انکی ایسی چیز کو طلب کرتے جو انپر حرام تھی اور تمیز کرتے درمیان
حلال و حرام کے اسواسطے کہ اتفاق امت کا ہی کہ صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہی پس ابی بکر کے اس کلام
سے لازم آتا ہی کہ رسولخدا صلعم نے کما ینبغی رسالت کو ادا نہ کیا ہو اور آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ غیر موقع واقع ہوئی ہو کسواسطے کہ رسولخدا صلعم مبعوث تھے سب مخلوق پر اور
عموما اپنی اہلبیت اور اقارب اور رشتہ داروں پر خصوصا اور بمقتضائے آیہ وَاَنْذِرْ
عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کے مامور تھے کہ انذار کریں اپنے اہل قرابت اور رشتہ داروں کا پس اگر کلام
ابی بکر کا سچا ہو تو بلا شبہہ رسول اللہ نے قصور کیا ہو ادائے رسالت میں اور ظلم کیا ہو اپنی
اہلبیت پر کہ انکو آگاہ نہ کیا کہ شرعا جائز نہیں ہی تمکو میراث کا لینا اور جو کچھ میں چھوڑ جاؤں
وہ صدقہ ہی اور تمپر حرام ہی اے ابراہیم جواب نہیں دیتا ہی تو اور خدا روا رکھتا ہی اس کفر
اور زندقہ کو کہ جو تم نے اپنے اوپر روا رکھا ہی کہ واسطے تصدیق اور صحت کلام ابی بکر صاحب
کے ظلم اور تقصیر کرنا اپنے پیغمبر پر لازم رکھتے ہو باوجودیکہ وہ جناب اشرف مخلوقات ہیں
اے ابراہیم اگر تو کہے کہ عشیرت اور اہلبیت اپنے سے کہا تھا کہ مجھسے میراث نہیں ہی اور جو کچھ
مجھسے رہ جاوے صدقہ ہے اور تمہارے اوپر حرام ہی اور انہوں نے کلام پیغمبر کا نہ سنا اور
قبول نہ کیا تو یہ دلیل گناہ کی ہی اور حال یہ ہی کہ خدا تعالی نے انکی عصمت پر گواہی دی ہے
کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا
اور اتفاق ہی علما مخالف اور موافق کا کہ یہ اہل بہشت سے ہیں موافق نص خدا اور رسول
کے بلکہ قسمت کرنیوالے بہشت اور دوزخ کے ہیں اور ساقی ہیں حوض کوثر کے موافق قول
اور زعم تمہارے کے اور جن احادیث سے کہ تم روایت کرتے ہو پس معلوم ہوا کہ تمہارے پاس
جواب شافی نہیں ہی اور بخوبی ثابت ہوا کہ ابی بکر صاحب نے حدیث دروغ وضع کی

اور جھوٹ باندھا اللہ اور رسول پر بموجب اعتقاد ہمارے اور سب مسلمانونکے کہ کفر ہی
اور اسیطرح ظلم اسکا نسبت سیدۃ النسا صلوٰۃ اللہ علیہا کے اور تکذیب شہادت حضرت
امیر المومنین اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے کفر ہیسا اور سب اہل عقل با انصاف
پوشیدہ نہیں ہی کہ مثل ایسے افعال اور اعمال کا منسوب کرنا پیغمبر اپنے اور اہلبیت انکی پر
کفر صریح اور ظلم قبیح ہی ابراہیم اور ابو یوسف اور شافعی اور سب علما کہ حاضر تھے کسی
ایک کو بھی طاقت جواب کی نہ رہی اور کسیکو بھی مجال گفتگو کی نہ تھی اور ہارون رشید
بھی افعال قبیحہ انسے شرمندہ تھا پھر حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم جبکہ جناب سیدہ فاطمہ
زہرا علیہا السلام نے دعوی فدک کا کر کے کہا کہ پیغمبر خدا نے حالت حیات میں فدک مجھکو
عنایت فرمایا اور میرے سپرد کیا ابو بکر صاحب نے انسے گواہ طلب کئے آیا شرع پیغمبر پر
عمل کیا یا خلاف شرع ابراہیم بخوف اس کے کہ مبادا کوئی ایسی بات کہے کہ موجب الزام
اور فضیحت میری کا ہو بدستور مثل بندر سم خوردہ کے چپ بیٹھا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا
حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم حضرت سیدۃ النسا علیہا السلام صاحب اختیار و قبضہ تھیں
اور ابی بکر صاحب مدعی تھا عَنْ مَعْشَرِ الْاَنْبِيَاءِ کا بموجب حکم صاحب شریعت
کے کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ پس جبکہ حضرت فاطمہ سے کہ صاحب
ید تھیں گواہ طلب کیا از روئی جہل کے تھا یا ظلم کے ای ابراہیم قسم ہی حق تعالیٰ کی جواب
دی یا کرسی زمین سی اتر بیٹھا اور مانند اس کے امامت کر یعنی مثل ابی بکر کے ابراہیم اور
شافعی اور ابو یوسف کو اس وقت وہ خجالت تھی کہ اپنے مرنے پر راضی تھے اور سب لائق اثر نہتی
تھی اور ہارون کے خوف سی کچھ کہہ نہ سکتے تھے روایت کرتے ہیں کہ ہارون کا ایک چچا
زاد بھائی تھا نہایت حسین اور وجیہہ سیرت اور صورت میں آراستہ اور پیراستہ اور بدیع
غایت صاحب کمال تھا اور نام اسکا خالد بن عیسی تھا اور محبت اہلبیت میں مشہور تھا اور
بلا تقیہ تھا اور ہارون کو بھی معلوم تھا کہ یہ طریقہ اہل بیت پر ہی اور جو کہ ہارون

اُسکو بہت چاہتا تھا اسوجہ سے جو چاہتا تھا وہ کرتا تھا اور کہتا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اُس
سے معترض اور مزاحم ہو کہتے ہیں کہ وہ نزدیک حسنیہ کے بیٹھا تھا اور جس مسئلہ میں کہ حسنیہ ابرہیم
کو الزام دیتی تھی وہ ایک مشت درہم اور دینار حسنیہ پر نثار کرتا تھا اور آفرین کہتا تھا اور دیگر
حاضرین محفل ابرہیم پر ہنستے تھے اور اُس سے تمسخر کرتے تھے اور کسیکو بلحاظ ہارون اور ممانعت اُسکو کا
نہ تھا اور ہاتھ عیسیٰ بن خالد کا قبضہ تلوار پر تھا اور حفاظت حسنیہ میں بدل و جان مصروف تھا کہ
مبادا کوئی درپے آزار و ایذا اُس کے نہووے اور ہر لحظہ حسنیہ کی دلداری کر کے تحریص و
ترغیب بحث کرنیکی دلاتا تھا اُسوقت پھر حسنیہ مخاطب طرف ہارون اور سب علماء کے ہوئی
اور کہا کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فدک کے باب میں گواہی دی تو ابی بکر
صاحب نے منع کیا اُسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابی بکر اگر دو شخص
تیرے پاس آویں اور ایک اُنمیں سے دعویٰ کرے دوسرے پر کہ فلاں ملک محدود و معین اُسکے
تصرف میں ہے وہ ملک میری ہے اور وہ شخص بغیر حق کے متصرف اور غاصب ہے اُس سے بمجرد دعوے
کرنیکے قبل اُس سے کہ ظلم مدعی علیہ کا تیرے نزدیک ثابت ہو اور تو جانے کہ وہ غاصب ہے اُس سے ملک
مدعی کے سپرد تو کر سکتا ہے ابوبکر صاحب نے کہا نہیں کر سکتا ہوں امیر المومنین نے پوچھا کہ تو گواہ
مدعی سے طلب کرتا ہے یا مدعی علیہ سے ابوبکر صاحب نے کہا میں مدعی سے گواہ طلب کرتا ہوں کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ اَلْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ امیر المومنین نے
فرمایا کہ پس کسواسطے تو نے فرزند اور نور دیدہ اور بضعۃ رسول اللہ سے بخلاف قول خدا اور رسول
کے عمل کیا ابوبکر صاحب نے کہا کیونکر اے ابو الحسن امیر المومنین نے فرمایا کہ صورت یہ ہے کہ فاطمہ زہرا
مدعی علیہا اور صاحب ید ہے اور متصرف فدک ہے اور وہ شخص کہ دعویٰ نَحْنُ مَعْشَرَ
الْاَنْبِیَاءِ کا کرتا ہے اُسکو چاہیے کہ بینہ قائم کرے بطور خود اور جس حالت میں کہ پیغمبر نے اپنی حیات
میں فدک سیدۃ النساء کو دیا ہووے تو موافق حکم اسلام کے چاہیے کہ قبضہ وارثان رسول اللہ
میں ہے اُسوقت تک کہ مدعی حدیث بینہ عادلہ قائم کرے موافق مدعا اپنے کے اور گواہ اُس مضمون کا

ہونا چاہئے کہ صیر صدقہ حرام ہے اور خمس صدقہ سے حصہ بنا ہوا ہے گروہ بنی ہاشم ہیں کہ
صدقہ انپر حرام ہے اور سوائے بنی ہاشم کے سب مسلمان صدقہ میں شامل ہیں وہ اسمیں سے حصہ
پاتے ہیں پس جو لوگ کہ صدقہ میں شریک ہونگے گواہی انکی فدک کے باب میں نہ سنی جائیگی
الا بنی ہاشم کی پس وہ شخص کہ مدعی فدک کا ہے اگر گواہ لانے سے عاجز ہو تو غایت امر البتہ
سوگند کو متوجہ فاطمہ ہو موافق اسکے عقائد کے کہ جو شخص اعتقاد عصمت اہل بیت پر نہ
رکھتا ہو ای ابو بکر فاطمہ معصومہ ہے بموجب حکم خدا کے کیونکر ممکن ہے کہ معصومہ مرتکب کبیرہ کی
ہو اور ایسے دعوی کو باطل کرے اسوقت ابی بکر صاحب مجمل ہوا اور سر نیچا کر لیا جیسا کہ تونے ای
ابراہیم اسوقت سر نیچا کر رکھا ہے نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اپنی گمراہی اور ضلالت کا اقرار
کر سکتا ہے اور دوسرے اور سن ای ابراہیم کہ کلام ابی بکر صاحب کا باطل ہے اور حدیث نحن معشر
الانبیاء کی موضوع ہے اس سبب سے کہ مخالف نص کلام اللہ کے ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی
اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ اول یہ خطاب رسول اللہ کی طرف سے ہے اور یہ حکم
عام ہے اور سوائے اسکے قرآن میں بہت چیزیں ہیں کہ واسطے انبیاء کے میراث ہے جیسا کہ فرمایا
وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ علیہ السلام اور اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ
حضرت زکریا نے دعا کی خدا تعالی سے فرزند طلب کیا کہ اسکا ہو اور فرزند یعقوب سے میراث ہووے
اور یہ ظاہر ہے فَهَبْ لِی مِنْ لَدُنْكَ وَلِیًّا یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ
وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا پس بموجب نص قرآنی کے معلوم ہوا کہ واسطے انبیا
کے میراث ہوتی ہے اور حدیث نحن معاشر الانبیاء تکذیب کرتی ہے قرآن کی اور معلوم ہوتا
ہے کہ بنانے والا اس حدیث کا قرآن کو نہ سمجھتا تھا اور اگر سمجھتا تو کچھہ بیان نہ کرتا کسواسطے
کہ قرآن اسکی تکذیب کرتا ہے اور مخالف اس حدیث کا ہے ای ابراہیم اگر ابی بکر صاحب اسطرح
سے حدیث بناتا اَنَا مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ لَا اُوْرَثُ وَمَا اَتْرُکُ یَکُوْنُ صَدَقَةً
عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ البتہ بہر طور کذب اور بطلان اس مفتری کا بشہادت قرآن معلوم

ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے واسطے ہدایت تمہاری قرآن کے دیدۂ دل اس کافر مفتری کو
کہ واضع اس حدیث کا ہے اندھا کر دیا تا اہل معرفت کو کذب اور بطلان اسکا بگواہی حق تعالیٰ کے
ظاہر ہو جاوے اسوقت ایک شخص نے کہ علماء بغداد میں شاگردان ابوحنیفہ میں سے تھا کہا
کہ ابراہیم کچھ نہیں کہتا ہے اور چپکا ہو رہا کہ اے حسنیہ سن کہ سلیمان کو داؤد سے میراث میں
نبوت اور علم ملا ہے نہ کہ مال اور عقار اور ضیاع حسنیہ نے جواب دیا کہ یہ وہی بات ہے کہ تجھ سے
پہلے اور بھی گمراہ ہوئے اسیطرح سے کہا ہے اور یہ تقریر تیری بسبب قلت عقل اور کثرت جہل
اور تعصب اور عناد کے ہے کسواسطے کہ سلیمان علیہ السلام حالت حیات داؤد میں اعلم اور پیغمبر
ہو گئے تھے اور اسپر نص قرآن ہے کہ دَاوُدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ
فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شَاهِدِیْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَیْمَانَ
وَکُلًّا اٰتَیْنَاهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا جان تو کہ میراث کا اطلاق اسچیز پر کرتے ہیں کہ بعد موت میت
کے درمیان ورثہ اس کے کے تقسیم کیجاوے اور نبوت قابل تقسیم کے نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو ممکن
تھا کہ اولاد آدم میں سب انبیا ہوتے اور سب نبوت میں شریک ہوتے اور جو کہ آدم نبی
تھے اور اولاد انکی بشراکت انبیا تھی تا آخر دنیا تک نبی ہونا چاہئے اور حال یہ ہے کہ درمیان اولاد
آدم کے صرف حضرت شیث ہی پیغمبر ہوئے ہیں پس نبوت میراث میں نہیں ہے بلکہ نبوت وحی الٰہی
ہے اور عصمت اور جو استحقاق کہ اسکے ہیں اور اسیطرح اگر تو کہے کہ زکریا نے وارث نبوت خدا تعالیٰ سے
طلب کیا نہ وارث مال و اسباب دنیوی اس تیرے کلام سے قدح نبوت زکریا پر لازم آتا ہے نعوذ باللہ
بلکہ معصیت اور کفر انکا حاشا من ذالک ابراہیم نے کہا کسوجہ سے حسنیہ نے کہا کہ اس جہت سے
کہ زکریا نے دعا میں کہا وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ
عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ
رَبِّ رَضِیًّا جان تو کہ اجماع ہے اہل تفسیر کا کہ مراد موالی سے اسجگہ پر پسران عم ہیں کسواسطے کہ اگر طلب
وارث نبوت ہوا ہوسے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ وارث نبوت مجھکو دے تاکہ بیٹے عم میرے کے

نبی نہوں اور خوف کرتا ہوں میں کہ بیٹے عم میرے کے نبی ہوں اور مرتبہ نبوت کو پہنچیں پس مجھکو بیٹا
عنایت کر تا بیٹے چچا میرے کے نبی نہوں اور مرتبہ نبوت کو نہ پاویں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکریا
قضائے الہی پر راضی نہوتے تھے اور اپنے چچا کے بیٹوں سے حسد رکھتے تھے اور یہ معنی دلالت کرتی ہے
خطا اور عصیان زکریا پر بلکہ انکے کفر پر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ یعنی پناہ
مانگتے ہیں ہم خدا سے اس اعتقاد پر اور باوجود اسکے آخر دعا میں کہا کہ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا
پس اگر مراد زکریا کی آیت مذکورہ میں نبوت ہوتی تو وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا نہ کہتے اور کہنا
اسکا بیفائدہ ہوتا پس ثابت ہوا دلائل عقلی و نقلی سے کہ واسطے انبیا کے میراث ہے اور حدیث نحن
معاشر الانبیا موضوع ہے اور ابی بکر صاحب واضع حدیث مذکورہ کاذب اور عناد اور ظالم ہوا
کسواسطے کہ حدیث مخالف قرآن کے ہے اور جس وقت کہ آیہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ نازل
ہوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ ایہا الناس سنو کہ بعد میرے
اصحاب اسطرح غرض نفس اپنی کے بحوالہ میرے جھوٹا اور دروغ بہت بیان کریں گے اور ہر شخص اپنے
مطلب کے واسطے احادیث بناویگا اور مجھ سے منسوب کریگا جانو تم کہ جو حدیث کہ مجھ سے روایت
کریں اور وہ مطابق قرآن مجید کے نہو اسپر اعتبار نہ کرنا اور جو مطابق قرآن کے ہو تو اسپر
عمل کرنا اور وہ حدیث یہ ہے کہ اِذَا جَاءَكُمُ الْحَدِيْثُ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا
وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَادْفَعُوْهُ اور
دوسرے اور مثل اسی ابراہیم جبکہ حضرت رسولخدا صلعم نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا تو
استر یعنی خچر اور تلوار اور ناقہ اور عمامہ وغیرہ جو حضرت کا تھا وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کو
ملا اور اسپر قابض اور متصرف ہوئے اور زرہ حضرت کی رہن تھی بعد انتقال حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے اسکو رہن سے خلاص کرایا اور اپنے تصرف میں لائے اور یہ سب چیزیں سوا ارث
حضرت میں سے تھیں ان چیزوں پر کسینے حضرت امیر سے جھگڑا اور دعوی نہ کیا اور یہ سب
حال تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور کسینے نہ کہا کہ رسولخدا کے میراث نہیں ہے اور کیوں

تم متروکات رسول خدا پر قبضہ کرتے ہو پس مناسب تو یہ تھا کہ ان چیزوں کو بھی امیر المومنین
علیہ السلام سے لیتے اور اگر یہ کہو کہ انہوں نے مانگا تھا ان چیزونکو مگر علیؑ نے ظلم کیا اور نہ دیا اور یہ مانگ
مانگ کر عاجز ہو گئے تو قسم خدا کی کہ اگر امیر المومنینؑ نے ظلم کیا ہو اور وہ چیز کہ شرعاً اسمیں تصرف کرنا
منع ہے اسکو تصرف میں لاتے ہوں نعوذ باللہ حضرت کے نزدیک قریب کفر کے تھا غیر جائز چیز کا تصرف
میں لانا اور اگر یہ کہو کہ رسول خدا نے عین حیات اپنی میں اشیا پس ماندہ کو سپرد علیؑ ابن ابیطالب
علیہ السلام کے کر دیا تھا یہ بالکل باطل اور دروغ ہے کیونکہ اسلئے کہ اگر ایسا ہوتا تو حدیث اس باب
میں وارد ہوتی کہ رسول اللہ نے اپنی عین حیات میں پس ماندہ اشیا اپنی کو حوالہ امیر المومنین
علیہ السلام کے کر دیا ہے پس معلوم ہوا کہ از روئے ارشد کہ یہ چیزیں اُن حضرتؐ کو ملی ہیں ابی بکر
کاذب ہے جب کلام حسینیہ کا اس مقام تک پہنچا ہارون نے کہا کہ اے ابراہیم اور اے علما حاضرین مجلس
معلوم ہوا کہ تم لاجواب ہو گئے ہو اور حسینیہ نے تمہارے مذہب کو ضائع اور باطل کیا اور تم خاموش
اور چپ ہو گئے اور خاموشی علامت رضامندی کی ہے پس کسواسطے مذہب حسینیہ کا اختیار نہیں کرتے
ہو اور سر نیچا کئے بیٹھے ہو پس دوسری بار حسینیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اور اے علما حضار سنو کہ تمہاری
سب کتب تواریخ میں مذکور ہے اور اتفاق ہے امت کا کہ جب ابی بکر صاحب نے رد کی گواہی اور گواہی
گواہان حضرت فاطمہؑ کو نہ مانا تو حضرت فاطمہؑ نے ابو بکر صاحب سے کہا کہ اے ابی بکر تو اپنے باپ کی
میراث لیتا اور میں اپنے باپ کی میراث نہ لوں اور بہت حجت تمام کی اُسپر اور الزام دیا اور لعنت
کی اُسپر اور خشمناک اور رنجیدہ پھریں ہاں سے اور آپ روتیں اور قسم کھائی کہ قیامت میں حضرت
رسول خدا سے ان لوگوں کی بیں شکایت کرونگی اور جب کہ اپنے دار فنا سے طرف دار بقا کے رحلت کی تو
وصیت فرمائی حضرت امیر المومنینؑ کو کہ مجھکو رات میں دفن کرنا کہ ابی بکر صاحب اور عمر صاحب اور
ہوا خواہ انکی میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھیں پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام وصیت اُس
حضرت کی بجا لائے اور انکو شب میں دفن کیا درمیان قبر اور منبر حضرت رسول خدا کے بموجب حدیث
کے کہ مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اور جگہ قبر اُس

معصومہ کی بنائی اور برابر کردیا دوسرے روز ابو بکر صاحب اور عمر صاحب مع جماعت
اعوان و انصار اپنے کے واسطے جناب امیر علیہ السلام پر آئے اور رسم تعزیت حضرت
سیدۃ النساء کی بجالاتے اور حال کفن و دفن اُن حضرت کا جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا حضرت
امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے اُنکو رات میں دفن کیا ابی بکر اور عمر نے کہا کہ صحابہ میں سے کسیکو بھی
آپنے خبر نہ کی امیر المومنین نے کہا کہ ہمنے اُنکی وصیت پر عمل کیا اور نہ چاہا ہمنے کہ خلاف وصیت کرنا
موجب ایک نوع کے ایذا کا ہے اور تم نے بارہا رسول خدا صلعم سے سنا ہوگا کہ اَلْفَاطِمَةُ بَضْعَةٌ
مِنِّی مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ
پس سزا ہے مجھکو کہ ایذا دوں اُنکو اور ایذا دوں خدا اور رسول خدا کو اُسوقت عمر صاحب بہت
گھبرایا اور کہا کہ جائیں ہم اور اُنکو قبر سے باہر نکالیں اور ہم اُنپر نماز پڑھیں پس گئے اور ہر چند قبر حضرت
فاطمہ علیہا السلام کو تلاش کیا اور نہ پایا ای ابراہیم اس حکایت کو جسطرح سے کہ میں نے بیان کیا ہے اجماع
اُمت کا ہے اور اسمیں کسینے بھی اختلاف نہیں کیا پس رنجیدہ کرنا حضرت فاطمہؑ کا اور غصہ اور
غضب اُنکا اور محروم ہونا نماز سے اُنکی مہاجر اور انصار کا دال ہے کمال قہر اور غضب سیدۃ النساء پر
بسبب اُس ظلم کے کہ جو اُنپر کیا ہے اور اُنکے شوہر بزرگوار پر غصب امامت سے اور اُنکے فرزندان نامدار پر
بسبب قبول کرنے گواہی کے نہ سننے گواہی سے اور سب مہاجر اور انصار سے کہ کسینے اُسوقت میں اُنکی
رعایت نہ کی اور روایت میں اس حدیث کے سب متفق ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ
اِنَّ اللّٰہَ یَغْضِبُ لِغَضَبِکِ وَیَرْضٰی لِرِضَاکِ یعنی ای فاطمہؑ خدا تعالیٰ غضب فرماتا
ہے واسطے غضب تیرے کے اور خوشنود ہوتا ہے واسطے خوشی اور رضامندی تیری کے پس موافق اس
حدیث کے اول یہ ہے کہ اَلْفَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا جس کسینے کہ فاطمہ صلوٰۃ اللہ
علیہا کو رنجیدہ کیا ہو خدا تعالیٰ کو آزردہ کیا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا پس بلاشبہ دشمنان اہلبیت
اور اتباع اُنکے سب کافر اور غلو اور ظالم ہیں اور لعنت خدا اور رسول اور ملائکہ کی اور غضب الٰہی اُنپر ہے جو

حُسینیہ نے یہ بیان کیا ابراہیم اور ابو یوسف اور شافعی اور سب علما ایک بارگی کھڑے ہوگئے اور
ارادہ قتل حُسینیہ کا کیا اور درپئے ظلم اور آزار اُسکے ہوئے اور اُسنے بھی بقدرِ مقدور اپنے سعی اور
کوشش کی اور ریش ابراہیم کی اپنے ہاتھ سے پکڑ لی اور نہیں چھوڑتی تھی اور ہارون دیکھ رہا تھا جو کچھ
بر مکی نے ہجوم اُن لوگوں کا دیکھا تو ہارون کے پاس آیا اور عرض کی کہ ای خلیفہ آج کے روز تو مسندِ
رسول پر بیٹھا ہوا ہے اور ایسی کنیز کہ جسنے ایک جماعت کثیر علما زمانہ تیرے کو مباحثہ میں الزام دیکر
سب کو عاجز کر دیا ہے اور یہ لوگ اندر ہے ظلم اور زیادتی کے تیرے روبرو ارادہ قتل اور ایذا کا کرتے
ہیں اور اُسوقت ہر ایک امیر اور ارکانِ دولت نے بطور سعی کے حُسینیہ کے بارہ میں خلیفہ سے عرض کیا
تو ہارون نے غضبناک ہو کر علما کو جھڑکا اور منع کیا اور چچازاد بھائی ہارون کا کہ محبان خاص
اہلبیت سے تھا تلوار کھینچکر متوجہ طرف ابراہیم اور علما کے ہوا اور اُنکو دھمکایا اُسوقت سبھوں نے
یکبارگی ہاتھ حُسینیہ سے کھینچا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ہارون ابراہیم پر غصہ ہوا اور کہا کہ
خدا سے تمکو مطلق شرم نہیں آتی کہ تم سب یہاں حاضر ہو اور تم اپنے کو اعلم اور افضل اہل زمانہ کا
جانتے ہو اور جو ایک کنیز کے جواب سے عاجز ہوگئے اور سب آدمی تمپر ہنستے ہیں اور باوجود اس کے
شرمندہ نہیں ہوتے ہو اور ارادہ کرتے ہو کہ اس کنیز عاجزہ کو قتل کریں اور اسکو ایذا پہنچائیں
جب خلائق نے ہارون سے یہ گفتگو سنی سب امرا اور سلاطین نے ایکبارگی لعنت اور ملامت کی اور
ابراہیم اور باقی سب علما کو نادم اور پریشان کر دیا اور حُسینیہ کو باوجود اس کثرت اور ہجوم کے
اُنہوں سے مطلق خوف اور ہراس نہ تھا اور چپ نہ ہوتی اور پھر گفتگو شروع کی اور کہا کہ ای
دشمنان گمراہ اور ای دشمنان خاندانِ رسولخدا صلعم تم خدا سے ڈرو اور قیامت کو یاد کرو
اور واسطے جاہ و مرتبہ دنیا اور حیاتِ چندروزہ دنیا کے کمر عداوت کی رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور
اہلبیت علیہم السلام پر نہ باندھو اور مزخرفات اور مہملات سے کہ یہ از قبیل افسانہ اور افسون کے
ہیں اور آنکھ کوتاہ نظروں کی تم بند کرتے ہو کہ فلاں باتفاق فلاں کے فلاں خلیفہ ہوا اور
فلاں فلاں کے واسطے سے امیر ہوا پس وہ افضل ہو گیا اور امثال اس کے حکایات واہیات بہت

ہیں اور روایت لغو کہ علم رسالت اور نبوت اور امامت اور عصمت اور طہارت میں اور اسرار ملائکہ اور
تحقیق حقائق میں حجت بیان کر کے زبان خلائق پر جاری کیا ہے روزِ قیامت اور حشر اور نشر اور
عذاب ابدی سے کیوں نہیں یاد کرتے ہو اور عذابِ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو اور لاکھ فتنہ تم نے
خلائق میں پیدا کیے ہیں اور اکثر آدمیوں کو معرفت اور پہچان خدا اور رسول اور امام سے ہزاروں
کوس دور پھینک دیا ہے اور تاریکی بعضہا فوق بعض میں ڈالدیا ہے اور اکثر حکایت اور روایت
اور احادیثِ موضوعہ تمہارے ظالموں اور دشمنوں اہل بیت سے اور فاسقوں اور سفلوں اور
لڑکوں اور عورتوں سے منقول ہیں کہ یہ سب از قسم افسانہ اور افسون اور خواب اور خیال کے اسطرح سے
ہے کہ جسطرح کہ ایک شخص کہانی کہتا ہے اور بہت سی عورتیں اور لڑکے اسکو سنتے ہیں اور بعضے سوتے
ہیں اور جب کہانی تمام کو پہنچی تو تمام لڑکوں کے چڑیا اور باز اور عورتوں اور فاسقوں کو سلک
روایت اور احادیث اور اخبار میں لکھتے ہیں کہ قال فلان ؓ روی فلان ؒ اور اسکو مشہور کرتے
ہیں کہ فلان حدیث کو فلان شیخ سے پڑھا ہے اور فلاں شیخ حجام مفسر قرآن ہے اور فلان جاہل
بے بصیرت فلاں گوشہ نشین چلہ کش اور بڑا ولی ہے اور پیشوائے زمانہ ہے اور فلاں شیخ نے خواب
میں ایسا دیکھا ہے اور خواب میں پیغمبر سے یہ سنا ہے اور پیغمبر نے یہ فرمایا ہے اور علیٰ ہذا القیاس بہت
سے جاہل بے بصیرت اور احمقان بے معرفت اور اندھے گوشہ جہالت اور غول جنگل ضلالت
کے اطراف و جوانب بلاد اور امصار اور بین و یسار سے جمع ہو کر گروہ گروہ پہنچتے ہیں اور برکت طلب
کرتے ہیں اور تم سے نقل کرتے ہیں اور بنائے معرفت اور شریعت اور طریقت اور حقیقت کے خواب
اور خیال اور وہم اور گمان اور پر نقل اور روایت تمہاری کے رکھتے ہیں اور ان مہملات کا
ذوق اور مزا خیالات عوام اور ابلہان خام میں ایسا مستحکم ہو گیا ہے اور ایسا گڑا ہے کہ معمار
قضا و قدر سے بھی زائل ہونا اسکا اور دفعیہ اسکا بہت مشکل اور دشوار ہے اور اس سبب سے تم نے
جرح اور تعدیل اور طعن اور تکفیر عوام میں پیدا کی ہے اور بہت زمانہ اس بات کو نہیں گزرا کہ
اولاد انہوں کی اسی طریقہ پر پیدا ہوتین ہیں اور ہوئینگی اور بغض اور عداوت اہلبیت و سادات

شیعیان اور پیروان اہل بیت کو تنہ میراث سمجھا ہے اور دشمنی اور مخالفت انکی طریقہ کی کرتے
ہیں اور کرینگے اور ظالموں اور فاسقوں اور دشمنان خاندان رسول کو کہ جنکی عمر بت پرستی
اور شرب خمر اور کھانے گوشت خوک میں گزری تھیں انکو معصومان خاندان رسالت سے
مقدم جانتے ہیں اور جولاہے اور قصاب آپسمیں روایت کرتے ہیں اور اب نوبت یہانتک
پہنچی ہے کہ نقل اور روایت اور حدیث اور آیت کو امیر المومنین اور امام حسن اور امام
حسین اور باقی اہل بیت علیہم السلام سے کہ باتفاق تمام خلائق کے معصوم اور پاک
ہیں قبول نہیں کرتے ہیں اور انکی قول پر اعتبار نہیں کہتے ہیں اور روایت اور حدیث
عائشہ اور انس بن مالک اور ابوہریرہ اور عمر عاص اور معاویہ اور یزید کا اعتبار کرتے ہیں
کہ ہر ایک شخص انہوں میں سے بدترین اہل کار و نگار اور خسیس ترین فجار اور کفار سے ہیں
اور سب اہل ایمان کے اعتقاد میں نفرین کرنا اس گروہ پر واجبات اور عبادات سے ہے
ای ابراہیم مقتدا اور پیشوا تیرے اور وہ لوگ کہ جنہوں نے تابعداری تیرے پیشواؤں کی
کی ہے کفر اور ضلالت میں علی الرغم علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہیں اُن لوگوں نے
نسخہ یا ہے اور حکایات بے اصل بنوائی ہیں اور غزوات اور لڑائیاں رستم اور کیخسرو اور
اسفندیار اور کاؤس اور زال وغیرہ کی ترتیب دی ہیں اور انکو بازاروں اور میلوں
میں پڑھواتے تھے اور مشہور کراتے تھے اور ہر ایک پہلوان کی شجاعت اور دلاوری
کی تعریف اور توصیف کرتے تھے تا کہ رد ہو شجاعت پر امیر المومنین علیہ السلام کے اور لوگ
ذکر شجاعت اُن حضرت کا نہ کریں اور بھول جائیں محاربات آنحضرت کو کس واسطے کہ تم باوجود
طاقت سُننے معجزات اور محاربات حضرت کی نہیں رکھتے ہو اور کفار کی دلیریوں کو لکھتے ہو اور
پڑھتے ہو اور باوجود اسکے اقرار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمکو اہلبیت سے عداوت اور دشمنی نہیں ہے
بظاہر محبت کو ظاہر کرتے ہو اور اپنے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی حرم کیا فضیلت سے کہتے ہو لاؤ
ثابت کرو تا کہ سنوئیں کہ کیا صدق اور راستی انکی لوگوں پر ثابت ہے یہ محض مسخرہ ہے اور

کیا علم اور فضیلت ہی اور کیا تقویٰ اور عبادت ہی اور کیا سخاوت اور مروت اور کیا دلیری اور شجاعت لائق ان ناموں کے ہوئی ہی اور کہاں پر لڑی ہیں اور کہاں بہادروں کو شکست دی ہی اور کونسی مشکل کو حل کیا ہی اور کونسا معجزہ اور کرامات انسے ظہور میں آیا ہی اے ابراہیم فضیلت کے معنی تو بیان کر کہ کس چیز سے حاصل ہوتی ہی اور یہ بھی کہہ کہ اکثر ثوابا من عنداللہ کے کیا معنی ہیں اور وہ ثواب کس سبب سے ملا اور کس چیز سے حاصل ہوتا ہی اور کسی شخص کو فضیلت اہل عالم میں سے ثابت نہیں ہی اور نہ سننے میں آیا ہے اور نہ قرآن اور حدیث میں واقع ہوا ہی اے ابراہیم اور اے علما جاہل شرم کرو تم خدا سے اور ان مہملات کو چھوڑ دو اور سمجھو کہ اول زمانہ خلافت سے اب تک بنیاد تمہارے مذہب کی تعصب اور عداوت اور ظلم اور زیادتی پہ رہی ہی اور کسی سادات عظام کو کہ اہلبیت رسالت سے ہیں تمنے کبھی کسی وقت میں انکو مجال اور فرصت بحث مذہب کی نہیں دی ہی کہ اظہار مذہب اہلبیت کا کریں اور تم لوگوں نے انکے قتل کا فتویٰ دیا ہی اور عوام کالانعام کو انکے قتل پر آمادہ کیا ہی اور کہتے ہو کہ یہ اشد کفار ہیں اور بہت سے اہل ایمان اور محبان اہلبیت اطہار کو تم نے بصد خواری قتل کرایا بسبب اسکے کہ تم ڈرے اس بات سے کہ یہ لوگ ہمکو فضیحت کرینگے اور کفر اور فسق اور ظلم اماموں و پیشواؤں ہمارے کا کہ دشمن رسول اور اہلبیت نبوت کے ہیں ظاہر کرینگے جیسا کہ مینے ثابت کیا ہی تمہیں بطفیل دولت و اقبال خلیفۂ زماں کے اور اے ابراہیم جملہ اہل عقل پہ ثابت ہی کہ تم دشمن اہلبیت رسالت ہو اور امام تمہارے قاتل اہلبیت اور دشمن رسول کے ہیں اور جو عداوت اور نفاق کہ رسول خدا سے رکھتے تھے اور اسکو ظاہر نہ کر سکتے تھے اور خدا نے اس سے اپنے رسول کو خبر دی تھی کہ یہ رسول خدا سے پھرے ہوئے ہیں اور باطن میں طریقہ کفر پہ چلتے تھے آخر کو بعد از رسول خدا صلعم وہ کفر انہوں نے ظاہر کیا اور انکی اہلبیت سے اسکا عوض لیا اور اب تم بھی پیروی انکی کرتے ہو اور کسیکو تمنے اولاد اور اہلبیت رسول اللہ صلعم او شیعیان

اور پیروانِ اہلبیت میں سے تم نے دنیا میں زندہ نہ چھوڑا یہانتک کہ نسل اُنکی منقطع ہو گئی اب مقامِ تعجب ہے کہ اس ظلم و جفا پر دعویٰ اسلام اور مسلمانی کا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ واللہ ہم دینِ محمدیہ پر ہیں قسم بخدا کہ تم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں اور ہرگز تم مسلمان نہیں ہو اُسوقت سب عالموں نے کہا کہ ہم دشمنانِ اہلبیت علیہم السلام سے بیزار ہیں اور جو کہ دشمن اہلبیت ہے اُس سے بھی ہم بیزار ہیں حسینیہ نے کہا کہ واللہ تم جھوٹے ہو اور تمہارے دلوں میں عداوتِ اہلبیت اور پیروانِ اہلبیت کی بھری ہوئی ہے اور میں اُسکو حضورِ خلیفہ میں بتیر ثابت کرتی ہوں اے ابراہیم اوّل یہ ہے کہ بروزِ عیدِ قربان علماء اور مشائخ اور اہلِ شہر چہ دانا اور چہ عالم بلکہ سب عوام لوگ تمہارے مذہب کے زیرِ منبر آکر جمع ہوتے ہیں اور جب خطبہ منافق منبر پر جاکر قصہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور حال قربانی کرنیکا شروع کرتا ہے اُسوقت تم رونا شروع کرتے ہو اور ہائے ہائے کرکے روتے ہو اور جب سُنتے ہو کہ ابراہیم نے چھُری ہاتھ میں لی اور قصد ذبح اسمٰعیل کا کیا فریاد کرتے ہو اور جب یہ ذکر ہوتا ہے کہ چھُری قریب حلق کے لیگئی اُسوقت تو عمامہ اور پگڑیاں اپنی سروں سے پھینکدیتے ہو اور آنسو ٹپکاتے ہو اور آنکھوں کو سُرخ کرتے ہو حالانکہ کوئی زخم حضرت اسمٰعیل کے نہیں پہنچا اور نہ لگا اور آخر کو ایک گوسفند مارا گیا کہ ہر روز ہزاروں گوسفند اُسی طرح کے بلا پروا دنیا میں ذبح کئے جاتے ہیں اور جب آخر کو سب اپنی جگہ سے اُٹھے تو یہ رونا اور پیٹنا واسطے ایک گوسفند کے سمجھنا چاہئے اور اس بات کو اب تک چار ہزار سال گزری ہیں اور جس کسی شہر اور دیار میں کسی شیعہ اور مومن اور دوستدار کو دیکھتے ہو کہ واسطے نورِ دیدۂ رسول خدا اور جگر گوشۂ امیر المومنینؑ اور فرزندِ ارجمند سیدۃ النساء العالمینؑ اور برادر بجان برابر حسن مجتبیٰ سید شباب اہل الجنۃ امام حسینؑ مظلوم کے روزِ عاشورہ یا اور کسی وقت میں روتے ہیں نہ اُنکے جد کے برابر کسیکا جد ہے اور نہ مثل پدر اُنکے کسیکا پدر ہے اور نہ مثل ماں اُنکے کسی کی ماں ہے نہ برابر اُنکے بھائی کے کسیکا بھائی ہے اور نہ برابر اُنکے فرزند کے کسیکا فرزند ہے ایک جماعت کافران اور ظالمان اُمت نے اور منافقان

نے بدبختیت نے لشکر لڑائی اور غدر کیا اور آنکو ظلم سے شہید کیا اور سر مبارک آنکا نیزہ پر نصب کیا اور حرم محترم کو غارت کیا اور بہتّا دو دو تن یعنی بہتّر آدمی بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور اصحاب اور احباب اس جناب کو قتل کر ڈالا اگر کوئی مومن واسطے انہوں کے رنج و غم کرے اور ماتم اور گریہ میں مصروف ہووے تو اسکو کہتے ہو کہ یہ رافضی ہے اور اہل بدعت ہے یہ کیا بات ہے کہ جس واقعہ کو دو سو یا تین سو برس سے زیادہ گذرے ہوں اُسکو یاد کریں اور روتیں اور ایسے ابراہیم کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس گوسفند کو جہاں کہ ہزارہا برس گذر گئے ہوں اُسکو بعد اس مدت دراز کے رونا اور یکبارگی سر سے زمین پر پٹکنا اور فراموش نہ کرنا اور واسطے جگر گوشہ رسول اور قرۃ العین بتول کے بعد گذرنے دو سو یا تین سو برس کے نہ روتیں اور ماتم نہ کریں یہ کہکر حسنیہ نے ہاتھ سر پر مارا اور مقنعہ سر سے اُتار ڈالا اور نوحہ اور زاری شروع کی اور ہاتھ بر سر منبر مارتی تھی اور کہتی تھی کہ وائے حسینؑ کہ جو گردن رسول خدا پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پاؤں کو اُن حضرت پر مارتے تھے کہ جلد چلیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فخر کرتے تھے اُسپر اور کہتے تھے کہ کیا اچھا سوار ہے اور کیا اچھا مرکب ہے تمہارا یا حسینؑ اور گلوئے مبارک حسینؑ کا کہ بوسہ گاہ سید کائنات تھا تیغ بیدریغ سے کاٹا اور گھوڑے حضرتؑ کے جسم مبارک پر دوڑائے پس جنہوں نے یہ سلوک کیا ہے اہلبیت رسالت سے یہ سب تمہارے امام اور پیشوا ہیں اُسوقت حسنیہ سر پیٹتی تھی اور فریاد کرتی تھی کہ ہارون اور سب خلائق رونے لگی اور آواز گریہ و بکا کی بلند ہوئی ہارون کو خوف ہوا کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاوے اُسیوقت حکم دیا کہ خلعت ہائے فاخرہ واسطے حسنیہ کے لاویں اور بحث حسنیہ کو موقوف کل پر کریں پھر حسنیہ نے کہا کہ اے خلیفہ زمان مجھکو تھوڑی سی فرصت ملے کہ ایک سوال اور کروں اور کلام کو اُسپر ختم کرون ہارون نے کہا کہ سوال کر حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اور اے علما حقنا قسم ہے تمکو خدا وند جبار و قہار کی سچ کہنا تم نے کسی کتاب میں بھی دیکھا ہے کہ پیغمبر نے اپنی حیات میں کسی کو بھی حضرت علی علیہ السلام پر مقدم کیا ہے اور امیر کیا ہے سب

عالمو نے کہا کہ نہیں حسینیہ نے کہا جبکہ خدا اور رسول نے کسیکو امیر امیر نہیں کیا تو تم کیوں جائز اور روا کہتے ہو کہ بعضے جاہلانِ امت کسیکو امیر امیر کریں اور مقدم رکھیں اے ابراہیم حق پوش کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے سورۂ برات ابی بکر کو دی تھی اور ہمراہ اُس کے بہت خلق بھیجی کہ سورۂ برات کو مکہ میں لیجاوے اور کفار مکہ کو سناوے کہ حکم خدا ہوا کہ ابی بکر صاحب نہ جاوے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھیجو کہ وہ سورۂ برات کو لیجا کر کفار مکہ کو سنا دیں جیسا کہ فرماتا ہے لَا یُؤَدِّیْهَا عَنْكَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ رَجُلٌ مِّنْكَ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امیر کو تنہا بھیجا کہ سورۂ برات کو ابی بکر صاحب سے لیلویں اُسکو واپس پھیر دو مع اُس لشکر کے کہ جو ہمراہ اُس کے تھا جناب امیر علیہ السلام نے بموجب ارشاد جناب رسالت مآب صلعم کے ابی بکر صاحب سے سورۂ برات کو لے لیا اور حضرت کے ارشاد سے آگاہ کیا کہ تم واپس چلے جاؤ ابی بکر بسبب شرمندگی کے اور ندامت کے متوجہ مدینہ منورہ کا ہوا اور امیر المومنین علیہ السلام سے التماس کیا کہ یا علی تم کسی آدمی کو خدمت رسولخدا صلعم میں بھیجکر میرے واسطے رخصت حج حاصل کرو کہ میں اسی جگہ آپکی خدمت میں رہونگا حضرت امیر علیہ السلام بموجب حکم خدا تعالی اکیلے گئے اور سورۂ برات کفار مکہ کو سنایا کہ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ اور اسیطرح چند شرائط دیگر کہ مقرر ہوتی تھیں اور بعض احکام الٰہی انہوں کو پہنچائے امت میں سے کسیکو اسمیں اختلاف نہیں کیا ہے اے ابراہیم جس شخص کو کہ لیاقت یہ بھی نہو کہ ایک آیت مکہ کو لیجاوے اور موافق حکم خدا کے اُسکو اثناء راہ مکہ سے واپس بلا لیا جاوے پس کیونکر صلاحیت امامت اور خلافت اور وصایت رسول اللہ کی اُسمیں ہو سکتی ہے اور یہ ایک نکتہ بہت باریک ہے کسواسطے کہ جسوقت جبرئیل امین آیات سورۂ برات رسولخدا پاس لائے تو یہ نہ کہا کہ ان آیات کو مکہ کو کون لیجاوے اور کفار مکہ کو سناوے خداوند جل وعلی نے اس امر میں ایک مصلحت عظیم رکھی تھی کہ اول میں حکم نفرمایا اسلئے کہ رسولخدا ابی بکر کو واسطے اس امر جلیل کے بھیجیں اور

بعد اسکے فرمان نازل ہوئی کہ بھیج علی ابن ابی طالب کو اور واپس بلا بھیج اس شخص کو کہ جسکو تونے بھیجا ہے کہ وہ لیاقت اور صلاحیت اس کام کی نہیں رکھتا ہی خداوند جل وعلےٰ نے اسمیں سرا اسرار کشف حال اور فضیحت ابی بکر کی چاہی اور یہ ذلت و خواری جو ابی بکر کو ہوئی بہت بڑی حجت ہی اور اس خواری سے وہ ندامت پہنچی ابی بکر کو کہ پھر لوٹ کر خدمت رسول خدا میں آنیکی اور منہہ دکھانیکی جگہ نہ رہی او ای ابراہیم یہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہی یا نہیں ابراہیم نے کہا کہ ہاں ہمکو کب انکار ہی اور پھر حسنیہ نے کہا کہ ای ابراہیم جسوقت ہیں کہ رسول خدا صلعم حالت نزع میں تھی اسامہ بن زید کو سردار لشکر کیا اور کہا کہ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ جَیْشِ اُسَامَۃَ اِلَّا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ یعنی لعنت خدا ہی اسپر کہ جو لشکر اسامہ بن زید میں جاوی اور تحت لوا اسکے نہ رہے مگر علی بن ابی طالب اور فضل بن عباسؓ اور پیغمبر خدا اس حدیث کو بار بار فرماتے تھی اور ابی بکر اور عمر صاحب اس کلام کو نہ سنتے تھے بخوف اسکے کہ اگر ہم چلے جاویں گے تو رسول خدا علی بن ابی طالب کو قائم مقام اپنا کردیں گے اور بموجب حکم رسول خدا صلعم کے اسامہ نے آدمی واسطے بلانے انہوں کے بھیجا اور رسول خدا بار بار انپر نفرین فرماتے تھے تا آنکہ حضرت نے رحلت فرمائی اور یہ دونو مع اپنے ہوا خواہوں کے سقیفہ بنی ساعدہ میں گئے اور خلافت پر جھگڑنے لگے یہانتک کہ اسکی خبر اسامہ کو پہنچی تو اسامہ نے انہوں کے پاس آدمی بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے تابع اور ماتحت ہو تمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی اور باتفاق سب امت کے بعد از مفارقت رسول خدا یہ نوکر اور تابع اسامہ کے تھے اگر لیاقت خلافت اور وصایت کی ہوتی تو اسامہ اٹھانا بعد رسول خدا ہوتا اور وقت رحلت تا دم آخر بموجب اجماع امت انہوں پر نفرین کرتے تھے اور یہ تمہاری سب کتابوں میں لکھا ہی تم انکار اسکا نہیں کرسکتے ہو جس حالت میں کہ ابو بکر اور عمر تابع لشکر اسامہ کے تھے اور اسکی ہمراہ نہ گئے اور مخالفت رسول خدا اسی کی اور رسول خدا نے انہوں پر نفرین کی ہو پس بلاشک یہ نفرین خدا میں گرفتار رہیں گے مع ان لوگوں کے کہ جو پیرو ان کے ہیں

اور عذاب ابدی میں مبتلا ہونگے ابراہیم اور سب علمانے بسبب ندامت اور شرمندگی
خلائق کے سر نیچا کرلیا تھا اور چپ تھے گویا کہ گونگے بہرے ہیں بعد ازاں حسنیہ نے کہا کہ
الحمد للہ والمنۃ کہ بدولت خلیفۂ زماں اس ضعیفہ اور عاجزہ نے فضائل اور مناقب اہلبیت
رسول اللہ علیہم السلام سے اور زندقہ اور ظلم اور مخالفت دشمنان اہل بیت سے جو کچھ میرے
دلمیں تھا علانیہ بے خوف اور دہشت کے مینے ظاہر کیا اور اعدائے دین کو از روئے حجت
اور دلیل کے الزام دیا اور یہ دولت کسیکو بھی محبان اور مجاہدان سے نصیب نہیں ہوئی کہ
جو بتوفیق خدائے تعالی مجھ کنیز حقیر کو آج کے روز ملی اور اگر خلیفہ زماں کو ملال نہووے تو بخدا
بند اور خاموش نہ رہوں اور اقسام اقسام کے دلائل حقیت مذہب اہل بیت علیہم السلام
پر بیان کروں کہ سننے والوں سے شمار انکا نہو سکے یحیی بن خالد برمکی نے طرف ابراہیم
اور علما حاضرین کے دیکھا اور کہا واہ مرحبا تم نے خوب حقیت اپنے مذہب کی ثابت
کی اور جو حق ثبوت مذہب کا تھا اسکو خوب ظاہر کیا اور جو کہ یحیی اور سب علما اور سلاطین
اور امرا ارکان دولت مخالف اور موافق کہ دور دور سے آئے تھے اور اس مجلس
میں حاضر تھے سب نے حسنیہ کو دعا دی اور تحسین اور آفرین کی اور اس روز چار سو آدمیوں
نے کہ جو مخالف مذہب تھے طریقہ اہلبیت علیہم السلام کا قبول کیا اور ہارون نے اس
روز سے پھر کبھی قصد آزار اور ایذا دہی سادات اہلبیت کا نہ کیا اور معترض حال شیعیان
اہلبیت کا نہوا اور حکم دیا کہ حسنیہ اور اس کے خواجہ کو خلعتہائے فاخرہ سے سرفراز اور ممتاز
کریں اور وہ ایک لاکھ مثقال زر سرخ رائج الوقت موافق قرار داد شرط کے حسنیہ اور
اسکے مالک کو دیں اور بہت نوازش اور مہربانی فرمائی اور حسنیہ کو اپنے قریب بلایا اور مخفی
اس سے کہا کہ تو اس شہر سے کسی اور جگہ چلی جا اور جہاں تیرا جی چاہے اپنا مسکن اختیار
کر کیونکہ مجھکو خوف ہے کہ یہ لوگ تجھکو آزار دیں اور در پے تیرے ہلاکت کے ہوں حسنیہ اور
اسکے خواجہ نے پاتے ہارون پہ بوسہ دیا اور اس کے دربار سے خوش حال و مسرور

اُٹھے اور خالد چچازاد بھائی ہارون کا کہ محبان خاص خاندان اہل بیت علیہم السلام سے
تھا اور جو لوگ کہ محبت اہلبیت علیہم السلام سے رکھتے تھے وہ بھی حسینیہ سے بہ اکرام و
انعام تمام پیش آتے اور ابراہیم شرمندہ اور روسیاہ کرسی زرین سے اُٹھا اور
ابو یوسف اور شافعی اور دیگر لوگ کہ اعدائے اہلبیت علیہم السلام سے اور جو اُس
جلسہ میں آتے ہوتے تھے نادم اور پشیمان اُٹھے اُسوقت سب خلائق اُن پر ہنستی
تھی اور چچازاد بھائی ہارون کا اُن لوگوں سے مضحکہ اور تمسخر کرتا تھا پس
حسینیہ مع اپنے آقا خواجہ بازرگان کے مخفی باجماعت کثیرہ شہر بغداد سے باہر
آئی اور مدینہ رسول اللہ کو روانہ ہوئی بعد قطع منازل اور طے مراحل کے مدینہ
منورہ میں پہنچی اور خدمت بابرکت جناب امام رضا علیہ السلام اور دیگر سادات عظام
میں فائز ہو کر مسکن پذیر ہوئی ۰

خاتمہ از مصنف مدظلہ العالی

الحمد للہ علی افضالہ و احسانہ کہ یہ چند سطریں رسالہ مباحثہ حسینیہ کی بمدد و اعانت جناب
ائمہ معصومین علیہم السلام زبان فارسی سے اُردو میں ترجمہ کی گئیں تاکہ سکنائے اس دیار کو بھی فائدہ
اسکا عام ہو اور نفع تام اور باعث سرور قلوب شیعیان حیدر کرار اور جملہ مومنین اور مومنات کا
ہو اور موجب اجر اور ثواب کا واسطے اس عاصی مترجم کے بھی ہو ۰ تمت

اعلان

یہ کتاب خاص ارباب مذہب امامیہ کے لئے چھاپی گئی ہے خدمت میں حضرات اہل سنت و
والجماعت کے گزارش ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں ۰ بر رسولاں بلاغ
باشد و بس المشتہر سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

بیاض فوز نجات شعرائے لکھنؤ

یہ بیاض تصنیفات سے شعرائے نامور لکھنؤ کے جو خاص نوحہ گوئی بے بعض حضرات
بے نظیر تھے پہلے یہ بیاضین الموسوم بہ رونق ماتم ۔ اسرار ماتم ۔ خزینہ ماتم ۔ مرقع
عبرت ماتم ۔ تنویر ماتم ۔ رسمی کاغذ پر لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوئی تھیں اور مادہ
قرار دیگئی تھی ۔ ہم سے اکثر برادران ایمانی نے لینے کے بعد دیکھنے کاغذ و چھپائی کی
بد سلوبی کی شکایت کی اور علی العموم اہلی مطابع کو خود غرض و طماع و حریص
سمجھتے ہیں کہ طالب زر ہونیکا الزام ما لا یلزم دیا اور بعض صاحبوں نے تو ولائتی
پر صفائی سے چھاپنے کا وعدہ ہی لے لیا ناچار مجبور بموجب حدیث جناب رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ایک بار مومن کا خوش کرنا خدا اور رسول کی خوشنودی
کا باعث ہے لہذا تمام مرتبہ بیاضون کو ایک جلد میں ولائتی کاغذ
پر بہت صحت و صفائی اور جلی قلم سے چھپواکر تیار کرتا ہے اور قیمت بھی
[illegible] بہ نسبت سابق کے صرف [illegible] رکھی ہے ۔ جن برادران مومنین کو ضرورت ہو
مطبع ہذا سے طلب فرمائیں انشاء اللہ تعالے فوراً بھیجدی جائیگی

العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

اشتہار

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین علیہ السلام دو جلد

بخدمت شائقین علم تاریخ و سیر مخفی نہ رہے کہ یہ کتاب ایسی ہے [illegible]

[illegible] اس کتاب کا نام تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین [illegible] جناب امیر کے [illegible] کی کیفیت مفصل [illegible]

[illegible] خلافت ثلاثہ [illegible] جناب امیر کی [illegible] جناب [illegible]

[illegible] سب سے [illegible] بیان [illegible]

سب سے زیادہ [illegible] سب سے زیادہ [illegible]

[illegible] سب سے زیادہ [illegible] مرتبہ [illegible]

[illegible] شوق [illegible] ناحق خون کیا

[illegible] اسلام [illegible] خلیفہ برحق کی تذلیل کی اور [illegible] بنی امیہ [illegible] مخالف کتاب خدا

[illegible] الجماعت [illegible] علی [illegible]

[illegible] آیات [illegible] منافقات [illegible]

جناب امیر کی [illegible] جناب باری تعالیٰ [illegible] جناب امیر [illegible] جنگ جمل و صفین و نہروان [illegible]

[illegible] یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم

وماوٰھم جہنم وبئس المصیر [illegible] حیات میں [illegible]

[illegible] بیان کیا جاتا ہے کتاب [illegible]

[illegible] اہل سنن کی کتب [illegible]

روضۃ الصفا و تاریخ [illegible] و تاریخ ابن اعثم کوفی و شرح [illegible] نہج البلاغہ و شرح دیوان جناب امیر [illegible] اور اہل تشیع کی کتب

بحار الانوار۔ حق الیقین۔ جلاء العیون۔ نہج البلاغہ۔ ارشاد شیخ مفید۔ احتجاج طبرسی۔ کامل بہائی [illegible]

التواریخ و مجالس المومنین [illegible] گئے ہیں [illegible]

المشتہر [illegible]